

کاریں عمران کے فلیٹ کے سامنے رکیں اور پھر سیکرٹ سروس کے تمام ممبر ان کاروں سے اتر کر فلیٹ کی سڑھیاں چڑھنے لگے۔ آج ان سب نے مل کر عمران کے فلیٹ پر دعاوا بولنے کا پروگرام بنایا تھا۔

گذشتہ کئی ہفتوں سے وہ ایک کیس میں مصروف رہے تھے کہ انہیں محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً سر کھجانے کی بھی فرصت نہیں تھی اور اس کیس کے خاتمے کے بعد وہ اب خاصتاً تفریح کے موڑ میں تھے اور ظاہر ہے عمران کی شمویت کا تصور ایسا تھا کہ جیسے روح کے بغیر جسم۔

چنانچہ آج صدر کے کہنے پر وہ سب جولیا کے فلیٹ میں اکٹھے ہوئے اور انہوں نے پروگرام بنایا کہ عمران کے فلیٹ پر دعاوا بولا جائے۔

پہلے تو وہاں خوب کھایا پیا جائے اور عمران اور سیدمان کو اچھی طرح زفاف کرنے کے بعد عمران کو ساتھ لے کر کسی خوبصورت کلب یا ہوٹل میں دھماکہ چوکڑی مچائی جائے۔

صدر نے ہاتھ بڑھا کر کال بیل کا بیٹھنے والا اور اسے اندر گھنٹی بجھنے کی آواز سنائی دی۔ چند لمحوں بعد دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی۔ لیکن صدر اور جولیا یہ آواز سنتے ہی چونک پڑے کیونکہ آواز نسوانی تھی۔ اوپھی ایڑی کے سینڈل کی نکٹ نکٹ دور

سے پچانی جاتی تھی۔ اور پھر انہیں چوڑیاں کھکھنے کی آواز بھی سنائی دی اور صدر اور جولیا تو ایک طرف تقریباً تمام ممبروں کی یہ نویں کھینچ کر کان بن گئیں اور وہ ایک دوسرے کو معنی خیز نظروں سے دیکھنے لگے۔ جولیا کے چہرے پر غصے کی سرخی ابھر نے لگ گئی۔

”کون ہے؟“ چند لمحوں بعد ہی دروازے کے پیچھے سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ آواز سے یونے والی کوئی نوجوان لڑکی لگتی تھی۔ اور اب تو بہر حال انہیں یقین ہو گیا کہ معاملہ گڑ بڑ ہے۔ عمران کے فلیٹ میں نوجوان لڑکی کی موجودگی کا وہ تصور بھی نہ کر سکتے تھے۔

”دروازہ کھولئے!۔ ہم عمران صاحب سے ملنے آئے ہیں۔“ صدر نے کہا۔

”کس سے ملنے آئے ہیں... جاپان سے... یہاں کوئی جاپان نہیں ہے،“۔۔۔ اندر سے لڑکی کی چھپتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”جاپان سے نہیں... عمران سے... دروازہ کھولئے،“ صدر نے بڑی مشکل سے پنسی ضبط کرتے ہوئے کہا۔

”بھائی جان سے... مگر آپ کون ہیں؟“ اندر سے لڑکی نے حیرت بھرے لجھے میں کہا اور پہلی بار انہیں بھائی جان کا لفظ سن کر خیال آیا کہ کہیں یہ عمران کی بہن شریانہ ہو۔ لیکن آواز سے ظاہر ہوتا تھا کہ یونے والی شریانہ نہیں۔ کیونکہ وہ شریان سے بے شمار باریں چکے تھے۔ اور وہ اس کی آواز پہنچانتے تھے۔

”تم دروازہ تو کھواؤ،“ اچانک جولیا نے غصے سے چھپتی ہوئی آواز میں کہا۔ اس کا چہرہ اب پوری طرح سرخ ہو چکا تھا جیسے عمران کے فلیٹ میں کسی لڑکی کی موجودگی اس کے لیے زبردست شاک کا باعث بنی ہو۔

جولیا کی آواز سنتے ہی چھپنی بٹنے کی آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے

دروازہ کھل گیا۔ اب بولنے والی دروازے کے سامنے تھی۔ وہ دروازے پر اتنے سارے افراد کو دیکھ کر خوف اور حیرت سے جھجک کر ایک قدم پیچھے ہٹ گئی۔ لڑکی کی عمر واقعی میں بالائیں سال تھی۔ وہ خاصی خوبصورت بھی تھی۔ لیکن اس کا الباس گھریلو ساتھا۔

”لگ... کیا بات ہے...؟“ لڑکی نے بوکھلائے ہوئے لبھے میں کہا۔ ”تم کون ہو...؟ اور یہاں کیا کرتے ہو؟“ جو لیانے غصے سے ہونٹ کاٹتے ہوئے اس لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ یوں اسے کھا جانے والی نظر وہ سے دیکھ رہی تھی جیسے اسے کپاہی چبا جائے گی۔ ”میں... میں دلربا ہوں... مگر...“ لڑکی نے بھی اس بارقدرے غصیل لبھے میں کہا۔ مگر جو لیا بڑے غصے سے اسے دھکیلتی ہوئی اندر داخل ہوتی۔

”دلربا!... کون ہے دروازے پر؟“ اسی لمحے اندر سے عمران کی چہکتی

ہوئی آواز سنائی دی اور جولیا کا چہرہ عمران کی آواز میں موجود چپکار

سننے ہی بھٹی کی طرح جلنے لگا۔ وہ تیزی سے ڈرائیکٹ روم کی طرف پکی۔ باقی ممبران بھی اس کے پیچھے تھے جب کہ لڑکی و پیس دروازے کے پاس کھڑی حیرت سے انہیں دیکھ رہی تھی جیسے وہ کوئی بات سمجھنا سکی ہو۔

”آخر آہی گیا ناں تمہارا اعلیٰ کردار سامنے... اسی لئے ڈھنڈو را پیٹتے رہ جئے تھے اپنی شرافت کا...“ جو لیانے ڈرائیکٹ روم میں داخل ہوتے ہی پھٹ پڑنے والے لبھے میں کہا اور سامنے صوفے پر لینا ہوا عمران جو لیا کی آواز سننے ہی اس طرح اچھال کر کھڑا ہو گیا جیسے صوفے کے پسروں نے اسے اچھال دیا ہو۔

”ارے ارے جو لیا تم... اور اس وقت... ارے یہ تو پوری کرکٹ ٹیم ہی چلی آ رہی ہے... یا الہی خیر... مم... مم... مگر یہ تو فلیٹ ہے... کرکٹ

گراوڈ تو نہیں۔“ عمران نے انتہائی بوکھلانے ہوئے لبجے میں کہا۔

اس کی نظریں دروازے پر جبی ہوئی تھیں جہاں سے یکرٹ سروں کے  
کالا کرنا تھا تو کیا تم کہیں اور جا کر نہ کر سکتے تھے۔ لعنت ہے تم پر...  
بڑے اکڑے پھرتے تھے کہ جناب میرا کردار بے داش ہے میں بڑا  
شریف آدمی ہوں۔“ جولیا نے غصے سے چینتے ہوئے کہا۔  
”مجھ... جولیا! قسم اخوالو... میرا کوئی قصور نہیں... مم... میں مجبور ہوں...  
اور منہ کالا کرنے کے لئے میں نے کوکلوں کی دلائی کرنے کی بڑی  
کوشش کی... لیکن ہمھیں یہی جواب ملا کہ دلائی تو مومنت ہے  
ہے۔“ جولیا نے غصیلے لبجے میں کہا۔

”دلربا... اچھا تو تم دلربا کی وجہ سے غصے ہو رہی ہو... ارے جولیا!... کیا  
جناب!“ عمران نے نہ سے اور نجابت آمیز لبجے میں کہا

”یہ کون لوگ ہیں...؟ کہہ رہے تھے کہ جاپان سے ملنے آئے ہیں...  
پھر کہنے لگے بھائی جان سے ملنا ہے... مجھے تو یہ بدمعاش قسم کے لوگ  
لگتے ہیں۔ بڑی اماں کہتی ہیں کہ ایسے لوگوں سے ہمیشہ بچ کر رہنا  
اب کیا بتاؤں“... عمران نے یوں شرمende انداز میں نظریں چراتے

چاہئے”... اسی لمحے انہیں پشت پر طربا کی آواز سنائی دی۔

”ہم بدمعاش ہیں... بدمعاش تم ہو... جو یہاں منہ کالا کرنے آگئی ڈالے گی۔

”چڑیل،“... جولیا نے چینٹتے ہوئے کہا۔

”ارے ارے مس جولیا!... یہ کیا کر رہی ہیں آپ۔ پلیز“... صدر نے ”ارے ارے جولیا!... ارے خدا کی قسم سمجھو تو سبی... ارے مجبوری اسے روکتے ہوئے کہا۔

”تو سمجھو“... عمران نے فوراً ہمی مداخلت کرتے ہوئے کہا۔

”چڑیل ہو گئی تم... چڑیل ہوں گے تمہارے ہوتے سوتے... بڑی آئی جولیا نے اپنے آپ کو چھڑاتے ہوئے کہا۔

”یہ کیا ہو رہا ہے طربا!... تم یہاں کیوں کھڑی ہو؟...“ اسی لمحے چڑیل کہنے والی بدھی میم... پر کئی کبوتری... اپنی شکل تو سنبھالو...“

”سردی ہوئی مولی کی طرح تو شکل ہے تمہاری...“ جواب میں طربا نے دروازے سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

”بھائی جان!... یہ مجھے چڑیل کہہ رہی ہے... اچھی میں یہاں تم سے بھی لڑا کا عورتوں کی طرح چینٹتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار سر پر

ہاتھ پھیرنے لگا۔ جب کہ باقی ممبران حیرت سے کبھی عمران کو اور کبھی

طربا کو دیکھ رہے تھے۔ ان کی سمجھ میں کوئی بات نہ آ رہی تھی۔

”تم... تم مجھے کہہ رہی ہو“... جولیا تو جیسے غصے سے پاگل ہو گئی اور وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر طربا اور سلیمان کو دیکھنے لگی۔

”کس نے تمہیں چیل کہا ہے... کس کی مجال ہے کہ سلیمان کی بہن کو چیل کہے... میں اسے بغیر بھونے نہ کھا جاؤں...“ سلیمان نے روئی پر کئی کبوتری کہہ دیا... چلواب معاف کر دو..“ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اب اس کے چہرے پر غصے کی بجائے عجیب سی طہانتیت بھری مسکراہٹ رینگ رہی تھی۔

”مس صاحبہ!... آئندہ خیال رکھا کریں... بغیر سوچے سمجھے نہ بول پڑا کریں... آ ولر با!... تم میرے پاس آ جاؤ... دیکھو میں نے تمہارے لئے کشمش والا حلواہ بتایا ہے... شباباش...“ سلیمان نے دربارے پھر وہ اسے لئے ہوئے کچن کی طرف بڑھ گیا اور جولیا واپس مڑی۔

اس کے چہرے پر اب بھی خجالت تھی۔ وہ عمران سے نظریں نہ ملا رہی تھی۔ ”تم... تم سلیمان کی بہن ہو... ارے تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا۔ اوہ دیری سوری... میں شرمندہ ہوں... سخت شرمندہ...“ جولیا نے انتہائی شرمندہ لمحے میں کہا اور آگے بڑھ کر دربارا کو گلے لگا کر اسے چکارنا لگی۔

”تم نے پوچھا ہی نہیں... اور مجھے چیل کہنے لگی...“ دربانے آنسو پوچھتے ہوئے کہا۔

”چلو غلطی ہو گئی... تم نے بھی تو بدله چکالیا اور مجھے سڑی ہوئی مولی اور پر کئی کبوتری کہہ دیا... چلواب معاف کر دو..“ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اب اس کے چہرے پر غصے کی بجائے عجیب سی طہانتیت

”مس صاحبہ!... آئندہ خیال رکھا کریں... بغیر سوچے سمجھے نہ بول پڑا کریں... آ ولر با!... تم میرے پاس آ جاؤ... دیکھو میں نے تمہارے لئے کشمش والا حلواہ بتایا ہے... شباباش...“ سلیمان نے دربارے پھر وہ اسے لئے ہوئے کچن کی طرف بڑھ گیا اور جولیا واپس مڑی۔ اس کے چہرے پر اب بھی خجالت تھی۔ وہ عمران سے نظریں نہ ملا رہی تھی۔

”چلو شکر ہے... رسیدہ بودبائے مگر بچیر گذشت...“ سلیمان نے پھوٹھن سن جال لی... مگر آج تم سب لوگ یہاں آئے کیسے ہو۔ آج کل تو میں

شدید کڑکی میں ہوں... ساری رقم تو دربارا... ارے تو بہ... پھر زبان غوطہ شائد آج کی تاریخ درج نہیں ہے... پھر یہ پیشگی... ” عمران نے کھا گئی۔ طربا کا بھائی سلیمان سمیٹ لیتا ہے۔ ” عمران نے منہ بناتے چونکتے ہوئے کہا۔

” ہوئے کہا۔ اب وہ سب لوگ صوفوں پر بیٹھ چکے تھے۔ ” دعوت ولیم... کس کی دعوت ولیم؟ ” اچانک جولیا نے چونکتے ” عمران صاحب!... وراسل آپ کے فلیٹ میں لڑکی کی موجودگی نے ہوئے کہا۔

” ہمارے ذہنوں کو ماؤف کر دیا تھا۔ ” صدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ” خاکسار علی عمران ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس (آکسن) کا... اور کیوں... اس فلیٹ میں لڑکی کا آنا منع ہے... اب دیکھو کہ جولیا کتنی بار یہاں آئی ہے... جب تو تمہارے دماغ ماؤف نہ ہوئے تھے... ” ” عمران نے بڑے سرگوشی انداز میں کہا۔

” بس اب رہنے دیجئے عمران صاحب!... ہمارے تو کان پک گئے ہیں یہ باتیں سنتے سنتے... چلو بھائی کاغذ سنجھا لواور سب اپنی اپنی پسند کی ڈش لکھو تاکہ دعوت زوردار ہو جائے ” صدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

” چلو چھوڑو اس قصے کو... آج یہاں ہماری آمد کا مقصد آپ سے دعوت کھانا ہے اور سنئے... کوئی بہانہ نہیں چلے گا کسی قسم کا بھی ”... اس پار کپشن شکلیل نے کہا۔

” دعوت... مگر دعوت ولیم کا کارڈ تو ابھی چھپنے گیا ہے۔ اس میں تو

”آپ کی شادی ہو رہی ہے... کب اور کس کے ساتھ؟“ آپ انک تنویر کر کہہ دے تو لحاظ کرنا پڑتا ہے۔ عمران نے منہ بنتے ہوئے کہا۔

اور عمران کی بات سن کر ایک بار پھر سب چونک پڑے۔ ملر با جیسی نوجوان لڑکی کی فائیٹ میں موجودگی اور سلیمان کامنہ چڑھ کر کہنے سے ان کے ذہنوں میں پھر شک کے کنکھوں رینگنے لگے۔

”تو تم ملر با سے شادی کر رہے ہو... اور شادی سے پہلے تم نے اسے فائیٹ میں بلا کر کھلیا ہے اور اوپر سے مجبوری کا ڈھنڈ و را بھی پیٹ رہے ہو۔“ جولیا نے ایک جھٹکے سے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر غصے اور نفرت کے ملے جلے تاثرات نمایاں ہونے لگ گئے تھے۔ جب کہ تنویر کا چہرہ نجات نے کس جذبے سے کھل اٹھا تھا۔

”ہاں!... وہ واقعی ملر با ہے... لکش... اور غصے میں تو وہ اور بھی زیادہ خوبصورت ہو جاتی ہے... ابھی تم نے خود دیکھا ہو گا لیکن نہیں... آئندہ تو تم نے دیکھا ہی نہیں... سلیمان!... ملر با کے بھائی سلیمان،“ عمران

نے معنی خیز نظر دوں سے عمران کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”یاراب تم لوگوں سے کیا چھپانا... میں نے سوچا کہ چلو کر ہی لی چائے شادی... ایک بزرگ کہہ رہے تھے کہ کنوارے آدمی کا جنازہ بھی جائز نہیں ہوتا... ایسا نہ ہو کہ تم لوگوں کو ناجائز جنازہ پڑھنا پڑ جائے۔“ عمران نے شرماتے ہوئے کہا۔

”یار تنویر!... تم بھی خواہنخواہ بول پڑتے ہو... عمران صاحب تو دعوت ثالنے کے لئے یہ باتیں کر رہے ہیں۔“ اس بار نعمانی نے ہنستے ہوئے کہا۔

”ہتاو تو سہی کس کے ساتھ کر رہے ہو شادی...؟“ مجھے یقین نہیں آتا،“... اس پار جولیا نے کہا۔

”یقین تو مجھے بھی نہیں آرہا... لیکن مجبوری ہے... اب سلیمان منہ چڑھ

نے اچانک زور سے آوازیں لگانی شروع کر دیں۔

”اب کیا ہے؟... دوسرے لمحے دروازے میں سلیمان کی پھاڑک ہانے والی آواز سنائی دی۔

”ذر آئینہ لے آنا بھائی سلیمان!... مس جولیا نے نجانے کب سے آیئندہ نہیں دیکھا... سر جھاڑ منہ پہاڑ لئے پھر رہی ہیں غصب خدا کا... کارڈ چھپنے چلے گئے ہیں اور یہاں آئینہ دیکھنا ہی چھوڑ دیا۔ کل کو

میں.....“ عمران کی زبان رواؤ ہو گئی۔ مگر دوسرے لمحے وہ فقرہ ادھورا چھوڑ کر تیزی سے غوطہ لگا گیا اور نہ جولیا کا ہینڈ بیگ اس کی کنٹی پر پڑتا۔

”تم کے شیطان ہو؟... جولیا نے بے اختیار مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ عمران کی بات کی تہہ تک پہنچ گئی تھی۔

”کیوں سلیمان!... اب تم نے شیطان پکانے شروع کر دیئے

ہیں۔“ عمران نے چوتھائی ہوئے کہا۔

”عمران صاحب پلیز... اور مس جولیا!... آپ کس چکر میں پڑ گئیں وہ پروگرام ہونا چاہیے جس کے لئے آئے تھے؟... صدر نے دوبارہ موضوع بدلتے ہوئے کہا۔ جولیا ایک بار پھر صوفے پر بینچ گئی تھی۔

”اب میں جاؤں... یا یہیں دروازے میں ہی کھڑا رہ جاؤں۔ اندر بیٹھنے کے لئے تو جگہ ہی نہیں رہی۔“ سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”جناب سلیمان صاحب!... آج ہم نے عمران صاحب سے دعوت کھانی ہے... انتہائی زور دار دعوت... تم ذرا تیاری کرو... آج تمہارے ہنر کا بھی پتہ چل جائے گا۔“ صدر نے سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”زور دار دعوت سے میرے ہنر کا کیا تعلق... میں باور پچی ہوں

باکر محمد علی تو نہیں ہوں... اور اگر آپ کا مطلب کھانے کی دعوت سے باور پچی کو اتنا سر پر چڑھا رکھا ہے تو پھر کسی ہوٹل میں چلو،... جولیا نے ہے تو دیری سوری!... میں دربارا کو فلم دکھانے جا رہا ہوں... ذرا کشمکش منہ بنا تے ہوئے کہا۔

”یار تصور!... ذرا اخبار اٹھا کر دیکھنا کہ شہر میں کسی معزز آدمی کی شادی دادی ہو رہی ہو تو میں انہیں بھگتا دوں“... عمران نے ایک طرف بیٹھے تصور سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اچھا تو ہم بھگتا نے والوں کی صفت میں شامل ہیں... دیکھنے عمران صاحب!... آج ہم پروگرام بنانا کرائے ہیں کہ پہلے آپ سے دعوت کھانی ہے... اس کے بعد آپ کی طرف سے کسی اچھے سے کلب میں کوئی فناکشن اٹھدا کرنا ہے... اور ہمارے اس پروگرام میں چوں چڑاں کی گنجائش نہیں ہے اس لئے فوری انجیئے اور ہمارے ساتھ چلنے“... صدر نے بڑے سنجیدہ لمحے میں کہا۔

”لیکن برادر صدر!... کم از کم پروگرام بناتے وقت مجھے بھی تو شامل کر

بالا حلوہ کھالے۔ اس کے بعد میں نے اس کے لئے فیرنی بنا رکھی ”بھائی سلیمان!... یہ نہیں چھوڑیں گے... کچھ کرنا ہی پڑے گا“... سلیمان نے منہ بنا تے ہوئے کہا۔

”کچھ کیا... بہت کچھ کیجئے... آخر یہ ہوٹلوں والے کس لئے لاکھوں روپے لگا کر ہوٹل کھولے بیٹھے ہیں۔“ سلیمان نے ترتیب جواب دیا اور مژکروں اپس چلا گیا۔

”لوبرادران!... من لیا... اب بلو“... عمران نے یوں کہا جیسے اس کے بعد تو دعوت والا مسئلہ ہی ختم ہو گیا ہو۔

”ہم کچھ نہیں جانتے... ہم نے دعوت کھانی ہے... اگر تم نے اپنے

لین تھا... میں آپ کو اس سے بھی نیک صلاح دیتا۔ ” عمران نے منہ ”شرط کیسی شرط؟“ سب نے چونک کر پوچھا۔  
ہناتے ہوئے کہا۔

”اس دعوت اور فناشن میں دربار بھی شامل ہوگی... دیکھوں! ...

سلیمان کی بہن پہلی بار گاؤں سے شہر آئی ہے... مہماں کا بھی تو کوئی حق ہوتا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”تم اٹھتے ہو یا نہیں...“ جولیا نے مصنوعی غصے کا اظہار کرتے ہوئے پیروں کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

”ارے باپ رے... ابھی تو صرف کارڈ چھپنے دیئے ہیں اور یہ حالت ہے پھر... یا کپشن ٹکلیل!... پھر کیا ہو گا۔ مجھے تو گنتی بھی نہیں آتی کہ سر کہا۔

”تو پھر دعوت بھی نہیں ہو سکتی۔“ عمران نے روکھے سے لجھے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

پر پڑنے والی جو ٹیوں کی گنتی کر کے دل بہلا لوں۔“ عمران نے خوف سے سینتے ہوئے کہا۔

”گنتی کے لئے ہم آپ کو لکلویز لا دیں گے... آپ بالکل فکر نہ کریں،“ کیپشن ٹکلیل نے ہنستے ہوئے کہا۔

”دعوت ہوگی... ہوگی... بالکل ہوگی... ضرور ہوگی... سمجھے۔“ جولیا نے غصے سے میز پر کمک مارتے ہوئے کہا۔

”ارے باپ رے... ظالم مارے بھی سی... اور گنٹے بھی نہ دے... اچھا سنو!... پھر میری بھی ایک شرط ہے۔“ اچانک عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

دعوت ولیمہ کا اصرار نہ کرنا۔ اسے ہی سب کچھ سمجھ لیتا۔ ”... عمران نے بہت خوبصورت اور جدید ہوٹل ہے،“ کیپٹن شکلیل نے کہا۔ رو دینے والے لبجھ میں کہا۔

”اچھا پھر میں لباس بدل لوں... ایسا نہ ہو کہ ہوٹل والے مجھے اندر ہی

نہ جانے دیں اور تم ٹیشٹے دعوت کھاتے رہو... اور میں باہر کھڑا نو اے گنترہ جاؤں۔“... عمران نے صوفے سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”سنوا!... وہ اپنا احتمال نہ لباس پہن کرنہ آ جانا... وہ نیکنی گلری سا... سمجھے... کوئی ڈھنگ کا لباس پہن کر آؤ... کوئی سوت وغیرہ۔“

جو لیانے اسے لو کتے ہوئے کہا۔

”سوٹ... مگر سوت تو سارے سلیمان کے قبضے میں ہیں... وہ کہتا

ہے کہ سوت اس پر جلتے ہیں۔“... عمران نے ایک بار پھر رو دینے ہیں اس سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تمام شہر کی بیویاں، بیگمات بنتی جا رہی والے لبجھ میں کہا۔

”اس پر سوت جلتے ہیں... بس تم جاؤ... زیادہ نخرے نہ کرو ہڑی زور ہیں۔“... عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔ داربجوک لگی ہے،“... جو لیانے کہا۔

”ٹھیک ہے... نہیں کریں گے اصرار۔“... صدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

”اوکے!... اب ہوٹل منتسب کرو... جہاں دعوت کھانی ہے۔“... عمران نے چکتے ہوئے کہا۔

”میرے خیال میں کافی ہوٹل ٹھیک رہے گا۔ اس کا ڈھنگ ہاں بھی خوبصورت ہے اور کھانے کا مینو بھی خاصا بڑا ہوتا ہے۔“... صدر نے کہا۔

”یہ کوئی نیا ہوٹل کھلا ہے... سماں ہے جس رفتار سے ہوٹل کھلتے جا رہے ہیں اس سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تمام شہر کی بیویاں، بیگمات بنتی جا رہی والے لبجھ میں کہا۔

”ہاں!... یہ نیا ہوٹل ہے... ایک ہفتہ پہلے اس کا افتتاح ہوا ہے... داربجوک لگی ہے،“... جو لیانے کہا۔

”اچھا!... آج تو واقعی تم مجھے دولہا بنا نے پر تلی ہوئی ہو... چلو ایسے ہی سکی،“ عمران نے بڑی بڑاتے ہوئے کہا اور پھر ڈرینگ روم کی طرف پڑھ گیا۔

”یہ طربا والا قصہ بھی خوب رہا... سلیمان کی بہن کا تو ہمیں خیال تک بھی نہ آیا،“... عمران کے جانے کے بعد صدر نے ہٹتے ہوئے کہا۔

”پہلے وہ کبھی آئی بھی نہیں۔“.... جولیا نے سر حالاتے ہوئے جواب دیا۔

”ویسے مس جولیا!... آخر آپ کو غصہ کیوں آ جاتا ہے۔ یہ بات میری انتہائی اعلیٰ تراش کا خوبصورت سوت پہن رکھا تھا۔ میچ کرتی ہوئی سمجھ میں نہیں آئی۔“... تنویر نے کہا۔

”یہ بڑوں کی باتیں ہیں تنویر!... تم ابھی ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتے۔“... صدر نے چوٹ کرتے ہوئے کہا۔

”بڑوں کی نہیں... بڑوں کی کہو،“... تنویر نے بجائے غصہ کرنے کے لطف لیتے ہوئے کہا۔

”یہ عمران ہوٹل میں ہنگامہ کرنے کی کوشش ضرور کرے گا۔ اسے کنڑوں میں رکھنا،“... جولیا نے صدر سے کہا۔

”کنڑوں... اور عمران پر... سر رحمان آج تک اس پر کنڑوں نہیں کر سکے... ہماری کیا جرات؟“... صدر نے بے اختیار کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا۔

تحوڑی دیر بعد عمران ڈرینگ روم سے باہر نکلا تو اس نے کششی رنگ کا

خوبصورت نائی کے ساتھ یہ خوبصورت سوت اس پر اتنا ج رہا تھا کہ جولیا تو بس اسے دیکھتی ہی رہ گئی۔ وہ تو پلکیں جھپکانا ہی بھول گئی تھیں۔ جب کہ باقی ممبران کے چہروں پر عمران کی وجہت کا اثر تھیں آمیز

انداز میں پڑا تھا۔

”یار سلوایا تو ابھی ہے... مگر درزی بوڑھا تھا۔ وہ خود آوث آف

فیشن ہو چکا تھا۔“ عمران نے شرمندہ سے لبھے میں کہا۔

”ارے نہیں!... تنور کو کیا پتہ... آجکل پھر بڑے کالروں کا فیشن

چل نکلا ہے... چھوٹے کالروں کا فیشن تو پچھلے سال کا ہے۔“... صدر

نے مسکراتے ہوئے کہا اور تنوری منہ بنا کر رہ گیا۔

”آوبھی!... آج میں دیکھوں گا کہ تم کتنا کھا سکتے ہو۔“ عمران نے

کہا اور پھر وہ یہ ورنی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ باقی عمران بھی اٹھ

کہ اس کے پیچھے یہ ورنی دروازے کی طرف لپکے۔

”عمران صاحب!... یہ یوٹ کب سلوایا ہے آپ نے... مجھے کوئی پرانا

کھولنے نہ بھیج دینا۔ جولیا بے چاری تو پچکر میں آگئی ہے، ڈیڈی نہیں

سالگرتا ہے۔ بڑے کالروں کا فیشن تو مدت ہوئی ختم ہو گیا۔“... تنوری

آنئیں گے۔“ عمران نے زور سے ہائک لگاتے ہوئے کہا۔ اور پھر

تیزی سے یہ ورنی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جولیا مسکرا دی۔ باقی

”خوب!... بہت خوب عمران صاحب!... اس لباس میں تو آپ  
واقعی پرنس لگ رہے ہیں۔“... صدر نے بے اختیار ہو کر کہا۔

”واقعی کا کیا مطلب...؟... میں تو ہوں ہی پرنس... کیوں جولیا۔“...  
عمران نے مسکرا کر جولیا سے کہا۔

”اوہ ہاں!... واقعی یہ لباس تم پر خوب نظر رہا ہے۔ پھر جانے کیوں تم  
وہ آوث پٹانگ لباس پہنے رہتے ہو۔“... جولیا نے ایک طویل سانس  
لیتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب!... یہ یوٹ کب سلوایا ہے آپ نے... مجھے کوئی پرانا  
کھولنے نہ بھیج دینا۔ جولیا بے چاری تو پچکر میں آگئی ہے، ڈیڈی نہیں  
سالگرتا ہے۔ بڑے کالروں کا فیشن تو مدت ہوئی ختم ہو گیا۔“... تنوری  
سے بھلا عمران کی تعریف اور وہ بھی جولیا کے منہ سے، کیسے برداشت  
ہو سکتی تھی۔

ممبران کے چہروں پر بھی مسکراہٹ رینگنے لگی۔  
لیکن ابھی وہ دروازے تک ہی پہنچتے تھے کہ اچانک ڈرائیور سے بیک زیرو کی آواز فون کی سخنی کی آواز سنائی دی۔

”اس وقت کون ٹپک پڑا۔“ عمران نے ناگوار لبھے میں کہا۔

”چھوڑو ہو گا کوئی... سیمان اٹھ کر لے گا۔“ صدر نے نالے کے سے انداز میں کہا۔

”ارے کہیں تمہارے اس پوچھے کا نہ ہو... وہی غلط موقعوں پر ٹپک پڑتا ہے۔“... عمران نے سر حالاتے ہوئے کہا اور اس بار سب خاموش ہو گئے۔

سخنی مسلسل نج رہی تھی۔ عمران تیزی سے واپس مڑا اور اس نے ڈرائیور سے جا کر رسیور اٹھا لیا۔

”لیں پرنس چارمنگ آف فلیٹ نمبر ۲۰۰ کنگ روڈ سپینگ۔“... عمران بدل گیا تھا۔

نے پورا پوتہ بتاتے ہوئے کہا۔

لیکن ابھی وہ دروازے تک ہی پہنچتے تھے کہ اچانک ڈرائیور سے بیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

”اوہ! ... لیں سر... آپ سر... سوری سر... میں سمجھا سر...“

عمران نے فوراً ہی اس کی بات کا نتھے ہوئے کہا۔ کیونکہ باقی ممبران بھی اس کے پیچھے کرے میں آگئے تھے اور عمران جانتا تھا کہ اگر

ایکسوکی اس انداز میں کی گئی بات کا معمولی سا حصہ بھی ان کے کانوں میں پڑ گیا تو ایکسوکا سارا کھیل ہی بگڑ جائے گا اور عمران کو معلوم تھا کہ اس کا لہجہ بدلتے ہی بیک زیرو سمجھ جائے گا کہ اسے کس

انداز میں بات کرنی ہے۔

”کیا ہو رہا ہے؟“... اور واقعی دوسری طرف بیک زیرو کا لہجہ یکخت

۔

سر!.... بارات آئی ہے اور میں دولہا بن کر جا رہا ہوں۔ مس جولیا کا کی غصیلی آواز سنتے ہی کمرے میں موجود باقی ممبران کے چہرے زرد اصرار ہے سر!... اب دیکھنے کیا ہوتا ہے۔ ویسے مس جولیا بھی آج پوری پڑ گئے۔ انہوں نے ایکسٹو کو اتنے غصے میں کبھی نہ دیکھا تھا۔ طرح تیار ہے۔ ”... عمران نے ایک طرف کھڑے صدر کو آنکھ مارتے ”مم۔ مم۔ معافی چاہتا ہوں سر!... میں تو صرف ناطق بھی دور کر رہا تھا سر!... ویری سوری سر!... عمران نے یک لفڑت انتہائی مود بانہ لبھے میں ہوئے کہا۔

کہا۔ اس کے لبھے میں خوف کا عنصر نمایاں ہو گیا تھا۔

”کیا بکواس کر رہے ہو؟... کیا جولیا تمہارے فلیٹ میں ہے؟“....

بلیک زیرو کی غصے سے بھری ہوئی آواز سنائی دی۔

”یہ میں لاست وارنگ دے رہا ہوں تمہیں... میرے ساتھ بات کرتے ہوئے ہوش میں رہا کرو... ورنہ کیسی روز خارش زدہ کتے کی سر!... ناطق بھی کی ضرورت نہیں سر!... پہلے بھی دربار کی وجہ سے بڑی ناطق بھی ہو گئی تھی... مس جولیا ہی نہیں پوری سیکرٹ سروس ہی طرح سڑکوں پر ٹیاؤں ٹیاؤں کرتے پھر رہے ہو گے۔ سمجھے، ایکسٹو کا لبھے بے پناہ سر دھنما۔

”اوہ!... تم اب ضرورت سے زیادہ سرچڑھتے جا رہے ہو۔ تمہیں اب یہ بھی تمیز نہیں رہی کہ تم کس سے بات کر رہے ہوے۔؟ تمہیں سزا دینی ہی پڑے گی۔“.... ایکسٹو نے انتہائی سخت لبھے میں کہا اور اس

”بب۔ بب۔ بہت بہتر سر!... مگر سرخارش زدہ کتا ٹیاؤں ٹیاؤں نہیں کرتا... چیاؤں چیاؤں کرتا ہے سر!... مم... میرا مطلب ہے زبان کی اصلاح ہونی چاہیے سر!...“.... عمران نے لڑکھڑائے ہوئے لبھے میں

جواب دیا۔ لیکن بات کرنے سے پھر بھی وہ باز نہ رہا تھا۔

”رسیور جولیا کوڈو“... ایکسو نے چاڑ کھانے والے لبھے میں کہا۔

”مم۔ مم۔ مگر سر... شیاؤں شیاؤں والی غلطی...“ عمران نے بوکھلانے دیا۔

”میں نے تمہیں کتنی بار کہا ہے کہ اس حمق سے زیادہ واسطہ نہ رکھا کرو... تم سیکرٹ سروس کے مجرم ہو... تمہارا اس سے زیادہ میل جوں ٹھیک نہیں... اگر اس سے کسی وقت کام لے لیا جاتا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس کی پوزیشن تمہارے برابر ہو گئی ہے۔ اسے اس کی حیثیت میں رکھا کرو“... ایکسو نے بے حد سر دل بھے میں کہا۔

”میں سر... بج... جولیا سپیلینگ“... جولیا جو قریب کھڑی تھی بات میں کہا اور عمران نے یوں بوکھلا کر رسیور جولیا کے ہاتھ میں پکڑا دیا جیسے رسیور میں اچانک کرنٹ دوڑ نے لگا ہو۔

”لیں سر... بج... جولیا سپیلینگ“... جولیا جو قریب کھڑی تھی بات

کرنے سے پہلے ہی ایکسو کے غصے کی وجہ سے لڑکھڑا نے لگی۔

”تم لوگ عمران کے فائیٹ میں کیوں آئے ہو؟“... ایکسو نے سخت لبھے میں کہا۔

”س۔ سر۔ تم فارغ تھے۔ اس نے سر۔ عمران صاحب سے دعوت“ اب تم پروگرام طے کر چکے ہو تو ٹھیک ہے... آج چلے جاؤ لیکن

اپنی حیثیت کا احساس ہو گیا ہوں

آئندہ خیال رکنا... مجھے تم سب کی عمران سے زیادہ بے تکلفی پسند  
دیئے اکھنے غائب مت ہوا کرو۔ اب جاؤ، ”... ایکسو نے کہا اور  
اس کے ساتھ ہی دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا اور جولیا نے ڈھیلے  
چند لمحوں کی خاموشی کے بعد جواب دیتے ہوئے کہا۔  
”دشش۔ شکر یہ سر۔ مگر سر فون سر۔ کس لئے، ”... جولیا کہہ تو بیٹھی  
جھکائے خاموش کھڑا تھا جیسے اس کے سر پر گھڑوں پانی انڈیل دیا  
لیکن بوکھلا ہٹ میں اس سے بات مکمل نہ ہو سکی۔  
”مجھے اطلاع ملی تھی کہ تم سب اچانک اپے قلیبوں سے غائب ہو گئے  
ہو۔ اس لئے میں نے عمران کو فون کیا تھا کہ شاائد اس تھماری عدم  
موجودگی کا پتہ ہو، ”... ایکسو نے اس بار نرم لمحے میں کہا۔  
”سر!... چونکہ کوئی کیس نہ تھا۔ اس لئے ہم یہاں آگئے سر، ”...  
جولیا نے جواب دیا۔  
”کیس شروع ہونے سے پہلے کیا اخبار میں اشتہار دے جاتا ہے۔  
کیس کسی بھی لمحے شروع ہو سکتا ہے... اس لئے آئندہ بغیر اطلاع

سلیمان عمران جیسا ہی خوبصورت سوت پینے کھڑا تھا اور اس کے ساتھ  
سب سلیمان کی آواز سن کر چونک پڑے۔

در باتھی جس نے لباس بدال لیا تھا اور اس کے چہرے پر بلکل سی مسکراہٹ تھی۔

”آؤ دربا... یہ تو شاند رات تک اسی طرح کھڑے ایک دوسرے

کی شکل میں دیکھتے رہیں گے... ہم تو چلیں“... سلیمان نے دربا سے

مخاطب ہو کر کہا اور پھر وہ دو توں بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

جواب نہ دیا۔

”ٹھیک ہے جولیا!... واقعی موڈ آف ہو گیا ہے۔ میرے خیال میں واپس چلا جائے۔“... صدر نے بھی طویل سائز لیتے ہوئے کہا۔

”ستو!... پہلے تم مجھ سے زبردستی دعوت کھار ہے تھے۔ اب میں زبردستی تھیں دعوت کھلاؤں گا... اور ایک بات بتاؤ۔ تو نیر! تم ذرا

اپنے کان بند کرو۔ ورنہ تمھارا آدھا خون جل جائے گا۔ ایکسٹو کا

تبادلہ ہو رہا ہے اسی لئے بے چارہ آپ سے باہر ہو رہا ہے اس کا قصور نہیں ہے۔“... عمران نے سر گوشی ان لمحے میں کہا۔

”تبادلہ ہو رہا ہے۔ ایکسٹو کا... کیا مطلب؟“... جولیا سمیت سب

”اب کیا پروگرام ہے؟ کیا اب بھی سینکڑ سروں کے نمبر ان بھی چیزیں احمد اور کم حیثیت آدمی سے دعوت کھانا پسند فرمائیں گے؟“... عمران

نے بڑے طنزیہ لمحے میں جولیا اور صدر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”میرا تو سارا موڈی چوپٹ ہو گیا ہے... میرے خیال میں اب واپس اپنے فلیٹ پر چلا جائے... جی ہی نہیں چاہ رہا کہیں

جانے کو“... جولیا نے براسمنہ بناتے ہوئے کہا۔

ہناتے ہوئے کہا۔

”اوہ!... یہ تو انتہائی غلط فیصلہ ہے... ہم تو استفہ دے دیں گے... ہم کسی کرمل شاہ کے ماتحت نہیں کر سکتے... یہ ہمارا فیصلہ ہے۔“.... جولیا نے پھٹ پڑنے والے لبجھ میں کہا۔

”دے دو.... حکومت کو کیا فرق پڑتا ہے۔ وہ مجھے نہیں تو سلیمان۔ جوزف۔ جوانا۔ نائیگر وغیرہ کو یکرٹ سروس کا ممبر بنادے گی۔“.... عمران نے بڑے بے نیاز انہ لبجھ میں جواب دیا۔

”بکواس... سراسر بکواس.... میں نہیں مان سکتی.... یہم جل کر انتقامی طور پر ایسا کہر ہے ہو۔“.... جولیا نے احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

”میں حق کر رہا ہوں... یقین نہ آئے تو سرسلطان سے تصدیق کراؤں... اور ایک بات اور بھی بتاؤں... میں چاہوں تو یہ تباadol رک سکتا ہے... لیکن مجھے کیا ضرورت ہے کہ اس نک چڑھے کے

ہی عمران کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑے وہ سب کچھ بھول کر حیرت سے عمران کو دیکھ رہے تھے ان کا انداز ایسا تھا جیسے اب وہ بھی عمران کی دماغی صحت کو مشکوک سمجھنے لگ گئے ہوں۔

”ہاں!... مجھے سرسلطان نے بتایا تھا... تمہارے ایکسٹو کو ملٹری ائمبلی جنس کا سربراہ بنایا جا رہا ہے... اور ملٹری ائمبلی جنس کے کرمل شاہ کو ایکسٹو... تمہارا چیف... وہ ویسے میرا یار ہے۔ پھر میں دیکھوں گا کہ تنوری کی بطور ممبر سیکرٹ سروس کیا حیثیت ہے... اور میری حیثیت کیا ہو گی؟“... عمران نے کہا۔

”نہیں... ایسا ہونا ناممکن ہے۔“.... جولیا نے بے اختیار ہو کر کہا۔

”ناممکن کیوں ہے؟ آخ سرکاری آدمی ہے... بتا دلہ کیوں نہیں ہو سکتا... بھی حکومت کی مرضی... جیسا چاہے کرے۔“ عمران نے منہ

لئے کوشش کرنے کی... میری طرف سے کل کا جاتا آج چلا جائے ... اور اپنے خاوند کا جی بھلاتی رہنا۔ ” عمران نے کہا۔

”بکواس مت کرو... سرسلطان کو فون کرو... یہ بات ابھی تھے ہو جانی چاہیے... ابھی اور اسی وقت۔ ” جولیا نے کہا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے ٹیلیفون کا رسیور انٹھا لیا۔

”میں خود بات کرتی ہوں سرسلطان سے۔ ” جولیا نے کہا۔

”ارے ارے یہ غصب نہ کرنا... ورنہ تاپ سیکرٹ سرکاری راز افشا کرنے پر مجھے جیل جانا پڑے گا۔ ظہرو! میں خود طریقے سے بات کرتا ہوں، ”.... عمران نے جلدی سے اس کے ہاتھ سے رسیور لیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جلدی سے سرسلطان کے نمبر گھمانے شروع انداز میں کہا۔

کر دیئے۔

”پی اے ٹو سیکرٹری فارن مشری، ”.... رابط قائم ہوتے ہی دوسرا طرف سے سرسلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

خس کم سیکرٹ سروس پاک۔ ” عمران نے کہا اور سب ممبر ان حیرت بھرے انداز میں ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ یہ ایک ایسی بات تھی جس کا کبھی ان کے ذہنوں میں تصور بھی نہ آیا تھا کہ ایک سٹو کا بھی تباہ لہ ہو سکتا ہے اور اس کی جگہ کوئی اور لے سکتا ہے۔

”چلو کرو اور تصدیق... اگر واقعی یہ بات بچ ہے تو پھر کم از کم میں تو ابھی اور اسی وقت استحقی دے دوں گی... پھر سیکرٹ سروس میں رہنے کی بجائے گھاس کھو دنا زیادہ پسند کروں گی۔ ” جولیا نے انتہائی جذباتی انداز میں کہا۔

”نبیس... تمہیں گھاس کھو دنے کی کیا ضرورت ہے... یہ کام تو تنوری کرے گا... تم شادی کر کے بچو چے پالتی رہنا۔ اور رات کو پر شادی بیاہ تاپ کے گھر بیلو اور اصل اچی ڈرائے دیکھو دیکھ کر اپنا

”عمران بول رہا ہوں پی اے صاحب!... ذرا سیکرٹری فارن مسٹری استھنے دے دیں گے... وہ کام نہیں کریں گے... میں نے انہیں بڑا سمجھایا ہے کہ سرکاری آدمیوں کے تبادلے ہوتے ہی رہتے ہیں... ہو تو میں انہیں اپنا سیکرٹری رکھلوں“... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ عمران صاحب!... آپ ایک لمحہ ہولڈ کیجئے۔“ دوسری طرف بات کرتے ہوئے کہا اور رسیور قریب کھڑی جولیا کے ہاتھ میں پکڑا دیا۔ اس کی آنکھوں میں شرارت کی چمک نمایاں تھی۔ سے پی اے کی ٹسی آمیز آواز سنائی دی۔

”لیں... سلطان سپیلنگ“.... چند لمحوں بعد سر سلطان کی آواز رسیور میں جولیا بول رہی ہوں جتاب!.... کیا عمران صاحب کی بات حق ہے جناب!... جمیں تو یقین نہیں آرہا جتاب“... جولیا نے مودبان لمحے میں پرا بھری۔ ”سر سلطان صاحب!... اس وقت میرے فائیٹ میں بھوک ہڑتاں ہو کہا۔

”یقین کیوں نہیں آرہا“... سر سلطان نے سرد لمحے میں کہا ظاہر ہے رہی ہے... سیکرٹ سروس کے تمام ہمہ رزا کھٹے ہیں۔ وہ ایکسو کے تبادلے کے خلاف احتجاج کر رہے ہیں... ان کا کہنا ہے کہ اگر یہ تبادلہ سر سلطان اب اتنے حمق نہ تھے کہ عمران کا اشارہ نہ سمجھ سکتے۔ نہ روکا گیا... اور ملٹری انٹلی جنس کے کرنل شاہ کو ایکسو بنایا گیا تو وہ ”نج۔ جی۔ جی۔ میرا مطلب ہے ایکسو کا تبادلہ۔ سری یہ کیسے ممکن

ہے۔”..... جولیا نے بوکھلاتے ہوئے جواب دیا۔ ظاہر ہے اب اس کے پاس کوئی معقول بات تو نہ تھی صرف جذبائی لگاؤ کی وجہ سے وہ ایسا کہہ رہی تھی۔

”سر! ... عمران صاحب کہہ رہے ہیں کہ اگر وہ چاہیں تو یہ تبادلہ رک سکتا ہے۔“..... جولیا نے اچانک عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”میں کیا کہہ سکتا ہوں... یہ تبادلہ میرے آرڈر سے تو نہیں ہو رہا کہ میں عمران کے کہنے پر اسے بدل دوں... یہ تو صدر مملکت کا اختیار ہے۔ ویسے اتنا میں جانتا ہوں کہ عمران کے صدر مملکت سے مجھ سے زیادہ قریبی تعلقات ہیں۔۔۔ اس شیطان کی وہ اتنی عزت کرتے ہیں کہ بعض اوقات مجھے بھی اس پر رٹک آنے لگتا ہے۔“.....

سر سلطان نے جواب دیا اور جولیا نے سر حالاتے ہوئے رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

”سر سلطان صاحب!... آپ واقعی سریں... بہت بہت شگریہ“..... عمران نے جلدی سے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔

”کیوں ممکن نہیں ہے... سب کچھ ممکن ہے۔“... سر سلطان نے جواب دیا وہ شائد جان بوجھ کر لمبی بات نہ کرنا چاہتے تھے۔ کیونکہ انہیں تو معلوم ہی نہ تھا کہ عمران نے اچانک کیا چکر چلا دیا ہے۔ ”اگر یہ حق ہے سر... تو پھر ہم استحقے دے دیں گے۔ تم کسی اور کی سر بر ایسی میں کام نہیں کر سکتے۔“..... جولیا نے یکخت لجھ کو خت کرتے ہوئے کہا۔

”یہ تمہارا ذاتی فعل ہو گا... ہو سکتا ہے تمہارے استحقے قبول لائے جائیں... یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نہ کیا جائیں۔ اس وقت کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ رسیور عمران کو دو۔“..... سر سلطان نے جواب دیتے ہوئے

سب ممبران کے چہرے بری طرح لٹک گئے تھے۔ اب تو انہیں یقین  
آگیا تھا۔ ظاہر ہے سر سلطان جیسے ذمہ دار آدمی تو غلط بات نہ کر  
سکتے تھے۔

”عمران!... تمہیں یہ تبادلہ کوانا ہوگا... ہر قیمت پر... ہر حالت میں“  
جو لیا نے پھٹ پڑنے والے لجھے میں کہا۔

”ہر قیمت کا کیا مطلب؟“... عمران نے چوتھے ہوئے کہا۔  
”سنو!.... ہم تمہاری ہر شرط منظور کر سکتے ہیں... ہر حال یہ تبادلہ ہر  
صورت میں رکنا چاہیے۔“ جو لیا نے پیر پھٹھنے ہوئے کہا۔

”ہاں عمران صاحب!... مس جو لیا درست کہہ رہی ہیں۔ آپ کو  
حکومت کا یہ احتقام نہ فعل کوانا ہوگا۔“... صدر نے بھی انتہائی سنجیدہ  
لہجے میں کہا۔

”پہلے تو نوی سے تو پوچھاؤ... اس کا سکوپ بن رہا ہے۔“... عمران نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

”اگر مس جو لیا استغفار دے گی تو پھر میں بھی استغفار دے دوں گا۔“  
تو نوی نے دوسرا پہلو سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”کمال ہے.... وہ چوباس پر رعب بھی جھاڑتا رہتا ہے اس کے  
باوجود تم سب اصرار کر رہے ہو... لیکن اس نے میری بے عزتی کی  
ہے... اگر وہ مجھ سے تم سب کے سامنے معافی مانگ لے تو میرا وعدہ  
ہے کہ اس کا تبادلہ رک جائے گا۔“... عمران نے سر حالاتے ہوئے  
کہا۔

”سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ ایک سو تم سے معافی مانگ لے... وہ کث تو  
سلکتا ہے جبکہ نہیں سلتا۔“... کیپنٹن تکمیل جواب تک خاموش کھڑا تھا  
اچانک بول پڑا۔

”اس کی جگہ میں تم سے معافی مانگتی ہوں... عمران پلیز... میری خاطر“

جو لیا نے اچانک عمران کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔ وہ واقعی بے حد جذبائی ہو رہی تھی۔

”لیں۔ پی اے ٹو سیکرٹری فارن مشری“.... رابطہ قائم ہوتے ہی کرنے والا تھا۔

”دوسرا طرف سے ایک بار پھر سلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی اور اس بار جولیا سمیت سب لوگ چونک پڑے۔

”علی عمران بول رہا ہوں۔ جلدی سے سر سلطان سے بات کراؤ۔۔۔ فوراً“ عمران نے اس بار پی اے سے مذاق کرنے کی بجائے اس قدر تحکمانہ لجھ میں کہا کہ سر سلطان نے بھی کبھی ایسے لجھ میں اپنے پی اے سے بات نہ کی ہوگی۔

”اوہ۔ لیں سر۔ ہولڈ ٹیکھنے۔۔۔ دوسرا طرف سے پی اے نے بھی مودبانہ لجھ میں کہا۔

”سلطان بول رہا ہوں۔۔۔ اب کیا بات ہے۔۔۔ میں مصروف آدمی ہوں۔۔۔ تمہاری طرح فارغ نہیں ہوں۔۔۔“ اس بار سر سلطان اس پر

”ارے ارے۔۔۔ اتنا جذبائی ہونے کی ضرورت نہیں۔ ایکسٹو تو کیا۔ میں اس کے والد شریف کا تباadelہ بھی رکوادوں گا۔ یہ کوئی بات ہے کہ جولیا کہے اور کام نہ ہو۔“ عمران نے کہا اور پھر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

جو لیا اور سب ساتھی حیرت سے عمران کو دیکھنے لگے کہ آخر یہ شخص ہے کیا ہلا۔ جو ایکسٹو سے تو جھاڑیں کھالیتا ہے۔ لیکن تعلقات اتنے زیادہ رکھتا ہے کہ اسی ایکسٹو کا تباadelہ رکوانے کے لئے صدر مملکت کو اس طرح ٹیلیفون کر سکتا ہے جیسے وہ صدر مملکت نہ ہوں، اس کے لئے گوئی ہوں کہ جب چاہا نمبر گھما کر بات کر لی۔ ظاہر ہے ان کے خیال کے مطابق عمران صدر مملکت ہی سے تباadelہ رکوانے کی بات

چڑھ دوڑے۔ ظاہر ہے پی اے نے انہیں بتا دیا ہوگا کہ عمران کا فون

لئے اب آپ ہی اسے بتائیں کہ ایکسٹو کا تبادلہ اس جہان میں تو  
دوسری جگہ نہیں ہو سکتا۔۔۔ البتہ دوسرے جہان کے تبادلے کو

وقت آنے پر کوئی نہیں روک سکتا۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا  
اور جولیا جو شانکہ اب ساری بات سمجھ گئی تھی غصے سے اس کے نتھیں  
پھونے پکھنے لگ گئے تھے۔۔۔

”اوہ تم۔ تم نے مجھ سے ہاتھ بھی جزو لئے۔۔۔ اور اب کہتے ہو کہ  
مذاق ہے۔۔۔ جولیا غصے سے بچت پڑی۔۔۔

”مر سلطان سے بات کرو۔۔۔ میں تو کھڑے کھڑے تھک بھی گیا  
ہوں۔۔۔ عمران نے جلدی سے رسیور جولیا کے ہاتھ میں تھما یا اور تیزی  
سے ہٹ کر صوف پر جا بیٹھا۔ اس کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے  
جیسے کوئی بچہ اپنی دلچسپ شرارت سے لطف انداز ہو رہا ہو۔۔۔

”مس جولیا۔۔۔ دوسری طرف سے مر سلطان کی آواز سنائی دی۔۔۔

”آپ اپنی مصروفیت کی تنخواہ لیتے ہیں جتنا!۔۔۔ اس لئے آپ کو  
مصطفوف رہنا چاہیے۔۔۔ ویسے بھی مصروف آدمی کا دماغ شیطان کا  
کارخانہ۔۔۔ نہیں بن سکتا۔۔۔ عمران نے جان بوجھ کرو ققدرے  
کربات کی اور مر سلطان بے اختیار پس پڑے۔۔۔

”تم سے تو جھکڑا بھی نہیں کیا جا سکتا۔۔۔ بہر حال اب کیا مسلسلہ ہے۔۔۔  
بواو۔۔۔ مر سلطان نے کہا۔۔۔

”وہ میں نے ایک غلط فہمی دور کرائی تھی۔۔۔ میں نے آپ کو بتایا تھا کہ  
ایکسٹو کا تبادلہ ہو رہا ہے۔۔۔ وہ دراصل ایک مذاق تھا۔ اور آپ نے  
اسے سچ سمجھ کر بے چاری جولیا کو لیقین دلا دیا۔ اب وہ اس وقت سے  
بیٹھی رہ رہی ہے کہ۔۔۔ جب بلم سدھاریں گے پر دیں تو۔۔۔ اس

”لیں سر...“ جولیا نے بڑی کوشش سے اپنے آپ کو سنجاتے ہوئے  
کہا۔ اب وہ سر سلطان سے کیا کہتی۔ ورنہ اس کا دل تو چاہ رہا تھا کہ  
اور کچھ نہیں تو یہی رسیور ہی سر سلطان کے سر پر مار دیتی۔  
جواب دیا۔ ظاہر ہے سر سلطان کے سامنے تو وہ کوئی بات نہ کر سکتی  
تھی۔ ”او۔ کے.... گذبائی۔“..... سر سلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی  
”مس جولیا!... آئی! ایم سوری کہ عمران نے مجھے درمیان میں ڈال کر  
رباطہ ختم ہو گیا۔

جولیا نے جلدی سے رسیور کریڈل پر رکھا اور پھر آنکھیں نکال کر عمران  
کی طرف پکی۔

”یہ کیسا نہ اق تھا.... میں تمہاری کھوپڑی توڑ دوں گی۔“..... جولیا نے  
دانٹ پیتے ہوئے کہا۔

خبر غلط تھی..... مجھے افسوس ہے۔ میں آئندہ خیال رکھوں گا کہ یہ شیطان  
کم از کم مجھے استعمال نہ کر سکے۔“..... سر سلطان نے معدود تبصرے  
سمنٹے ہوئے کہا اور جولیا نے چاہنے کے باوجود نہس پڑی۔ وہ دل ہی  
”کوئی بات نہیں سر.... آپ کا شکر یہ۔“..... جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے  
دل میں اب بھی اپنے اس منظر پر نہس رہی تھی جب وہ عمران کے

سامنے بڑے جذباتی انداز میں ہاتھ جوڑے کھڑی تھی۔

”ویسے ایک بات ہے مس جولیا!... عمران نے واقعی موڈبدل دیا ہے.... میرے خیال میں اب دعوت ہوئی جائے“.... صدر نے ہستے ہوئے کہا۔

”اچھی دعوت ہے کہ یہاں سے نکلنے کا کوئی نام ہی نہیں لیتا۔“.... تنوری پکڑ لیا۔  
نے برا سامنہ بنایا کر کہا۔ اسے شائد ایکسو کاتب ادالہ نہ ہونے کا سن کر کوفت ہوئی تھی۔ لیکن ظاہر ہے وہ اسے ظاہر نہ کر سکتا تھا۔

”ہاں چلو.... ورنہ یہ پھر کوئی نیا مسئلہ کھڑا کر دے گا۔“.... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مگر نہ کرو.... اب مسئلہ بیٹھاہی رہے گا.... کیوں تنوری! بیٹھے رہو گے تاں۔“.... عمران نے مسکرا کر تنوری سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میر سے ساتھ بے تکلف ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔“.... تنوری نے چل پڑے۔

چھاڑ کھانے والے الجھ میں کہا۔

”اجی قبلہ آنجمانی.... اوہ سوری.... ایس جہانی.... جنت مکانی۔ اوہ پھر غوطہ کھا گئی زبان۔ فلیٹ مکانی...“ عمران نے بے تکلف گفتگو شروع ہی کی تھی کہ اچانک جولیا نے آگے بڑھ کر اسے کان سے

پکڑ لیا۔

”اب چلو... ورنہ یہاں سے کافشن ہوٹل تک جوتے مارتے لے جاؤں کی“.... جولیا نے کہا۔

”ارے ارے... میرا کان.... ارے عیب دار کی تو قربانی بھی جائز نہیں ہوتی... نکاح کیسے جائز ہو جائے گا۔“.... عمران نے جلدی سے کہا اور پھر تیزی سے کان چھڑا کر اس نے بیرونی دروازے کی

طرف دوڑ لگادی اور سب مہر ز جولیا سمیت ہستے ہوئے اس کے پیچھے

چل پڑے۔

کے بیٹھنے کا انداز خاصاً مود باش تھا۔

”کیا خیال ہے۔ باس نے آج ہنگامی مینگ کیوں طلب کی ہو گی۔“.... اچانک لڑکی نے پاس بیٹھے ہوئے اور حیر عمر آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”کوئی خیال سوچنے کی ضرورت نہیں ہے مس شیری!... ہمارا کام صرف عمل کرنا ہے اور بس... سوچنا باس کا کام ہے۔“.... اور حیر عمر آدمی نے سر دل بھی میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیوں... ہمیں سوچنے کا حق کیوں نہیں... آخر ہم بھی ڈارک کلب کے مجرم ہیں۔“... لڑکی نے انتہائی ناخوشگوار لمحہ میں کہا۔

”تو نیک ہے... پھر سوچتی رہو... مجھ سے کیوں پوچھتی ہو؟“... اور حیر عمر نے بدستور سر دل بھی میں کہا۔

”کیا بات ہے بارٹن!... آج تم ضرورت سے زیادہ ہی فرمانبردار

گہری اندر ہیری رات میں مسافت کی طرف جانے والی نیم پنج سڑک پر سیاہ رنگ کی ایک بڑی سی کار بری طرح بچکوئے کھاتی ہوئی

تیزی سے آگے بڑھی جا رہی تھی۔ کار کی ڈرائیور گ سیٹ پر ایک

نو جوان اور خوبصورت سی لڑکی بیٹھی بڑے ماہرا نہ انداز میں کار کو کنٹرول کرتی تھی۔ اس کے ہاتھوں پر سیاہ رنگ کے دستا نے تھے اور

اس نے سیاہ رنگ کا انتہائی چست لا بس پہن رکھا تھا لیکن اس کا پیچہ

اندر ہیرے کے باوجود چمک رہا تھا اور کار کے بچکو لوں کی وجہ سے اس کے خوبصورت انداز میں تراشیدہ بال بار بار بکھر جاتے جنہیں وہ ایک

ہاتھ سے سنوار لیتی۔ ساتھ وہ اسے سیٹ پر ایک لمبے قد اور خاصے چوڑے جسم والا اور حیر عمر آدمی موجود تھا۔ پچھلی نشست پر دو لمبے تر نگے

نو جوان بیٹھے ہوئے تھے جن کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں اور ان

بننے کی کوشش کر رہے ہو،... لڑکی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”میں پہلے کب کم فرمانبردار ہا ہوں... میں صرف اپنے کام سے کام رکھنے کا عادی ہوں۔“... ادھیرہ عمر نے جس کا نام بارٹن تھا جواب دیتے کی طرف آیا۔

”کیا پورٹ ہے جیری؟“... لڑکی نے اس کے قریب آتے ہی کہا۔

”او۔ کے۔“..... جیری نے جھک کر قدر مے مودبانہ انداز میں جواب دیا۔ البتہ اس کی تیز نظریں کار کے اندر ورنی حصے کا جائزہ لے رہی تھیں۔

”اگر او۔ کے ہے تو پھر یہاں کار روکنے کی کیا ضرورت تھی؟“  
اس بار بارٹن نے کہا۔

”بس میں ڈرائیور گک کرتے کرتے تھک گیا تھا۔“... جیری نے جواب دیا اور پھر پیچھے ہٹ کر وہ دوسرا کار کی طرف بڑھ گیا اس نے پیچھی دروازہ کھولا اور یوں بیٹھ گئے جیسے انہوں نے اب تک کافر اسی کار

کار سڑک پر چھلتی کو دتی آگے بڑھی چاہی تھی اور پھر ایک موڑ مرتے ہی لڑکی نے کار کی رفتار کم کر دی۔ سڑک کے دائیں طرف میں ایک کار کا ہیولہ نظر آ رہا تھا۔ کار کی پیچھی چھوٹی بیان روشن تھیں۔ البتہ اندر انہیں راتھا۔

”لڑکی نے کار اس کے قریب جا کر روک دی تو پیچھی نشست پر بیٹھے ہوئے دونوں افراد تیزی سے دروازہ کھول کر باہر نکلے اور وہ پہلے سے موجود کار کی طرف بڑھ گئے۔ انہوں نے کار کی پیچھی نشست کا نشست پر بیٹھے ہوئے دونوں افراد کا باہر آنے کا اشارہ کیا اور دروازہ کھولا اور یوں بیٹھ گئے جیسے انہوں نے اب تک کافر اسی کار

دونوں ایک بار پھر دوسری کار سے نکل کر واپس شیری والی کار کی پچھلی نشست پر بیٹھ گئے اور شیری نے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھا دی۔

ہتار ہاتھا کہ عمارت خاصی وسیع و عریض ہے۔

”نجانے کس نے یہ شاندار عمارت کھلن پیلس بنوائی ہو گی۔ مجھے یہ عمارت بے حد پسند ہے۔ انتہائی شاندار اور باوقار۔“....شیری نے ایک بار پھر بارٹن سے مخاطب ہو کر کہا۔

جیری اب پھر اندریہ سے کی طرف بڑھا جا رہتا ہے۔

”اس نے چینگ کا خوب انتظام کیا ہے۔ مجھے بس کی تینی باتیں پسند ہیں... ہر بار نیا ہی انداز ہوتا ہے... اب بھلا غیر متعلق آدمی اس ”ہاں!... خاصی شاندار عمارت ہے۔“....بارٹن نے مختصرًا ساجواب چینگ کو کیسے ڈال ج دے سکتا ہے۔“....شیری نے مسکراتے ہوئے کہا۔ دیا۔

بارٹن نے اس کی بات کا کوئی جواب دینے کی بجائے صرف سر ہلانے پر ہی اکتفا کیا۔ وہ شاندار ضرورت سے زیادہ الفاظ بھی منہ سے نکالنے میں محتاط رہتا تھا۔

”مس شیری!... میں زبان حلانے کی بجائے ہاتھ حلانے کا زیادہ عادی ہوں۔“....بارٹن نے تلخ سے لبجھ میں کہا اور شیری خاموش ہو گئی۔

کار آگے بڑھی گئی اور پھر انہیں دور ایک چھوٹی سی پہاڑی کے اوپر موجود ایک پرانی سی قلعہ نما عمارت نظر آنے لگ گئی۔ عمارت مکمل اندریہ سے میں ڈوبی ہوئی تھی۔ البتہ اس کا وسیع و عریض ہیولہ ضرور یہ

کاراب تیزی سے اس شاندار عمارت کے پھانک کی طرف بڑھی  
چاہی تھی۔ یہ کلشن نیپلس تھا جس کی ایک تاریخی حیثیت تھی۔

کارچھانک کے سامنے جا کر رک گئی۔ لکڑی کا بنا ہوا بڑا سادر واڑہ  
بند تھا اور دروازے سے باہر لگی ہوئی موٹی سی فولادی زنجیر میں ایک  
بڑا ساتالاٹک رہا تھا۔ اتنا بڑا تالا جیسے کسی زمانے میں بنک کے  
سر انگ رومن کو لوگایا جاتا ہے۔

شیری نے کارروکتے ہی ڈلیش بورڈ کی طرف ہاتھ بڑھایا اور  
دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا مائیک تھا جس کے ساتھ  
لچھے دار تارڈیش بورڈ تک مسلک تھا۔

”شیری سپیکنگ بس... اور،“... شیری نے مودباش لجھے میں کہا۔  
”لیں کوڈ بتاؤ۔ اور،“... ڈلیش بورڈ سے ایک کرخت سی آواز سنائی  
دی۔

”ڈارک کلب۔ اور،“... شیری نے اسی طرح مودباش لجھے میں  
جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تمہارے ساتھ کون ہے؟... اور،“... دوسری طرف سے کہا گیا۔  
”بارٹن ہے جناب۔ اور،“... شیری نے جواب دیا۔  
”مائیک اسے دو۔ اور،“... دوسری طرف سے کہا گیا اور شیری نے  
مائیک بارٹن کی طرف بڑھا دیا۔

”لیں... بارٹن سپیکنگ بس۔ اور،“... بارٹن نے بھی مودباش لجھے  
میں جواب دیا۔

”پرنس کوڈ دو ہراو۔ اور،“... بس کی سرد آواز سنائی دی۔  
”ڈارک کلب نمبر تھری۔ اور،“... بارٹن نے جواب دیا۔  
”او۔ کے!... میں گیٹ کھول رہا ہوں... ڈارک رومن میں آ جاؤ۔  
اوور اینڈ آل۔“... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی

رابطہ ختم ہو گیا۔

تحاکہ اس عمارت کے اندر بھی کوئی ذی روح موجود ہو سکتا ہے۔ کار

بارش نے طویل سانس لیتے ہوئے مائیک شیری کو واپس دے دیا

رکتے ہی شیری اور بارش تیزی سے نیچے اترے۔ جبکہ پیچھے بیٹھا ہوا

جس نے اسے ڈلیش بورڈ کے نچلے حصے میں الٹا دیا۔

ایک نوجوان باہر آ کر ڈرائیور نگ سیٹ پر بیٹھ گیا اور کار ذرا سی بیک

ہو کر تیزی سے دائیں طرف جاتی ہوئی بھری کی سڑک پر بڑھ کر

اندھیرے میں غائب ہو گئی۔ اب پورچ پہلے کی طرح سنسان اور

ویران نظر آنے لگا۔ شیری اور بارش کو معلوم تھا کہ کار عمارت کے پیچھے

بنے ہوئے خنیہ گیر اج میں پہنچ جائے گی۔

چنانچہ وہ دونوں تیزی سے مڑے اور عمارت کے اندر داخل ہو گئے

سامنے موجود ایک راحد اری کو کراں کرتے ہوئے وہ ایک چھوٹے

سے کمرے میں پہنچے۔ کمرے میں پرانی طرز کا فری پچ موجود تھا جس پر

بے پناہ گرد جمی ہوئی تھی۔ شیری نے جلدی سے آگے بڑھ کر ایک

عمارت کا لان خشک اور ویران تھا۔ البتہ سوکھی ہوئی گھاس ہر طرف

دیوار کی جڑ پر زور سے پیر مارا اور دیوار درمیان سے پھٹتی چل گئی۔ اب

نیچے جاتی ہوئی سیرھیاں صاف نظر آ رہی تھیں۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے نیچے اترتے چلے گئے۔

تقریباً میں سیرھیاں اترنے کے بعد ان کے سامنے ایک دیوار اور آگئی۔ وہ دونوں اس دیوار کے سامنے خاموش کھڑے ہو گئے۔ چند لمحوں بعد دیوار ایک سائینڈ میں ہو گئی اور وہ دونوں ایک طویل سانس لیتے ہوئے اندر داخل ہو گئے۔

یہ ایک کافی بڑا ہال تھا جس کے درمیان میں ایک بڑی ہی بیز کے گرد چار افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ جبکہ تین کریساں خالی تھیں۔

”بیلو۔ بیلو۔“....شیری اور بارش نے اندر داخل ہوتے ہوئے زور سے ہاتھ ہلاتے ہوئے کہا اور کرسیوں پر بیٹھے ہوئے چاروں افراد نے بھی جواب میں ہاتھ ہلا کر انہیں بیلو کہا اور وہ دونوں ان چاروں کے ساتھ موجود دو خالی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ اب صرف درمیان میں

رکھی ہوئی ایک کرسی خالی تھی۔ پہلے سے بیٹھے ہوئے چار افراد میں

بھی ایک نوجوان عورت اور تین مرد تھے جن میں سے دو تو خاصے سدول اور بھاری جسم کے مالک تھے۔ جب کہ ایک سانپ کی طرح دبلا پٹلا اور لمبے قدم کا تھا۔

”کیسی ہو سما کا؟“....شیری نے پہلے سے بیٹھی ہوئی نوجوان لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اوہ لیں۔ تھینک یو شیری۔ تم سناو۔ بارش نے بور تو بہت کیا ہو گا۔“  
....سم کانے بہنے ہوئے کہا۔

”بور... خدا کی پناہ... بارش سے تو بیات کرنا اپنی جان جلانے کے برابر ہے۔“....شیری نے مسکرا کر بارش کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور بارش صرف مسکرا کر رہ گیا۔

”مس شیری!... آپ بھی تو بارش کے ساتھ ہی آنا پسند کرتی ہیں...“

کبھی ہمیں بھی اپنا ہمسفر ہونے کا اعزاز بخشنیں تو آپ کو پہلے کہ سفر ”یہ دونوں ہی بدذوق واقع ہوئے ہیں مس سما۔۔۔ کبھی میرے ساتھ کیسا پر لطف گرتا ہے۔۔۔“ ایک نوجوان نے بہت ہوئے کہا۔۔۔

سفر کچھ۔۔۔ میں آپ کو بھر پور عزت دونگا۔۔۔ دلبے پتلے نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔

”یہ سما کا ہی بتا سکتی ہے۔۔۔ وہ یقیناً تمہارے ساتھ آتی ہو گی۔۔۔“ شیری نے بھی بہت ہوئے جواب دیا۔

”دیکھنی درست کہہ رہا ہے شیری۔۔۔ یہ بنساہنسا کر پا گل کر دیتا ہے۔۔۔“ شیری نے بہت ہوئے کہا اور اس کی بات سن کر سب ہی ہنس پڑے۔۔۔ اسی لمحے دیوار ایک بار پھر درمیان سے ہٹی اور ایک لمبے ترے گئے جسم کا مالک آدمی اندر داخل ہوا۔۔۔ وہ سر سے بالکل گنجاتھا اور چہرے پر خنثی اور خشوت کے آثار نمایاں تھے۔۔۔ اس نے بھی سیاہ رنگ کا چست لباس پہننا ہوا تھا۔۔۔ اس کو اندر آتے دیکھ کر وہ سب خاموش ہو کر انھوں کھڑے ہوئے۔۔۔

”صرف بنساتا ہی رہتا ہے سما۔۔۔ اوہ۔۔۔ پھر تو یہ بدذوق ہوا۔۔۔“ ایک اور گلشنے ہوئے نوجوان نے زبان کھولی۔۔۔

”خدا کی پناہ جا کی!۔۔۔ تمہارے ذہن پر تو لڑکی کو پاس بیٹھنے دیکھ کر بھوت سوار ہو جاتا ہے۔۔۔“ سما نے بے اختیار کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا اور نوجوان جا کی جھینپ کر کھسیانی ہنس کر رہ گیا۔۔۔

”اور شاندار بے عزتی بھی سام کے ہاتھوں ہی وقوع پذیر ہو گی۔۔۔“

سب کی نظریں بارپ جبی ہوئے تھیں جس کی سانپ جیسی کرنجی آنکھوں میں بے پناہ چمک تھی۔

”ڈارک کلب کو ایک اہم مشن درپیش ہے... اس لئے تاپ ممبرز کی یہ ہنگامی مینگ طلب کی گئی ہے۔“... گنجے چیف بارس نے کرسی پر بیٹھتے ہی سپاٹ لجھے میں کہا۔

”وہ کیا مشن ہے بارس!.... وضاحت کریں۔“..... بام نے زبان کھولتے ہوئے کہا۔

”ایشیا کا ایک ملک ہے ساگالینڈ... اس کی ایک انتہائی خطرناک شخصیت کرٹل فریدی کے قتل کا مشن ہمیں سونپا گیا ہے۔“.... چیف بارس نے کہا۔

”کرٹل فریدی کیا یہ ساگالینڈ کا سربراہ ہے؟“... سمکانے حرمت بھرے لجھے میں پوچھا۔

ہوئے کہا۔

”باس!... یہ مشن پرائیوٹ ہے یا مقدس مشن ہے۔“.... شیری نے

”نبیس۔ وہ ساگالینڈ کی ایک خصوصی ساکاری تنظیم بلیک فورس کا سربراہ ہے۔ بلیک فورس کے کوڈ نام زیرہ سروس اور بلیک سروس بھی ہیں۔ بہر حال یہ ایک خاصی مضبوط اور فعال فورس ہے کرٹل فریدی انتہائی ذہین۔ سخت مزاج اور بے پناہ لڑاکا ہے۔ پوری دنیا کے مجرم صرف دوناموں سے الرجک رہتے ہیں۔ ایک تو ساگالینڈ کا کرٹل فریدی۔ اور دوسرا پا کیشیا کا علی عمران۔ ان دونوں نے نجا نے کتنی بڑی بڑی تنظیموں کی گرد نیس مرودڑی ہیں۔ پوری دنیا کے جرام پیش افراد میں یہ بات مشہور ہے کہ ان دونوں میں سے کسی سے بھی جو تنظیم نکرانی وہ دوسرا سائنس نہیں لے سکی۔ اور اس کرٹل فریدی کے قتل کا مشن ڈارک کلب کو سونپا گیا ہے۔“.... چیف بارس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

پوچھا۔

گیا ہے۔”....چیف بس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے بس!... ہم سمجھ گئے... واقعی کریں فریدی کا قتل ضروری ہے... اور ڈارک کلب کے لئے یہ مشن باعث مررت ہو گا۔“... جیکٹی نے سر حالاتے ہوئے کہا۔  
”لیکن بس!... جیوش آگن نیزیشن کا کریں فریدی سے کیا تعلق ہو سکتا ہے؟“.... جا کی نے پوچھا۔

”ہاں!... اسی لئے تو چیر مین نے اس مشن کو ڈارک کلب کے ذمہ لگایا ہے... ورنہ تنظیم کے اور بھی بے شمار کلب ہیں۔ لیکن چیر مین کو یقین ہے کہ کریں فریدی کو ڈارک کلب سے بچ نہیں سکے گا۔“... چیف بس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”باس!... ایک آدمی چاہے وہ کتنا ہی خطرناک کیوں نہ ہو، ہمارے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا... ہم اسے حقیر چھسر کی طرح مسل کر کھدیں گے... بس آپ سا گالینڈ چلنے کی تیاری کریں۔“... سام نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”یہ مقدس مشن ہے۔ جیوش آگن نیزیشن کا مشن۔“.... چیف بس نے سر حالاتے ہوئے کہا۔

”لیکن بس!... جیوش آگن نیزیشن کا کریں فریدی سے کیا تعلق ہو سکتا ہے؟“.... جا کی نے پوچھا۔  
”بظاہر تو کوئی تعلق نہیں... لیکن تعلق پیدا ہو گیا ہے... سا گالینڈ کے کریں فریدی کو آگن نیزیشن کے خفیہ ہیڈ کوارٹر کا علم ہو گیا ہے اور آپ ہم سب جانتے ہیں کہ اس کی سزا موت ہے۔۔۔ اس کے علاوہ یہ اطلاعات بھی ملی ہیں کہ کریں فریدی اس ہیڈ کوارٹر کی تباہی کے سلسلے میں کوئی اقدام کر رہا ہے۔ چنانچہ اس سے پہلے کہ کریں فریدی اسے سلسلے میں کوئی اقدام کرے۔ اسے قتل کر دیا جائے... اور یہ کریں فریدی کی شخصیت کی اہمیت ہے کہ یہ مشن ڈارک کلب کے ذمہ لگایا

”باس!... آپ نے ابھی کہا ہے کہ کریل فریدی سرکاری تنظیم کا سربراہ ہو گیا۔ جیوش آر گنائزیشن کی اس تنظیم سے لکرا کر کریل فریدی نے اس کا خاتمه کر دیا اور شائد اسی ذریعے سے جیوش آر گنائزیشن کے ہیئت سے تو کام نہیں کر سکتا۔۔۔ اور جہاں تک مجھے معلوم ہے سا گالینڈ کے یہودیوں سے نہایت اچھے تعلقات ہیں۔ البتہ پاکیشیا ایک اسلامی ملک ہے وہ سرکاری طور پر جیوش آر گنائزیشن کے خلاف کام کر سکتا ہے۔ ان حالات میں کریل فریدی کیوں جیوش آر گنائزیشن کے خلاف کام کرنا چاہتا ہے؟“... اچانک بارش نے کہا۔

”گلڈ!... بارش تمہارا سوال اچھا ہے۔ میں نے بھی اس پہلو پر بات کی تھی۔ مجھے تایا گیا ہے کہ جیوش آر گنائزیشن نے اپنے مخصوص مقاصد کے لئے سا گالینڈ میں موجود یورپنیم کی ایک کان سے خفیہ طور پر یورپنیم نکال کر لے جانے کا منصوبہ بنایا تھا جس کا علم کریل فریدی کو جے آپ لوگ معمولی بات سمجھ رہے ہیں یہ معمولی بات نہیں ہے۔“ جا کی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

بلکہ ہو سکتا ہے کہ یہ مشن ڈارک کلب کا سب سے سُختھن۔ اور ہنگامہ خیز  
مشن ثابت ہو۔ کرٹل فریدی انسان نہیں، بدرجہ ہے اس کی ہزار  
آنکھیں اور کروڑ کان ہیں۔۔۔ اگر تم کوئی ٹھوس منصوبہ بندی کئے  
بغیر سا گالینڈ پہنچ گئے تو شاکر ائیر پورٹ پر ہی ہمیں گھیر لیا جائے۔ اس  
لئے اس مشن کے لئے ہمیں انتہائی سوچ چمار کے بعد کوئی لا جھ عمل تیار  
کرنے پڑے گا۔ ایسا لا جھ عمل جو ہمیں کامیابی سے ہمکنار کر سکے۔۔۔

کیپٹن حمید نے آئینے پر تنقیدی نظریں ڈالیں۔ وہ اپنے لباس کو بڑی  
گہری نظروں سے چیک کر رہا تھا تاکہ کہیں لباس میں کسی خامی کی وجہ  
سے اس کی وجہت میں فرق نہ پڑ جائے۔ آج ایک نئی خوبصورت  
لڑکی سے کیفے دلبہار میں ملاقاتات طے تھی اور کیپٹن حمید اسے ہر لحاظ  
سے مرعوب کر دینا چاہتا تھا۔ لڑکی بے حد خوبصورت اور اس کے ساتھ  
ساتھ خاصی شوخ و شنک بھی تھی ایک دعوت میں اس سے ملاقاتات ہوئی  
تو کیپٹن حمید اسے دیکھنے ہی رستکھو گیا اور پھر کیپٹن حمید نے اسے  
دوسرے روز کیفے میں ملاقاتات پر آمادہ کر ہی لیا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ  
بات سمجھانا بیکار ہے۔ میں نے اس مشن کے لئے ایک لا جھ عمل تیار کیا

گذشتہ دو گھنٹوں سے تیاری کے چکر میں تھا۔ مسرت اس کے چہرے پڑے۔... کیپٹن حمید نے براسامنہ بناتے ہوئے کہا۔ اسے دراصل خطرہ تھا کہ کرٹل فریدی اس کا پروگرام نہ تباہ کر دے۔ سے نمایاں تھی۔ اور آنکھوں میں بے پناہ چمک تھی۔ یہ اس کی فطرت تھی کہ جب بھی اس کی ملاقات کسی نئی لڑکی سے ہوتی وہ اسی طرح لطف انداز ہوتا تھا۔ پھر جیسے جیسے ملاقاتیں بڑھتی جاتیں، اس کی دلچسپیاں بھی اسی مناسبت سے کم ہوتی چلی چاتی تھیں اور یہ پہلی ملاقات تھی اس لئے وہ فطرت کے مطابق بیحمد خوش تھا۔

”آج پتہ چلے گا شہلا کو کہ کیپٹن حمید اس کے خوابوں کا شہزادہ ہے یا نہیں۔ اگر رات کی نیند یہ نہ اڑادوں تو نام بدل دوں گا۔“... کیپٹن حمید نے مسرت بھر انداز میں سیٹی بجا تے ہوئے کہا۔

”کیا نام رکھو گے؟“.... اچانک دروازے سے کرٹل فریدی کی آواز سنائی دی اور کیپٹن حمید تیزی سے مڑا۔

”آپ!... آپ تو کہیں گئے ہوئے تھے۔ پھر اچانک کہاں سے پہکچ بھی کہو۔ آج میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔“... کرٹل فریدی نے

کہا۔... کیپٹن حمید نے براسامنہ بناتے ہوئے کہا۔ اسے دراصل

”مجھے جیسے ہی اطلاع ملی کہ کیپٹن حمید نے کوئی نیاشکار پھنسایا ہے، میں فوراً ہی واپس آگیا۔ تاکہ مجھے بھی تو پتہ چلتے کہ کیپٹن حمید صاحب کے ذوق نے کہاں تک ترقی کی ہے۔“.... کرٹل فریدی نے اندر آ کر کرسی پر بیٹھتے ہوئے بڑے شوخ سے لبھے میں کہا۔

”کیا گھیاڑا بان استعمال کر رہے ہیں آپ۔ نجانے کن لوگوں میں آپ کا انتہا بیٹھنا ہو گیا ہے کہ زبان ہی گندی ہو گئی ہے۔ شکار پھنسانا شرف اکی زبان ہے کیا۔“... کیپٹن حمید نے براسامنہ بناتے ہوئے کہا۔

”اور کسی لڑکی کو محبت کا دھوکہ دینا تو شرف اکی ہی عمل ہے۔ بہر حال تم جو کچھ بھی کہو۔ آج میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔“... کرٹل فریدی نے

برامنائے بغیر مسکراتے ہوئے کہا۔

اس لڑکی شہلا سے تمہاری پہلی ملاقات ہے۔”...کرٹل فریدی نے  
وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”میرے ساتھ!....یہ کیسے ہو سکتا ہے...میں تو پاگل خانے جا رہا  
ہوں۔”....کیپشن حمید نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

”اوہ!...اب آپ کو اپنا نام شر لا ک ہو مزركھ لینا چاہیے۔”...جمید نے  
جھینپتے ہوئے کہا۔

”اگر کیفے دلبھار پاگل خانہ ہے تو پھر تمہیک ہے۔ اچھی جگہ ہے۔”...  
کرٹل فریدی نے پہنچتے ہوئے کہا۔

”چلو اب جلدی کرو۔ تمہیں دیر ہو رہی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ شہلا بور  
ہو کر جلی جائے۔”...کرٹل فریدی نے کہا۔

”آپ کو یہ سب بتیں کس نے بتائی ہیں۔ آخر یہ کون ذات شریف  
ہیں کہ جو میری مخبری کرتے رہتے ہیں۔”...کیپشن حمید نے چیرت  
مجھرے کچھ میں کہا۔

”لیکن ایک بات کان کھول کر سن لیں۔ آپ میرے ساتھ نہیں  
جا سکیں گے۔”...کیپشن حمید نے پیشانی پر تیوریاں ڈالتے ہوئے کہا۔

”وہ کیوں۔ میں تو بس وہاں بیٹھ کر تمہاری ایکنگ دیکھوں گا۔ تمہاری  
زبان سے جھٹر نے والے پھول گنوں کا۔”....کرٹل فریدی نے  
مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہرگز نہیں.... آپ کے وہاں بیٹھنے کے بعد ہمیں کون پوچھے گا۔

”اگر قیامت کے دن انسان کے ہاتھ پاؤں اور زبان اس کے اعمال  
کی گواہی دے سکتے ہے۔ تو پھر یہاں دینا میں ایسا کیوں نہیں  
ہو سکتا۔ تم نے کیفے دلبھار میں سینیں بک کر انہیں ٹیلیفون پر۔  
اور تمہاری تیاری اور چہرے پر پھیلا ہوا سرت کار نگ بترہا ہے کہ

نجانے یہ لڑکیاں کس مٹی کی بنی ہوئی ہیں کہ آپ جیسے بور آدمی انہیں  
یکخت پسند آجاتے ہیں۔“...کیپشن حمید نے براسامنہ بناتے ہوئے  
کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔“...کیپشن حمید نے بے بُسی سے ہونٹ  
کائتے ہوئے کہا۔

”لیکن میں نے تو فیصلہ کیا ہے کہ آج میں تمہارے ساتھ ضرور جاؤں  
گا۔ اگر تم مجھے ساتھ نہ لے گئے تو میں خود وہاں پہنچ جاؤں گا۔ اگر  
کرو ہے ہو....میری طرف سے ابھی چلے چلو۔“...کرنل فریدی نے  
اس کے بعد مجھے وہاں بیٹھنے سے کون روک سکتا ہے۔“...کرنل فریدی  
سبحیدہ لجھے میں کہا۔

”آپ رک نہیں سکتے۔“...کیپشن حمید نے کہا۔

”اگر یہ بات ہے تو پھر یہ پروگرام ہی کینسل۔ میں شہلا سے بعد میں  
تو معدہ رت کر سکتا ہوں۔ لیکن آپ کے ساتھ بیٹھ کر اس کے شکل دیکھنا  
بھی گوارانہ کروں گا۔“...کیپشن حمید نے غصیلے لجھے میں کہا۔

”یوں کہو کہ میرے وہاں بیٹھنے کے بعد وہ تمہاری شکل دیکھنا گوارانہ  
کرے گی۔“...کرنل فریدی نے بتتے ہوئے کہا۔

کرنے پر تلہوا تھا۔

”اوہ! .... کیا مصیبت ہے... کس عذاب میں پھنس گیا ہوں یا اللہ!...“ گیا۔

”اوہ جان پچھی سوا لاکھوں پائے... خوانخواہ نئی مصیبت کھڑی کر دی

تھی۔“.... کیپن حمید نے اطمینان کا طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور

پھر وہ تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف اپکا اور چند لمحوں بعد اس

کی خوبصورت پورٹس کار کوٹھی سے نکل کر تیزی سے کینے ڈھہار میں

نہیں آئے گا۔ کیونکہ کرٹل فریدی جو بات کہ دے وہ پتھر کی لکیر ہوتی

تھی۔

کیا میرے لئے اس ساری دنیا میں یہی ہارڈ سٹون ہی رہ گیا تھا؟“

کیپن حمید اب واقعی زندگی کا تھا اور کرٹل فریدی اس کے انداز پر

قہقہہ مار کر پھس پڑا۔

”اب بات ہوئی ناں .... چلو ٹھیک ہے۔ میں نہیں جاتا۔ تم چلے

جاو۔“.... کرٹل فریدی نے کہا۔

”جی کہہ رہے ہیں آپ... بعد میں آ تو نہیں جائیں گے؟“.... کیپن

حمدی نے یقین نہ آنے والے لمحے میں کہا۔

”جب ایک مرتبہ کہ دیا تو بس کہہ دیا۔ ویسے بھی مجھے تمہارے ذوق کا

پتہ ہے۔ جسے تم فردوس کی حور اور پرستان کی شہزادی کہو گے۔ وہ ہو گئی

کوئی بھگن چھارن۔ جس کے جسم پر یوڈی کلوں کی پوری بوتل بھی

بے اثر ہو گئی۔“.... کرٹل فریدی نے کہا اور اٹھکر کمرے سے باہر چلا

کیفے ڈھہار کی پارکنگ میں کار روک کر کیپن حمید تیز تیز قدم اٹھاتا ہاں

کی طرف بڑھ گیا۔ ششٹے کا خوشنہ والا دروازہ کر اس کر کے وہ جیسے ہی

ہاں میں داخل ہوا۔ اس کی نظریں تیزی سے ہاں کا جائزہ لینے لگیں اور

دوسری لمحے اس کے لبوں پر مسکراہٹ ریکھ گئی۔ شہلا ہاں کے انتہائی

کونے میں اکیلی بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کی نظریں بھی گیٹ پر جمی ہوئی

تھیں۔ کیپشن حمید کو بھی اس نے شاندہلی کیجا لیا تھا اس نے اس نے دور سے ہاتھ ہلا کر اسے اپنی طرف متوجہ کر لیا تھا۔ کیپشن حمید تیز تیز قدم اٹھاتا شہلا کی طرف بڑھ گیا۔

”ہیلو کیپشن!..... بہت وجہیہ اور سمارٹ لگ رہے ہو۔“..... شہلا نے پیار بھرے لبجھ میں کیپشن حمید سے مخاطب ہو کر کہا اور کیپشن حمید کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کے کانوں میں شہد پکا دیا ہو۔ ”تعریف کا شکریہ میں شہلا!..... لیکن تمہاری تعریف کے لئے تو میرے پاس الفاظ ہی نہیں ہیں۔ خوبصورتی۔

ڈکشی۔ حسن۔ قیامت۔ یہ سب الفاظ تمہارے حسن کا احاطہ نہیں کر سکتے۔“..... کیپشن حمید نے کری پر بیٹھتے ہوئے کہا اور شہلا نے شرما کر منہ جھکا لیا اس کا چہرہ تعریف کے اس خوبصورت انداز پر گھنار ہو گیا تھا۔

”آپ تو شاعر ہیں... کس قدر خوبصورت الفاظ استعمال کرتے ہیں۔“..... شہلا نے شرماتے ہوئے کہا۔

”میں صرف الفاظ کا ہی عادی نہیں ہوں۔ حسن کو عملی خراج تھیں بھی ادا کر سکتا ہوں۔ آئیے ساحل سمندر پر چلیں۔ کیا خیال ہے۔“..... کیپشن حمید نے سینہ پھلاتے ہوئے کہا۔

”ساحل سمندر پر۔ اوہ ضرور۔ آج تو چودھویں ہے۔ سمندر کا حسن تو آج ہر دوچھپر ہو گا۔“..... شہلا کی آنکھیں خواہناک ہو گئیں اور کیپشن حمید کی سرت کے باعث باچھیں کانوں تک پہنچ گئیں اسے یقین نہ تھا کہ شہلا اتنی جلدی مان جائے گی۔

”شکریہ میں شہلا!..... ویسے چودھویں کا حسن صرف آپ کی وجہ سے دو بالا ہو گا۔ آپ کے بغیر تو چودھویں کی رات اندر ہیری ہی لگتی ہے۔“..... کیپشن حمید نے تھیسجھ عاشقانہ انداز میں کہا۔ اور پھر اس نے

ویٹر کو بایا۔ ویٹر چونکہ کیپشن حمید کو اچھی طرح جانتے تھے اس لئے وہ اس وقت تک کیپشن حمید کی میز کے قریب نہ آتے تھے جب تک انہیں وہ خود کا لئے کرتا۔

”لیں کیپشن“... ویٹر نے قریب آ کر مودبا نے لجھے میں کہا۔ ”لامم جوس لاو“... کیپشن حمید نے ویٹر سے کہا اور ویٹر سر حالات اپس گفتار کا عادی تھا۔ خوبصورت لڑکیوں کی تعریف کرنا۔ ان کے ساتھ گھومنا پھرنا۔ انہیں محبت کا فریب دینا۔ بس اس کی تفریخ یہیں تک مڑ گیا۔

”آپ کیپشن ہیں ... فوج میں ہیں آپ؟“... شہلا نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

”ارے نہیں مس شہلا!... میں اپنے محلے کی کرکٹ ٹیم کا کیپشن ہوں۔“ ساحل مندر کی طرف روانہ ہو گیا۔

”آپ کی شخصیت کی طرح آپ کی کاری بھی بدشاندار ہے۔“ کیپشن حمید نے بہتے ہوئے کہا اور شہلا کی مترجم بنسی سے ہال میں کانسی کی گھنٹیاں سی نجاح انھیں۔

ویٹر نے تھوڑی دیر بعد لامم جوس کے دو گلاں ان دونوں کے سامنے سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”اور ساتھی بھی کم حسین نہیں۔ کیوں شہلا!..... تمہیں شاکر خود اپنے حسن کا احساس نہیں۔ کبھی میری نظروں سے خود کو آئیتے میں دیکھو تو یقین کرو، رشک سے مر جاؤ۔“..... کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے

کہا۔ اور شہلا کا چہرہ اور بھی زیادہ گلزار ہو گیا۔ وہ اتنی یتھی نظروں سے

جیسے اس حیرت کے ساتھ ساتھ خوف بھی محسوس ہونے لگا ہوا۔

حمد کو دیکھنے لگی کہ حمید کا دل بے اختیار وہڑک اٹھا۔ یہ شہلا کی پر دگی کی آخری منزل تھی اور حمید اس منزل سے خوف کھاتا تھا۔ اس نے

فوراً یہ موضوع بدل دیا۔

”مس شہلا!..... نام تو آپ جانتے ہی ہیں۔ میرے ڈیڈی وزارت ساتھ وہ ہزاروں بار پر یتم داس انڈر سیکریٹری کے ہاں گیا تھا۔ کرنل

فریدی کے اس سے بے حد اچھے تعلقات تھے۔ لیکن آج تک نہ ہی سرحدات میں انڈر سیکریٹری ہیں۔ پر یتم داس ان کا نام ہے۔“..... شہلا

شہلا کی شکل وہاں نظر آئی تھی اور نہ ہی اس کا کہیں ذکر ہوا تھا۔

”اوہ!..... تو آپ پر یتم داس کی صاحزادی ہیں... لیکن آپ اب تک

انہوں نے مجھے گو dalle رکھا ہے۔ اور اب میں انہی کی بیٹی کہاں چھپی رہیں۔ میں تو سینکڑوں بار آپ کے گھر گیا ہوں۔ آپ

کہاں چھپی رہیں۔ میں تو سینکڑوں بار آپ کے گھر گیا ہوں۔ آپ

ہوں۔”....شہلا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اس کے چہرے کا رنگ بحال ہو گیا تھا۔

آنے لگ گئے۔ یہ پس تھے۔ رومان پسند جوڑوں کیلئے۔ ان پس کو دیکھتے ہی شہلا کی آنکھوں میں چمک آگئی۔

”اوہ اچھا تو یہ بات ہے۔“ کیپشن حمید نے طویل سانس لیتے ہوئے ”ارے۔ یہ تو بہت ہی خوبصورت جگہ ہے۔“....شہلا نے مسکراتے کہا۔

ساحل سمندر پر خاصارش تھا۔ کیپشن حمید اپنی ٹکبیں جانتا تھا جہاں اور کیپشن حمید نے سر حالاتے ہوئے کارا یک سائیڈ میں روک دی۔ وہاں تک چار کاریں اور بھی موجود تھیں۔ ان دونوں کے علاوہ اور کوئی نہ ہو سکتا تھا۔ وہ کار کو ایک سائیڈ پر ریت میں لے گیا۔

”آؤ شہلا!.... یہ مقام محبت ہے۔“ کیپشن حمید نے شہلا کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا اور وہ دونوں اس طرح چلتے ہوئے پس کی طرف بڑھتے گئے۔ ”آپ کہاں جا رہے ہیں۔“....شہلا نے حیرت بھرے انداز میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

”گھر اریئے مت!.... سمندر کا اصل حسن دکھانے لے جا رہا ہوں۔“ جمید نے مسکراتے ہوئے کہا اور شہلا پس پڑی۔

کافی فاصلے پر ساحل کے ساتھ ساتھ بے ہوئے خوبصورت کرنے نظر جانتا تھا اس لئے اسے تمام پس میں تاریکی دیکھ کر حیرت نہ ہوئی البتہ

وہ چوکیدار کی تلاش میں ادھر ادھر نظریں گھمارتا تھا۔ لیکن چوکیدار کہیں ہٹ کے قریب لے آیا۔ جو باقی بہس سے علیحدہ بنا ہوا تھا اور ان سے خاصا بڑا تھا۔

”یہ چشم ہٹ ہے جتاب!..... ہر قسم کی مداخلت اور شور شراب سے اندھیرے سے نکل کر ان کی طرف آیا۔ اس نے پتلون اور شرٹ پہن پاک۔ آپ کی طبیعت خوش ہو جائیگی۔“... نوجوان نے کہا اور آگے بڑھ کر ہٹ کے دروازے کو دھکیل کر کھول دیا۔

”شکر یہ۔“.... کیپشن حمید نے کہا اور جیب سے ایک بڑا نوت نکال کر اس نوجوان کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ اور نوجوان نے مسکراتے ہوئے سر حالا دیا۔

”حمد صاحب!... سیر نہ کی جائے۔“... اچانک شہلانے قدرے گھرائے ہوئے لجھ میں کہا۔

”سیر بھی کر لیں گے جانم۔“... حمید نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ شہلانا کا ہاتھ پکڑے ہٹ میں داخل ہوا۔ اس نے اندازے کے مطابق

ابھی وہ بہس کے قریب پہنچے ہی تھے کہ ایک لمبا تر زنگا آدمی رکھی تھی۔

”ہٹ چاہیے صاحب؟“.... اس آدمی نے قریب آ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں!... لیکن وہ چوکیدار؟“... حمید نے اسے حیرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”وہ میرا چچا ہے۔ وہ بیمار ہے۔ اس کی جگہ میں ڈیوٹی دے رہا ہوں۔ آئیے میرے ساتھ۔“... اس نوجوان نے کہا اور کیپشن حمید سر حالاتا ہوا اس کے ساتھ چل پڑا۔ نوجوان اسے ایک الگ تھلگ

ہاتھ بڑھا کر بچلی کا سونچ آن کیا اور دوسرے لمحے ہٹ تیز روشنی سے منور ہو گیا۔

”گڈ شہلا۔ ویری گڈ۔“ ... اچاک ایک آواز ابھری اور کیپین حمید بری طرح اچھل پڑا۔ وہ حیرت سے ادھرا ہدکیہ رہا تھا۔ اور پھر اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ ہٹ میں چار مسلح افراد موجود تھے۔ لمبے تر گلے۔ سدول جسموں والے۔ ان کے ہاتھوں میں شین گئیں تھیں۔

حمید نے تیزی سے مرکراپنے پیچھے دروازے کی طرف دیکھا تو وہ نوجوان چوکیدار دروازے میں موجود تھا۔ اس کے ہاتھ میں بھی ریو اور موجود تھا۔

اندر داخل ہوتے ہی شہلا بدق کر ایک طرف ہو گئی تھی۔ اس کے ہاتھ میں بھی اب ریو اور چمک رہا تھا۔ اور اس کا حسین چہرہ عیاری اور

مکاری سے بھر پور نظر آرہا تھا۔

”کون ہو تم۔ اور یہ کیا ہے۔“ ... حمید نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔ وہ چونکہ خالصاً تفریح کے لئے آیا تھا اس لے اس کی جیب میں ریو اور تک موجود نہ تھا اور نہ ہی اس کے ذہن کے کسی گوشے میں یہ تصور تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے اس لئے اس کے چہرے پر حیرت جیسے ثابت ہو کر رہ گئی ہو۔ لیکن اس کے چہرے پر صرف حیرت تھی۔ خوف کی کوئی بھلکت موجود نہ تھی۔

”کیپین حمید!۔ تمہارا شکار کھیلا گیا ہے۔ اور شہلا کو بطور چارہ استعمال کیا گیا ہے۔ ہمیں معلوم تھا کہ تم شہلا کو لے کر یہیں آؤ گے۔ اس لئے ہم تمہارے استقبال کے لئے پہلے سے یہاں موجود تھے چوکیدار کو ختم

کر دیا گیا ہے۔ اور یہ سارے بُس خالی ہیں۔ اس لئے تمہارے چین و پکار یہاں کوئی سننے والا نہیں۔ اور ہم یہاں صرف پانچ افراد ہی

نہیں۔ ہمارے آئندھا ساتھی ہبٹ کر باہر بھی موجود ہیں۔ ”... ایک بڑی کچھ میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا۔ کپیشن حمید بجلی کی سی تیزی سے اپنی جگہ سے اچھلا اور دوسرے لمحے مسکراتے ہوئے کہا۔

بڑی موچھوں والے اور بھیا نک شکل والے مشین گن بردارنے

اس کے پیچھے کھڑا ہوا وہ چوکیدار چیختا ہوا اس کے سر کے اوپر سے

ہوتا ہوا اس موچھوں والے پر جا گرا۔ کپیشن حمید نے اسے اندر کی سر حالاتے ہوئے کہا۔ ”لیکن مقصد کیا ہے تمہارا۔ کیا چاہتے ہو۔ ”... کپیشن حمید نے

”اب ہم نے کرنل فریدی کا شکار کھینا ہے اور تمہیں اب طور چارہ استعمال کریں گے۔ سمجھے کپیشن صاحب!... ہمارا اتعلق ڈارک کلب سے

ہے۔ جانتے ہو ڈارک کلب کو؟ ”... اسی موچھوں والے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ڈارک کلب... میں نے تو پہلے اس کلب کا نام کبھی نہیں سن۔

بہر حال تم منہ دھور کھو۔ کپیشن حمید یا کرنل فریدی اتنے زم کشکار نہیں کہ تم سی آواز حمید کے ڈوبتے ہوئے ذہن سے ٹکرائی اور یہ آخری آواز تھی

کے حلق سے ایک تیز چیخ نکل گئی۔ اسے یوں محسوس ہوا کہ جیسے اس کے سینے میں کوئی گرم سلاخ گھستی چلی گئی ہو۔ حمید نے نیچے گر کر اٹھنے کی کوشش کی لیکن اسے یک لخت اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہوا اور پھر اس کے ذہن پر اندر ہیروں نے یالیقار کر دی اور اس کے ہاتھ پیر سیدے

ہو گئے۔

”اخدا اے۔ ابھی مرنا نہیں چاہیے اے۔ ”... اچانک ایک مدد ہم سی آواز حمید کے ڈوبتے ہوئے ذہن سے ٹکرائی اور یہ آخری آواز تھی

جو اس کے شعور میں محفوظ تھی۔ اس کے بعد کیا ہوا۔ اسے کچھ معلوم نہ سلیمان اسے یقیناً و اپس گھر چھوڑ آیا ہو گا۔ ہو سکا۔

عمران بیڈ پر لیٹ گیا۔ اس کے ذہن میں ابھی تک دعوت میں ہونے

والے ہنگاموں کی بازگشت سنائی دے رہی تھی کہ اچانک قریب ہی

عمران دعوت سے فارغ ہو کر رات گئے واپس فلیٹ میں پہنچا تو وہ بے

تپائی پر پڑے ہوئے شیلیفون کی گھنی نج اٹھی اور عمران چوٹک پڑا۔

رات کے پچھلے پھر کسی کال کی آمد اس کے لئے حیران کن ہی تھی لیکن

بہر حال اس کے رسیور اٹھا لیا۔

”تجدد گزار علی عمران بول رہا ہوں۔“.... عمران نے رسیور منہ سے

لگاتے ہوئے کہا۔

”تجدد گزار۔ وادہ!۔ کیا خوبصورت القاب ہے۔ حاجی تو سنتے

آئے تھے لیکن تجد گزار۔ یہ واقعی تیا القاب ہے۔“.... دوسری طرف

سے کرع فریدی کی چمکتی ہوئی آواز دی اور عمران اس وقت کریں

فریدی کی آواز سن کر حیران رہ گیا۔

سلیمان اسے یقیناً و اپس گھر چھوڑ آیا ہو گا۔ ہو سکا۔

عمران دعوت سے فارغ ہو کر رات گئے واپس فلیٹ میں پہنچا تو وہ بے

حد تھکا ہوا تھا۔ ہوٹل میں خوب ہنگامے رہے اور سیکرٹ سروس والوں

نے آج اس کی جیب سے جی بھر کر انتقام لیا تھا۔ لیکن عمران کے بیوں

پر مسکرا ہبھت تھی۔ بڑے عرب سے بعد اس قدر پر لطف وقت گذار تھا۔

فلیٹ میں پہنچنے ہی اس نے کپڑے بدے اور پھر شب خوابی کا لباس

پہن کر وہ اپنے بیڈ کی طرف بڑھ گیا۔ سلیمان اپنے کمرے میں سویا ہوا

تھا۔ عمران جاتا تھا کہ اس کی بہن طربا واپس چلی گئی ہو گی۔ کیونکہ

عمران رات کے وقت کسی لڑکی کو اپنے فلیٹ میں رہنے کی اجازت

دینے کا قابل نہ تھا چاہے وہ سلیمان کی بہن ہی کیوں نہ ہو۔ اور

فریدی کی آواز سن کر حیران رہ گیا۔

”ارے کرٹل آپ!... اس وقت ٹیلیفون کسی تہجد گذار کو ہی کیا جاسکتا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”اور یہ بھی کہو کہ کوئی تہجد گذار ہی کر سکتا ہے۔ بہر حال مغرب کی نماز سے میں تمہارے فلیٹ کا نمبر کھمار ہا ہوں۔ لیکن کوئی جواب ہی نہیں ملا رہا تھا۔ وہ تمہارا سلیمان بھی نہیں اخخار ہا تھا۔ میں نے سوچا کی چلو دیکھیں کہ عمران صاحب کی واپسی کس وقت فلیٹ میں ہوتی ہے تاکہ سر رحمان کو ٹھوک رپورٹ پہنچائی جاسکے۔“ دوسری طرف سے کرٹل فریدی نے کہا۔

”تو پت پت!... تہجد کے وقت کن مردوں لوگوں کا نام لے رہے ہیں آپ!... جس قوم سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو۔ بھلا اس سے مجھے جیسے گنبدگاروں کا کیا تعلق۔“... عمران نے جواب دیا لیکن اس کی آنکھوں میں ایک چمک سی ابھری تھی۔

”تو تم نہیں جانتے اسے۔ میرا بھی یہی خیال تھا۔ اچھا ٹھیک ہے۔ بس میں نے یہی پوچھنا تھا۔ اب تم اطمینان سے تہجد کی نماز ادا

”وہ۔ وہ آپ کو تو پتہ ہے کہ مغرب کی نماز کے بعد عشاء کی نماز ہوتی ہے۔ اس کے بعد رات تہائی میں درود و وظائف کا دور چلتا ہے۔ اور پھر تہجد کا وقت آتا ہے۔ میں نے سوچا کہ چلوڑی یہی کی یہ خواہش بھی پوری کر دی جائے کہ ان کا بیٹا نمازی بن جائے۔ مالی طور پر نہ

کرو۔”... دوسری طرف سے کرٹل فریدی نے سنجیدہ لبجھ میں کہا۔ آپ جیسے کرخت صنف کو بھی راہ پر لگا رکھا ہے۔ بڑی ترقی کی ہے اس نے۔ بہر حال یہ جیوش آر گناائزیشن کا کیا قصہ ہے۔”... عمران نے اصل مطلب پر آتے ہوئے کہا۔ وہ اس خوفناک تنظیم کا نام کرٹل جیوش آر گناائزیشن کیسے یاد آگئی۔ کہیں کسی چلے میں تو نہیں ڈر گئے۔

فریدی کے منہ سے سن کر چونک پڑا تھا۔

”تو تم جانتے ہو جیوش آر گناائزیشن کو۔... مجھے پہلے سے اندازہ تھا۔ پچھلے دنوں جیوش آر گناائزیشن کی ایک تنظیم سے میرا سابقہ پڑا گیا تھا۔ اور مجھے ان سے ایک ایسا راو ملا ہے کہ تم سنو گئے تو اچھل پڑو گے۔“

کرٹل فریدی نے کہا۔

”میں تو سننے سے پہلے ہی اچھل رہا ہوں۔... صحیح کی ورزش تو آپ جانتے ہیں میری عادت ہے۔“... عمران نے کہا۔

”مجھے ان کے خفیہ ہیڈ کواٹر کی سن گن ملی ہے۔ اور میں سوچ ہی رہا تھا کہ ان معلومات سے کوئی شخص فائدہ اٹھاؤں کر وہ خود ہی مجھے فائدہ

”ارے ارے۔ وہ تو میں نے پڑھی لی۔ لیکن یہ پچھلی رات آپ کو دیے کرٹل صاحب!... مجھے جیسے پیر کی آشیر با دچلہ شروع کرنے سے پہلے حاصل کر لیا کیجئے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی روز کوئی بدروج چلے کے دوران ہی آپ کا گامہ نہ دبادے۔“... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”میرے لئے تو ایک ہی بدروج کافی ہے۔ کیپشن حمید۔ اس کے بعد باقی بدروحوں کا مجھ سے کیا اعلق رہ سکتا ہے۔ تم فکر نہ کرو کیپشن حمید تم سے بڑا پیر ہے۔“... کرٹل فریدی نے ہستے ہوئے کہا۔

”اچھا!... میں تو آج تک یہی سمجھتا رہا تھا کہ کیپشن حمید صنف نازک کا پیر ہے۔ آج پتہ چلا کہ اس نے

پہنچانے یہاں ساگالینڈ میں آن پہنچے۔

کرنل فریدی نے جواب دیا۔

مواد، و تو مجھے بتاؤ۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ تمہاری لائبریری میں اس کی قائل ضرور ہو گی۔ ”... کرنل فریدی نے یک لفڑت سنجیدہ ہوتے ہوئے

کہا۔

”خود آپنے اوہ!... تو انہیں بھی معلوم ہو گیا ہو گا کہ کرنل فریدی ان کے مقدس راز سے آگاہ ہو گیا ہے۔ اور ان کے قانون کے مطابق

اب کرنل فریدی کا قاتل مقدس مشن بن گیا ہو گا۔ بہر حال آپ گھبرا یئے نہیں۔ کیپن حمید سمیت یہاں میرے پاس آ جائیے۔ میں آپ کے گرد ایسا جلاںی حصار قائم کر دوں گا کہ کوئی پردوح اس حصار میں جھاٹک بھی نہ سکے گی۔ لیکن تجدب بہر حال آپ دونوں کو پڑھنی ہی پڑے گی۔ ” عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”دعوت کا شکر یہ!... ضرورت پڑی تو تمہارے حصار کو بھی

آزماؤں گا۔ میر ایلیفون کرنے کا مقصد اور تھا۔ جیوش آر گناہزیشن کی ایک خفیہ تنظیم ہے ڈارک کلب۔ اس کے متعلق اگر تمہارے پاس کوئی

”بس اتنا ہی کافی ہے۔ بہت بہت شکر یہ!... تمہیں بے وقت تکلیف دی ہے۔ ”... کرنل فریدی نے کہا۔

تفصیل بتاوی۔

”لیکن ہوا کیا۔ کچھ مجھے بھی تو بتائیے۔“ ... عمران نے بے چینی سے پوچھا۔

”ہونا کیا ہے۔ مجھے اطلاعات ملی ہیں کہ ارک لکب میرے قتل کا مشن لے کر سا گالینڈ آ رہا ہے یا آ چکا ہے۔ میں نے سوچا کہ اگر اس کے متعلق کچھ تفصیلات کا علم ہو جائے تو کام کرنے میں آسانی رہے گی۔“ کرنل فریدی نے سرسری سے بجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

عمران چند لمحے رسیور ہاتھوں میں پکڑے خاموش بیٹھا رہا۔ اس کی فراخ پیشانی پر شکنیں نمودار ہو گئی تھیں۔ اس نے جیوش آر گن نریشن کے متعلق بہت کچھ سن رکھا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ یہودیوں کی یہ خفیہ تنظیم یہودی سلطنت کے قیام کے لئے کام کر رہی ہے اور ان کا مطہر نظر تقریباً آجھی دنیا پر یہودی سلطنت کا قیام ہے۔ اور پاکیشیا کو بھی تمہارے پاس آ جاؤں۔ فکر نہ کرو۔ میں اپنی بندوقیں اپنے ہمراہ لے آؤں گا۔“ ... عمران نے کہا۔

”ارے نہیں۔ ابھی کرنل فریدی کے بازوؤں میں اتنا دم موجود ہے آگی تھا کہ یہ لوگ یقیناً سا گالینڈ کے ساتھ ساتھ پاکیشیا میں بھی کام

کر رہے ہوں گے۔

لیا۔ وہ صبح سا گالینڈ جانے کا فیصلہ کر چکا تھا۔  
کیپٹن حمید کی انکھیں بھلی تو اس نے اپنے آپ کو ایک ہڑے سے کرے  
میں ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے پایا۔ اس کی دونوں ٹانگیں کرسی کے  
پائیوں کے ساتھ بندھی ہوئی تھیں اور دونوں ہاتھ پشت پر باندھ کر  
اس کے اوپری جسم کو بھی کرسی کے ساتھ باندھ دے گیا تھا۔ اس کے  
سینے میں اب بھی بلکہ بالکا درد تھا۔ اس نے سر جھکا کر دیکھا تو اس سینے  
پر باتا عذر ہوئی بندھی ہوئی نظر آئی۔ کمرے میں وہ اکیلا تھا اس کرسی  
کے علاوہ پورے کمرے میں اور کوئی چیز موجود نہ تھی۔ کرسی کے پائے  
زمیں میں نصب تھے۔ کمرے کا لکوٹا دروازہ اس کی آنکھوں کے  
سامنے تھا اور بند تھا۔

”یہ اُرک کلب کہاں سے آئی پکا؟“..... کیپٹن حمید نے سوچا اس  
سے پہلے تو اس نے کبھی اس کلب کا نام نہ سنا تھا۔ ان لوگوں کے لجھے

پا کیشیا ایک اسلامی ملک ہے اور ان کی نظروں میں سا گالینڈ سے زیادہ  
پا کیشیا کی اہمیت ہو گی۔ اور اب تک ان میں سے کسی کے سامنے نہ  
آنے سے ظاہر تھا کہ ان کا کام انتہائی خفیہ طور پر جاری ہو گا۔ اور یہ  
عمران کے نقطہ نظر سے انتہائی خطناک بات تھی۔ یہ لوگ کسی بھی  
وقت پا کیشیا کی سلامتی کو اقصان پہنچا سکتے تھے۔  
عمران سوچ رہا تھا کہ اسے یقیناً ان کا کھونج لگانا چاہیے ورنہ یہ لوگ  
کسی بھی وقت آتیں کے سانپ ثابت ہو سکتے تھے۔ لیکن چونکہ یہ  
کام سرکاری طبع پر نہ ہو سکتا تھا اس لئے اس نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ خود  
ذاتی طور پر سا گالینڈ جا کر قل قریبی کے ساتھ کام کرے گا۔ وہاں  
سے ان کے اس گروپ کا یقیناً کھونج لگ جائے گا جو پا کیشیا میں کام  
کر رہے ہوں گے۔ چنانچہ یہ فیصلہ کر کے اس نے مکمل اپنے سر پر کھینچ

سے تو اس نے یہی اندازہ لگایا تھا کہ یہ مقامی لوگ ہیں۔ اس پوچھا۔

کام مطلب تھا کہ یہ کوئی مقامی سطح کی تنظیم ہے۔ لیکن اتنی بات وہ جانتا ہے کہ کسی مقامی تنظیم کو اس قدر دیدہ دلیری سے کیپٹن حمید اور کرنل افریدی پر ہاتھ دلانے کی جرأت نہیں ہو سکتی۔ پھر آخر یہ کون لوگ ہیں ابھی وہ یہی سوچ رہا تھا کہ دروازہ کھلا اور کیپٹن حمید شہلا کو اندر آتے دیکھ کر چونک پڑا۔

شہلا کے چہرے پر پراسراری مسکراہٹ تھی۔ وہ تیز تیز ندم اٹھاتی کیپٹن حمید کے قریب آئی۔

”مجھے افسوس ہے کیپٹن!... ان لوگوں نے تمہارے ساتھ اچھا سلوک

نہیں کیا۔ حالانکہ تم جیسے وجیہہ شخص کے ساتھ شایان شان سلوک ہونا نہیں سن؟“.... کیپٹن حمید نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”ہمارا علق یہاں سے نہیں ہے۔ ہم گوا کے رہنے والے ہیں۔“

”تم بھی ڈارک کلب کی ممبر ہو؟“.... کیپٹن حمید نے سخت لمحہ میں

..... شہلانے جواب دیا اور کیپن حمید سرہلانے لگا۔

گوا، ساگالینڈ کے مغربی سمت واقع ساگالینڈ کا ایک چھوٹا سا صوبہ تھا غیر اتم سا۔

”لیکن تمہارا بس چاہتا کیا ہے؟ اس کا مقصد کیا ہے؟“ کیپن حمید نے پوچھا۔

”اس کا علم تو بس کوئی ہوگا۔ وہ بیحد شاطر اور عیار آدمی ہے۔ لیکن میں تمہیں پسند کرنے لگی ہوں۔ وہ شاند تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہے۔“

میں اس سے نظریں بچا کر یہاں اس لئے آئی ہوں کہ پلیز۔ تم اس کے سوالوں کے صحیح جواب دے دینا۔ میں کوشش کروں گی کہ تمہیں کوئی تکلیف نہ ہونے دوں۔ ورنہ بس بیحد ظالم اور سفاک آدمی ہے۔ پورا گوا اس سے کامپتا ہے۔“..... شہلانے منت بھرے لجھ میں کہما۔

ہونے کے باوجود اس قسم کی باتیں کر رہا ہے۔

”یہ واقعی کیپشن حمید ہے بے بی!.... یہ اتنی آسانی سے نہیں مانے گا۔ تم خواتینوں کا ضد کی تھی کہ تم اسے منا لوگی۔ پیچھے ہٹ جاؤ۔“... اچانک دروازے سے اسی موخچوں والے کی آواز سنائی دی۔ اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں ایک کوڑا تھا۔ چڑے کا بنا ہوا کوڑا۔ جسے وہ بار بار یوں ہوا میں جھنک رہا تھا جیسے حمید کو اس کی آواز سے ہی خوفزدہ تھا۔

”تم نے کیپشن حمید پر ہاتھ اٹھا کر اپنی موت کو آواز دی ہے حقیر کرنا چاہتا ہو۔ لیکن حمید کا چہرہ تو پتھر ہو رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں دھشت کی سرخی جھلک آئی تھی۔

”باس!.... اس نے وعدہ کیا ہے کہ یہ سب کچھ سچ بتا دیگا۔“.... شہلا نے پیچھے بنتے ہوئے خوفزدہ سے لبجے میں کہا۔

”یہ نہیں۔ اس کی ہڈیاں سچ بولیں۔ تم دیکھو تو سہی۔ راجیش کے سامنے آ کر تو پتھر کے مجسم بھی بول پڑتے ہیں۔ اس کی کیا حیثیت ہے؟“.... باس نے بڑے فخر یہ لبجے میں کہا اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ میں کہا اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ ایک بار پھر حرکت میں آیا اور

بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور کوڑے کی بھرپور ضرب حمید کے جسم پر پڑی۔ اس کے سینے اور بازو سے خون بنتے لگا۔ لیکن اس کے چہرے کے پتھر میلے پن میں کچھ اور ہی اضافہ ہو گیا۔ اس کے ہلق سے سی کی آواز بھی نہ لکھی تھی وہ اسی طرح ہونٹ بھینچ راجیش کو دیکھ رہا

چو ہے۔ اس ایک کوڑے کے بدالے میں میں تمہارے جسم کی ایک ایک ہڈی توڑ دی جائے گی۔“.... کیپشن حمید نے انتہائی سرد لبجے میں کہا۔ اس نے راجیش کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال رکھی تھیں۔

”اوہ!.... بڑے جاندار دکھائی دے رہے ہو۔ بہر حال فکرنا کرو۔ راجیش کے بازوؤں میں بڑا دم ہے۔“.... راجیش نے سفاگ لبجے میں کہا اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ ایک بار پھر حرکت میں آیا اور

شروع پر کی آواز سے حمید کے بازو اور سینے پر ایک اور سرخ لیکرا بھر آئی۔

میں منہ سکوڑتے ہوئے کہا اور راجیش کی آنکھوں میں یک لخت غصے کے چہار جل اٹھے۔ لیکن اس نے بڑی جدوجہد سے اپنے آپ کو

”بب۔ باس!... باس رک جائیے!۔ بلیز جب وہ سب کچھ بتانے پر سنبھالا۔

”آمادہ ہے تو پھر۔“.... شہلانے بے اضیحہ آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

”کرنل فریدی اپنے خاص کاغذات کہاں رکھتا ہے؟“.... راجیش نے اس کا لبجہ منت بھرا تھا۔ اس کے چہرے کے تاثرات ایسے تھے کہ حمید

کو یقین کرنا پڑا کہ وہ اس سے ہمدردی رکھتی ہے۔ ”اپنی کوئی کسیف میں۔ جس کے قریب جانے کی بھی تم جیسے چھوپوں کو جرات نہیں ہو سکتی۔“.... کیپشن حمید نے دانت پیٹے ہوئے جواب دیا۔

”یہ سیف کس جگہ ہے؟... اور یہ بھی سن لو کہ اگر تمہاری معلومات درست ثابت نہ ہوئیں تو تمہاری ایک ایک بوٹی علیحدہ کر دی جائے گی۔“.... راجیش نے کہا۔

”سیف تھہ خانے کی شامی دیوار میں نصب ہے اور تھہ خانے کا راستہ

کیا پوچھنا چاہتے ہو کتے۔“.... کیپشن حمید نے نفرت بھرے انداز

”میں چاہتا تو تمہیں وہیں ریت میں ہی مر نے دیتا۔ لیکن میں نے تمہاری بینڈ تھج کرائی۔ تمہاری پسلیوں میں لگانے والی گولی باہر نکلوائی۔“

لیکن یہ بات یاد رکھو کہ ایک گولی تو کیا۔ سینکڑوں گولیاں تمہارے جسم

میں اپنی جگہ بنا سکتی ہیں۔ اس لئے جو میں پوچھوں۔ سچ سچ بتا دو۔“.... راجیش نے پہنکارتے ہوئے کہا۔

راجیش نے اسے بلا یا اور نہ شہلا اس کے پیچھے باہر گئی۔

راجیش کے چاتے ہی شہلا تیزی سے ایک خفیہ الماری کی طرف بڑھی

اس نے الماری کھول کر اس میں سے ایک بڑی سی ٹیوب نکالی اور

اس ٹیوب میں فیدر گنگ کی کریم اس نے جلدی جلدی حمید کے جسم پر

کوڑے کی ضربوں سے پیدا ہونے والی لکیروں پر ملنی شروع کر دی۔

”مجھے افسوس ہے کیپشن!۔ لیکن میں مجبور ہوں۔ تمہیں چھوڑنہیں

سکتی۔ ورنہ باس مجھے پاتال سے بھی ڈھونڈ کر باہر کھینچ لے گا۔ اور پھر

میری موت انتہائی عمرت ناک ہوگی۔ تم اسے نہیں جانتے۔ وہ حد

سے زیادہ سفاک آدمی ہے۔ کمینگی کی حد تک سفاک۔“.... شہلانے

بڑے زم لجھے میں کہا وہ ساتھ ساتھ کریم بھی زخموں پر ملتی جا رہی تھی

اور جس جس جگہ کریم لگ رہی تھی وہیں شنڈگ سی پڑتی جا رہی تھی۔

”میں تمہاری اس ہمدردی کو ہمیشہ یاد رکھوں گا شہلا۔ تم نے اپنی زندگی

کرٹل فریدی کے بیڈروم سے جاتا ہے۔ سونچ بورڈ کے تیرے بن کو دباؤنے سے فرش ہٹ جاتا ہے اور سیر ہیاں برآمد ہو جاتی ہیں۔“ کیپشن حمید نے سپاٹ لجھے میں کہا۔

”گذ!۔۔۔ اب سیف کے لئے جو حفاظتی انتظامات کئے گئے ہیں ان کی تفصیلات بھی بتا دو۔“... راجیش نے کہا۔

”حفاظتی انتظامات کیسے؟۔۔۔ وہ کرٹل فریدی کا سیف ہے اس کے لئے حفاظتی انتظامات کی کیا ضرورت ہے۔ سید حسام الدین سیف ہے۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ کرٹل نے کبھی اس کا تالا بند کرنے کی بھی ضرورت نہیں تھی۔ وہ کھلا رہتا ہے۔“... کیپشن حمید نے کہا۔

”او۔ کے!۔۔۔ اور اب دعا کرو کہ تم نے جو کچھ بتایا ہے وہ درست ثابت ہو۔ ورنہ...“ راجیش نے انتہائی سخت لجھے میں کہا اور پھر تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ شہلا وہیں کمرے میں ہی رہ گئی۔۔۔

بچالی ہے۔”...کیپشن حمید نے سر حالاتے ہوئے جواب دیا۔

”تم نے سچ بتایا ہے نا۔ اب بھی وقت ہے اگر کوئی بات جھوٹ ہو تو مجھے بتاؤ۔ ورنہ باس پاگل ہو جائے گا۔“...شہلانے کریم لگانے کے بعد ٹیوب بند کرتے ہوئے کہا۔

”ویسے میں نے جھوٹ نہیں بولا۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ میں تمہارے باس سے بڑا پاگل ہوں۔“ کیپشن حمید نے کہا۔

”اچھا میں چلتی ہوں۔“...شہلانے کہا اور پھر تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گئی۔

شہلانے کے باہر جاتے ہی دروازہ خود بخوبی بند ہو گیا۔

کیپشن حمید چند لمحے خاموش بیٹھا رہا۔ اور جب اسے یقین ہو گیا کہ وہ اس کے دونوں ہاتھ بدستور پشت پر بند ہے ہوئے تھے۔

گھنٹوں کے بل نیچے گرتے ہی کیپشن حمید نے اپنا جسم تیزی سے لوگ دروازے سے ہٹ گئے ہیں تو اس نے تیزی سے اپنے جسم کو داہمیں طرف کو پھیلایا اور پھر اپنے دونوں بند ہے ہوئے ہاتھ اس نے آگے کی طرف جھکایا اور پھر پیچھے کر لیا۔ وہ زور لگا کر بار بار اسی طرح

کرسی کی بائیں طرف کے پائے تک پہنچا دیئے اور اس نے ہاتھوں سے ٹوٹ کر تانگ سے بندھی ہوئی رسی کی گانٹھ پر انگلیاں رکھیں اور چند لمحوں بعد اس کی انگلیوں نے بڑی مہارت سے گانٹھ کھولنی شروع کر دی۔ وہ یہ سب کچھ اندازے سے کر رہا تھا اور چند لمحوں میں وہ اپنی کوشش میں کامیاب ہو گیا۔ اس کی بائیں تانگ کرسی کے پائے کی گرفت سے آزاد ہو چکی تھی اس نے اپنے جسم کو اس بار بائیں

کی پھیلا دیا۔ اور پھر پہلے کی طرح دائیں تانگ بھی کرسی کی گرفت سے آزاد کرالی۔ اب وہ کرسی کی گرفت سے مکمل طور پر آزاد ہو چکا تھا۔ البتہ اس کے دونوں ہاتھوں بندھی تک پشت پر بندھے ہوئے تھے۔ اسی لمحے اس کی نظریں اس الماری کی طرف اٹھ گئیں جہاں سے شہلانے شیوب نکالی تھی۔ اس الماری کا فریم اوہ ہے کا تھا اور اس کا کنارہ دیوار سے ذرا سا ابھر اتھا۔ اس طرح ایک دھاری بن گئی

تھی۔ گویہ دھار تیز نہ تھی لیکن کیپٹن حمید کے لئے اتنا ہی آسرا کافی تھا۔ اس نے الماری کی طرف پشت کر کے دونوں ہاتھوں کے درمیان بندھی ہوئی رسی کو اس دھار پر اوپر نیچے رگڑنا شروع کر دیا۔ اس کی کلائیاں زخمی ہوتی رہیں۔ لیکن اس نے عمل جاری رکھا اور پھر زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ بعد اس کے ہاتھ رسیوں کی گرفت سے آزاد ہو گئے۔

کیپٹن حمید نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیتے ہوئے کلائیوں پر پڑے ہوئے زخموں کو ملا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازے کو اندر کی طرف کھینچتا تو دروازہ کھل گیا۔ اسے باہر سے بندہ کیا گیا تھا۔

حمدید چند لمحے ویں رکا باہر کی سن گن لیتا رہا۔ لیکن باہر خاموشی طاری تھی۔ وہ دروازے سے باہر آگیا۔ ایک راہداری سی دائیں طرف

جاری تھی وہ محتاط انداز میں قدم اٹھاتا دا نئیں طرف بڑھ گیا لیکن عمارت پر مکمل سکوت طاری تھا اور پھر ٹھوڑی ہی دیر بعد اس نے گھوم پھر کر دیکھ لیا۔ واقعی پوری عمارت خالی پڑی ہوئی تھی۔ یہ ایک چھوٹی سی عمارت تھی۔ عمارت کے تمام کمرے قطعی خالی اور گرد آلود تھے۔ عمارت کے صحن میں کسی کار کے تالروں کے نشانات موجود تھے۔

رک کر ان لوگوں کی واپسی کا انتظار کرے۔ لیکن پھر اس نے یہ خیال چھوڑ دیا کیونکہ اسے یقین تھا کہ یہ لوگ یقیناً کرنل فریدی کی کوشش پر ریڈ کریں گے اور وہاں ان کا پکڑا جانا یا مارا جانا یقین تھا اور یہی وجہ تھی کہ اس نے سیف کے متعلق صحیح معلومات انہیں مہیا کر دی تھیں۔

وہ تیز تیز قدم اٹھاتا گیا۔ لیکن راستہ تھا کہ شیطان کی آنٹ طرح طولیں ہی ہوتا جا رہا تھا اور کیپٹن حمید بار بار اپنے آپ پر غصہ آرہا تھا کہ وہ کتنی آسانی سے مجرموں کے ہتھے چڑھ گیا تھا اور شہلا کو ساتھ لگائے سیدھا ان کی جھوٹی میں جا گرا تھا۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ وہ یہ بھی سوچ رہا تھا کہ مجرم اتنے اندازی بھی نہیں ہیں جتنے وہ سمجھ رہا ہے انہوں تک کہیں آبادی کے آثار نظر نہ آرہے تھے ہر طرف کھڑی چاندنی میں چمک رہی تھیں۔ فارم سے ایک کچار استفاضلوں کے درمیان ڈائیں طرف جا نہ لے کر پلان بنایا تھا۔ ایسا پلان کہ آخر تک حمید کو شک نہ

ہے۔ عمارت سے باہر نکلا تو یہ دیکھ کر اس نے ایک طویل سانس لیا کہ وہ شہر کی بجائے کسی مضافاتی علاقے میں موجود ہے اور یہ عمارت کسی پرانے سے زرعی فارم کی تھی۔ کیونکہ ارڈر گرد دور دور تک کہیں آبادی کے آثار نظر نہ آرہے تھے ہر طرف کھڑی چاندنی میں چمک رہی تھیں۔ فارم سے ایک کچار استفاضلوں کے درمیان ڈائیں طرف جا نہ لے کر پلان بنایا تھا۔ ایسا پلان کہ آخر تک حمید کو شک نہ

پڑ سکا۔ ایک عامہ دعوت میں شہلا کا اس سے نکرا جانا اور کیپٹن حمید اپنی حسن پسند فطرت کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس کی طرف بڑھا اور شہلا کا بھی ضرورت سے زیادہ التفات جیسے پہلے وہ اپنی وجہت کی وجہ سے سمجھا تھا لیکن اب اسے معلوم ہوا تھا کہ یہ سب کچھ سوچا سمجھا بڑھی آ رہی تھی لیکن اس کی رفتار معمول سے زیادہ تیز تھی اور وہ آ بھی منصوبہ تھا۔ شہلا خود اس کی طرف تیزی سے بڑھی تھی اور پھر دوسرے روز شام کو شہلا کے ساتھ۔ اور اس کے بعد انہیں حمید کی عادت کا علم تھا۔ اسی راستے پر رہی تھی جس پر کیپٹن حمید چل رہا تھا۔

حمدیہ جلدی سے فصل میں گھس کر کھڑا ہو گیا۔ وہ سمجھ گیا کہ مجرم واپس آ رہے ہیں اور اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ ان مجرموں کو ایسی عبرت ناک سزادے گا کہ ان کی رو میں بھی قیامت تک بلا لاقی رہیں گی وہ بڑے چوکنے انداز میں کھڑا اپنی طرف آتی ہوئی کار کے ہیو لے کو دیکھ رہا تھا جیو لوگ کسی بڑی کار کا تھا اور کار معمول سے زیادہ رفتار سے آ رہی تھی کار جیسے جیسے نزدیک آتی جا رہی تھی۔ کیپٹن حمید کے اعصاب کے سیف سے کوئی خاص چیز اڑانا چاہتے ہیں اور شاند اس نے

تنے جا رہے تھے۔ اور پھر چند لمحوں بعد ہی کار بچکو لے کھاتی اس کے سامنے سے گذر گئی اور حمید کار اور ڈرائیور نگ سیٹ پر بیٹھنے ہوئے آدمی نظر آ رہے تھے۔

”فریدی صاحب!... آپ یہاں کیسے؟“.... حمید نے قریب پہنچ کر کہا۔ یہ کریل فریدی کی کار تھی اور ڈرائیور نگ سیٹ پر خود کریل فریدی موجود تھا۔ چاندنی میں اس نے کار اور فریدی کو، نجوبی پہچان لیا تھا۔ دوسرے لمحوں فصل سے نکلا اور اس نے کار کے پیچھے بھاگنا شروع کر دیا۔

”اور تم اس فصل میں کھڑے کیا کر رہے تھے۔ مجھے تو نمبر الیون نے بتایا تھا کہ تم شازا کا کے شماں زرعی فارم میں شدید زخمی پڑے ہوئے ہو۔ اور مجھ سے کوئی بات کرنا چاہتے ہو۔ جانکنی کی حالت میں کوئی بات۔ لیکن یہ سب کیا ہے؟“.... فریدی نے حیرت سے اس کے جسم میں بندھی ہوئی پٹی اور زخموں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”اوہ فریدی صاحب!... چوتھو ہو گئی۔ اور زبردست چوتھو ہو گئی۔ آپ بھی کمال کرتے ہیں اس طرح کوئی چھوڑ کر یہاں بھاگتے چلے آئے۔“.... حمید نے گڑ بڑائے ہوئے لبجھے میں کہا۔ بیک لائٹس جل انھیں۔ کار ک پچھی تھی۔ کریل فریدی نے یقیناً اسے بیک مرر میں دیکھ لیا تھا۔

دوسرے لمحے کریل فریدی دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ وہ حیرت سے کار کی طرف دوڑتے ہوئے کیپٹن حمید کو دیکھ رہا تھا۔ فاصلہ ہونے

”کوئی چھوڑ کر۔ اوہ کیا بات ہے۔ جلدی بتاؤ۔“ فریدی نے چونکتے اسے فوراً ہسپتال پہنچا و۔ لیکن اس نے جواب دیا کہ وہ کہتا ہے کہ ہوئے کہا۔

جب فریدی صاحب سے بات نہیں کر لوں گا۔ یہاں سے ہلوں گا

”واپس چلیں فوراً۔۔۔ واپس چلیں۔ میں راستے میں سب کچھ آپ کو نہیں۔ میں نے سوچا کہ نجانے ایسی کیا بات ہو گئی۔ چنانچہ میں کار ہتا دوں گا۔“ جمید نے جلدی سے کار کی دروازہ کھولتے ہوئے کہا اور

لے کر ادھر دوڑ پڑا۔“.... کرنل فریدی نے اسے بتایا۔

”لیکن انہیں نمبر الیون کے متعلق اور اس کے لہجہ اور آواز کا کیسے پڑھا؟.... اور پھر انہوں نے یہ سب کچھ اس خوبی سے کیا کہ آپ بھی دھوکہ کھا گے۔“..... جمید نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں!۔۔۔ میں بھی آخر انسان ہوں۔ کبھی کبھی خیال نہیں رہتا اور پھر تمہاری اس حالت کا سن کر میں نے کچھ زیادہ غور بھی نہیں کیا۔ اس کا مطلب ہے کہ مجرم ضرورت سے زیادہ ہی عیار واقع ہوئے ہیں۔

بہر حال میں انہیں پاتال سے بھی کھینچ لاؤں گا۔“.... فریدی نے

دانٹ پیتے ہوئے کہا۔ اسے واقعی اپنے آپ پر افسوس ہو رہا تھا کہ وہ

”واپس چلیں فوراً۔۔۔ واپس چلیں۔ میں راستے میں سب کچھ آپ کو ہتا دوں گا۔“ جمید نے جلدی سے کار کی دروازہ کھولتے ہوئے کہا اور

فریدی بھی اچھل کر سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اور پھر اس نے انتہائی تیز رفتاری سے کار کا رخ موڑ اور اسے واپس دوڑانے لگا۔ جمید نے شروع سے لے کر اب تک کی تمام داستان تفصیل سے شادی۔

”اوہ!۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ چوتھے ہو گئی۔ مجرم اپنے مقصد میں یقیناً کامیاب ہو گئے ہوں گے۔ انہوں نے واقعی خوبصورت جال پھینکا ہے۔ پہلے تم سے معلومات حاصل کر لیں۔ اور پھر مجھے نمبر الیون کی آواز میں فون کیا کہ جمید وہاں شدید یزخی حالت میں موجود ہے۔

اور آپ سے کوئی خاص بات کہنا چاہتا ہے۔ میں نے اسے کہا بھی کہ

حمد نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

کتنی آسانی سے مجرموں کا ہاتھوں بے وقوف بن گیا تھا۔

”تمہاری بات درست ہے۔ بہر حال جو کبھی چکر ہو گا۔ سامنے آجائے گا۔“... فریدی نے ہونٹ پھینکتے ہوئے کہا۔

”لیکن فریدی صاحب!... یہ ڈارک کلب کیا بلہ ہے۔ میں نے پہلے کبھی اس کا نام نہیں سنایا؟“.... حمید نے کہا۔

تحوڑی دیر بعد کار کچے راستے سے نکل کر پختہ سڑک پر آگئی اور اب فریدی نے اسے پوری رفتار سے دوڑا نا شروع کر دیا۔ وہ شاند جلد از جلد کوئی پہنچنا چاہتا تھا۔

”تفصیلات تو میں نہیں جانتا۔ لیکن میں نے اس کا نام سنایا ہوا ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ پیشہ ور قاتلوں کی تنظیم ہے۔ کسی یورپی ملک سے اس کا تعلق ہے۔“.... کرٹل فریدی نے کہا۔

اور پھر مختلف سڑکوں سے گھومنے کے بعد جب کار کوئی پر پہنچی تو کوئی کا پچھا نہ کھلا ہوا تھا۔ ساری کوئی کی بتیاں جل رہی تھیں۔ فریدی نے کار پورچ میں روکی اور پھر تیزی سے باہر آ گیا۔ حمید نے بھی اس کی پیروی کی۔ اور دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔ پورچ کے ساتھ ہی ایک کونے میں گور کھا چکیدار کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ اس کو گولیوں سے چھکنی کر دیا گیا تھا۔ فریدی نے بھی ایک لمحے کے لئے اس کی لاش

”پیشہ ور قاتلوں کی تنظیم۔ نہیں فریدی صاحب!... یہ لوگ وہ نہیں ہو سکتے۔ پیشہ ور قاتل تو ڈائریکٹ ایکشن کے قابل ہوتے ہیں۔ گولی ماری۔ شکار کا خاتمہ کیا اور جان چھڑائی۔ یہ چکر بازی ان کے بس کا روگ نہیں ہو سکتی۔ اور پھر انہوں نے نہ ہی مجھے قتل کیا۔ اور نہ آپ پر کوئی قاتلانہ حملہ کے۔ وہ تو آپ کے سیف سے کچھ چڑانا چاہتے ہیں۔ اور قاتلوں کا ایسی چوریوں سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔“.... کیپشن

دیکھ کر ٹھہر کا۔ پھر بھاگتا ہوا اپنے بیڈ روم کی طرف بڑھا۔ فرش ہٹا ہوا تھا بے تابی سے پوچھا۔

”میں سمجھ گیا ہوں کہ وہ کیا چاہتے تھے۔ اور کیا لے گئے ہیں تم دیکھو میش کہاں ہے۔“..... فریدی نے مرد کر سخت لبھ میں کہا۔ اور حمید سرھاتا ہوا سیرھیوں کی طرف دوڑا۔ واقعی اسے ذاتی ملازم رمیش کا خیال ہی ن آیا تھا۔ فریدی بھی اس کے پیچھے سیرھیاں چڑھتا ہوا اور بیڈ روم میں پہنچا اور اس نے بٹن دبا کر فرش برابر کر دیا اور پھر وہ بیڈ روم سے نکل کر رائینگ روم میں آگیا۔

اسی لمحے حمید واپس آیا۔

”رمیش زخمی ہے۔ اس کے سر میں بٹ مارا گیا ہے۔ وہ بے ہوش ہے۔“..... حمید نے اندر آ کر کہا اور فریدی تیزی سے پیچھے برآمدے کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں رمیش اکثر رہتا تھا۔ رمیش وہاں فرش پر پڑا ہوا تھا۔ اس کا سر خاصا زخمی تھا۔

سیرھیاں اترنے کی بجائے پھلانگا ہوا تھہ خانے میں پہنچا۔ حمید بھی اس کے پیچھے تھا۔ سیف کے دونوں پٹ کھلے ہوئے تھے۔ کرٹل فریدی تیزی سے سیف میں نکلی اور تقریباً تمام چیزیں دیے ہی موجود تھیں البتہ نخلے خانے کے باکس کا پٹ کھلا ہوا تھا اور فرش پر کئی کاغذات بکھرے ہوئے تھے۔ فریدی نے کاغذات اٹھائے اور پھر باکس میں ہاتھ ڈالا۔ باکس خالی تھا۔ فریدی ان کاغذات کو دیکھتا رہا۔ اور چند لمحوں بعد اس نے ایک طویل سانس لیا۔ کاغذات واپس باکس میں رکھ کر اسے بند کیا۔ اس نے سرسری انفروں سے باقی سیف کا جائزہ لیا اور پھر اس کے پٹ بند کر دیئے۔

”کیا ہوا؟... کیا چیز لے گئے ہیں؟“..... حمید نے جو اسکے پیچھے کھڑا

فریدی نے ریمش کی بپس چیک کی اور پھر حمید کو فرست ایڈ باک لانے کے لئے کہا۔

چند لمحوں بعد فریدی نے ریمش کو پے در پے انجاشن لگائے تو ریمش نے دیکھ سکا تھا۔ ”... ریمش نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ آنکھیں کھول دیں۔ فریدی نے اس کے سر پر پٹی باندھ دی تھی۔ ”صاحب!۔۔۔ وہ چار تھے۔ ”... ریمش نے اٹھ کر میخنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

”لیش رہو۔ اطمینان سے بتاؤ۔“ ... کرٹل فریدی نے نرمی سے اس کا کاندھاتھکتے ہوئے کہا۔ اور ریمش نے بتایا کہ وہ پیشتاب کرنے کے لئے اپنے کواڑ میں گیا تو اس نے باہر سڑک کی طرف کسی کی چیز اور گرنے کا دھماکہ نہ۔ وہ تیزی سے باہر نکلا۔ ابھی ہر آمدے تک ہی ”صاحب!۔۔۔ کوئی نقصان تو نہیں ہوا۔ وہ گور کھا۔ شائد چیخ پہنچا تھا کہ اچانک کسی نے ستون کی آڑ سے اس کے سر پر کوئی چیز ماری وہ فرش پر گر گیا۔ اس کے سر پر دوسرا اوار کیا گیا۔ اس نے بے ہوش اسی کی تھی۔ ”... ریمش نے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

جو انہوں نے ساہ پتلونیں اور سیاہ جیکٹ پہن رکھے تھے۔ تم بلیک فورس کو پورے شہر میں پھیلا دو ان کی تلاش انتہائی تیزی سے ہوئی چاہیے۔“...کرٹل فریدی نے بغیر کے تفصیل بتاتے ہوئے آخر میں حدایت کی۔

”مگر بس!... یہ کیسے ہو گیا؟“... نمبر الیون کے لجھ میں بے حد حیرت ایکیز بات تھی۔

”انہوں نے شائد میرا فون شیپ کیا ہے۔ اور مجھے تمہاری آواز اور لجھ میں فون کر کے کیپٹن حمید کے متعلق بتایا۔ میں اس کی طرف گیا تو دی۔

پچھے انہوں نے ڈاکہ ڈال دیا۔ اور ہاں!... زیریز میں افراد کو کھنگالو۔

گو اسے ایک گروپ وائٹ فاکس یہاں آیا ہوا ہے۔ انہوں نے ہی کیپٹن حمید کو انداز کر کے والا گروپ اور تھا۔ یہ دونوں گروپ شائد آپس میں ملے ہوئے ہیں۔ اس میں ایک خوبصورت لڑکی شہلا۔

”ہاں!... گور کھے کو انہوں نے قتل کر دیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ سائلنسر لگاریو اور استعمال کیا گیا ہے۔ تبھی تم نے صرف تین اور گرنے کا دھماکہ سن۔ ورنہ تم گولیوں کی آوازیں ضرور سنتے۔“... کرٹل فریدی نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔

فریدی نے ڈرائینگ روم میں جا کر ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”لیں۔ بلیک سروس۔“... دوسری طرف سے نمبر الیون کی آواز سنائی دی۔

”ہار ڈسٹوں۔ میری کوشی میں ڈاکہ ڈالا گیا ہے۔ گور کھے کو قتل کر دیا ہے اور میش زخمی ہے۔ سیف سے ایک اہم کافند چوری کیا گیا ہے۔ ڈاکو تعداد میں چار تھے۔ دو مرد اور دو عورتیں۔ ایک مرد سانپ کی طرح دبلا پتلا اور لمبا۔ دوسرا آدمی بھرے جسم والا تھا جبکہ دونوں عورتیں آپس میں ملے ہوئے ہیں۔ اس میں ایک خوبصورت لڑکی شہلا۔

اور بھاری جسم اور بڑی بڑی موچھوں والا مرد ہے۔ صحیح تک مجھے ان ”پوری دنیا کے یہودیوں نے مل کر ایک خفیہ تنظیم بنائی ہوئی ہے جسے میں کسی نہ کسی کے متعلق خبر ضرور ملنی چاہیے۔ سمجھے۔“.... کرنل فریدی کا جیوش ورلڈ آرگانائزیشن کہتے ہیں۔ عرف عام میں یہ ہے۔ اور کہلاتی ہے۔ ان کا مقصد دنیا میں یہودی سلطنت کا قیام اور پوری دنیا لہجے بے حد سر دھا۔

”ایسا ہی ہو گا جناب!“... نمبر الیون نے مودبانہ لبھے میں جواب دیا۔ کرنل فریدی کہ لہجہ محسوس کرتے کے بعد اس نے شائد مزید بات کرنا مناسب نہ سمجھی تھی۔

فریدی نے رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے حمید بھی واپس آگیا۔

”وہ لوگ سیف سے کیا لے گئے ہیں؟“... حمید نے پوچھا۔

”جیوش آرگانائزیشن کے خفیہ ہیڈ کواٹر کا نقشہ۔“.... کرنل فریدی نے کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا۔

”جیوش آرگانائزیشن۔ یہ کیا ہے؟“.... حمید نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

عبرانی زبان کے الفاظ اور ت manus اور پچیدہ سے اشارے تھے۔ میں

اس کے صرف چند لفظ ہی سمجھے سکا تھا۔ اس سے ہی مجھے پتہ چلا تھا کہ یہ ”ظاہر ہے۔ لیکن میں حیران ہوں کہ انہوں نے اب تک ایسا کیوں بے۔ او کے خفیہ ہیڈ کو اڑکا نقشہ ہے۔ میں نے ایک ایسے ماہر سے بات چیت کی جو قدیم زبانوں کا ماہر تھا۔ یہ بات فون پر ہوئی تھی لیکن جب میں اس کے پاس پہنچا تو اسے رات کو سوتے میں قتل کر دیا گیا تھا۔ اور شائد اسی آدمی کی وجہ سے جیوش آر گنازیشن کو اس نقشے کا پتہ چلا۔ چنانچہ ان کی کوئی تنظیم ڈارک کلب سامنے آئی۔ وہ براہ راست سامنے نہیں آتے۔ انہوں نے گواکی مقامی تنظیم کے ذریعے تمہیں اغوا کر کے سیف کا پتہ چلا یا۔ اس کے بعد مجھے کوئی سے باہر نکال کر وہ نقشہ لے گئے۔ ”... کرنل فریدی نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”آپ نے شائد ملک سے باہر کال کی تھی۔“... کیپن حمید نے کہا۔

”ہاں!... میں عمر ان کو فون کر رہا تھا۔ اس کے پاس ایسی تنظیموں کی تفصیلی فائلوں پر مشتمل بہت بڑی لاہبری موجود ہے۔ شائد اس

”اوہ!... اس کا مطلب ہے کہ اب آپ پر قاتلانہ حملہ ہو گا۔“... حمید نے بے چین لبجھ میں کہا۔

سے ان لوگوں کے متعلق کوئی کام کی بات معلوم ہو جاتی۔ لیکن وہ شائد اپنے فائیٹ میں موجود نہیں ہے۔ کسی نے فون نہیں اٹھایا۔ ”...کرنل فریدی نے جواب دیا۔

کیپٹن حمید نے عمران کا نام سن کر منہ بنالیا۔ اسے عمران سے خدا دا سٹے کا یہ تھا۔ لیکن صورت حال کی نجیدگی کی وجہ سے اس نے کوئی بات نہ کی اور خاموش رہا۔

”تم اپنے کھنکو فون کر دو۔ وہ گور کے کی لاش لے جائے گا۔ میں ایک آدمی سے مل آؤں۔“...کرنل فریدی نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”آپ ذرا احتیاط کیجئے۔“... حمید نے کہا

”ماشاء اللہ!... کیا سکھڑیوں کا سا انداز ہے۔“... فریدی نے مرد کر مسکراتے ہوئے کہا اور حمید کٹ کر رہ گیا۔ فریدی لمبے لمبے ڈگ

بھرتا پورچ میں کھڑی کار کی طرف بڑھ گیا۔.....  
بڑے سے ڈر انگ رومنا کمرے میں کر سیوں پر چھ افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک شہلا تھی جب کہ اس کے ساتھ والی کرسی پر وائٹ فاکس کا چیف بس راجیش بیٹھا ہوا تھا۔ باقی کر سیوں پر اس کے ساتھی موجود تھے۔ شہلا کسی گہری سوچ میں گم تھی۔ جبکہ باقی ساتھی مطمئن انداز میں بیٹھے ہوئے تھے۔

اسی لمحے باہر کسی کار کے رکن کی آواز سنائی دی اور وہ سب چونک پڑے۔ چند لمحوں بعد چار مسلح افراد اندر داخل ہوئے۔ چاروں نے سیاہ رنگ کی پتلوں میں اور جیکٹیں پہنی ہوئی تھیں۔ ان میں دو عورتیں اور دو مرد تھے۔ ان کے ہاتھوں میں شین گئیں تھیں۔

”کام ہو گیا۔“... راجیش نے چونک کر پوچھا۔

”بالکل،“... بھرے ہوئے جسم کے مرد نے مسکراتے ہوئے جواب

دیا۔

....بھاری جسم والے مرد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”گلڈ!۔۔۔ اب ہمارے لاٹ کوئی مزید خدمت ہوتو؟“...راجیش نے ”بس ہمارا کام مکمل ہو گیا۔ آپ لوگوں نے واقعی قابل تحسین کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ آپ لوگوں کا بے حد شکریہ۔“...باس مسکراتے ہوئے کہا۔

”ضرور۔ باس آرہا ہے۔ وہ خود ہی بات کرے گا۔“...ای بھاری جسم نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”شکریہ!۔۔۔ وائٹ فاکس کے لئے یہ معمولی کام تھا۔ ہمارا بقايا معاوضہ۔“....راجیش نے مسکراتے ہوئے کہا۔

وائے مرد نے کہا اور پھر وہ سب ایک طرف پڑے ہوئے صوفوں پر بیٹھ گئے۔

”ہاں ضرورا!۔۔۔ جیکھنی!۔۔۔ انہیں معاوضہ کی ادا سنگی کر دو۔“...باس نے مسکراتے ہوئے کہا اور جیکھنی باس کی بات سنتے ہی ایک جھٹکے سے کھڑا ہو گیا۔ دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی شیئن گن نے آگ لگانی شروع کر دی۔ اور راجیش، شہلا اور ان کے چار ساتھی دیں کر سیوں پر بیٹھے بیٹھے ہی ڈھیر ہو گئے۔ ان سب کے چھروں پر شدید ہیرت جیسے ثابت ہو کر رہ گئی ہو۔ شائد ان کے تصور میں بھی نہ تھا

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبا تر نگاہ سر سے گنجاباں اندر دا خل ہوا۔ اسے دیکھ کر سیاہ لباس میں ملبوس افراد کے ساتھ ساتھ راجیش

اس کے ساتھی بھی کھڑے ہو گئے۔ صرف شہلا اپنی جگہ پر بیٹھی رہی۔

”بیٹھو بیٹھو۔“....باس نے ہاتھ ہلاتے ہوئے نرم لبھے میں کہا۔ اور

ان سب کے بیٹھنے کے بعد وہ خود بھی ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

”باس!۔۔۔ راجیش پوچھ رہا ہے کہ ہمارے لاٹ کوئی اور خدمت۔“

کہ ان کے ساتھ ایسا سلوک ہو سکتا ہے۔ یہ سب کچھ اس قدر اچانک عورت میں اور سانپ کی طریقہ دبلا پتلا مرد سامنے رکھی کر سیوں پر ہوا تھا کہ وہ اپنی جگہوں سے بیل بھی نہ سکے تھے۔

”نقشہ تو ہم نے آسانی سے حاصل کر لیا۔ اب کرٹل فریدی کا قتل باقی رہ گیا ہے۔“....باس نے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”باس!... یہ لوگ انتہائی بودے ثابت ہوئے ہیں۔ ہم نے جتنی آسانی سے نقشہ حاصل کر لیا ہے۔ اتنی ہی آسانی سے کرٹل فریدی کو کھالے گی۔“....باس نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔ جیکلی کے علاوہ باقی ساتھی خاموشی سے اس کے چیچپے ہو لئے۔

”بظاہر تو ایسا ہی لگتا ہے۔ لیکن اب ہمارے مشن کا سب سے مشکل کھیل شروع ہو گیا ہے۔ اب کرٹل فریدی کی بلیک فورس حرکت میں آچکی ہو گی۔ اور اس وقت یقیناً پورے شہر میں ہماری اور وائٹ فاکس کی تلاش جاری ہو گی۔ کرٹل فریدی بھی بے حد چوکنا ہو چکا ہو گا۔ اس

”اب ان کی لاش کا کیا کرنا ہے باس؟“.... جیکلی نے ٹریگر سے انگلی ہٹاتے ہوئے پوچھا۔

”انہیں یہاں سے اخوا کر کسی چورا ہے پر کچھ نکاوادو۔ پولیس خود ہی آٹھا لے گی۔“....باس نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیز تیز راہبری سے گذر کر وہ سیر ہیاں اترتے ہوئے ایک بڑے سے کمرے میں پہنچے جہاں آفس کے طرح ایک بڑی میز کے پیچھے اوپنی نشست والی کرسی رکھی ہوئی تھی۔ میز کے سامنے چھ کر سیاں موجود تھیں۔ گنجاباں اونچی نشست والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ جب کہ دونوں

اغوا کریں۔ کرنل فریدی اور اس کا بڑا گھر ایسا رانہ ہے۔ اس کے بعد کرنل فریدی کو اس کی کوئی پر بلا یا جائے گا اور پھر وہ ہیں گولیوں سے چھلانی کر دیا جائے گا۔ ”..... چیف بس نے کہا۔

”آپ کو کیسے پتہ چلا کہ بالم کپور سے اس کے گھرے تعلقات ہیں؟“... ایک لڑکی نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”تم یہ بات کر کے میری تو ہین کر رہی ہو سما۔ تم جانتی ہو کہ میں کس انداز میں کام کرتا ہوں۔ تم نے دیکھا کہ کیپشن حمید کس طرح ہمارے جال میں سیدھا آن پھنسا۔ میں شکار کے گرد پہلے مضبوط جال بنتا کوئی سے نکلے گا۔ یا اندر جائے گا تو گولیوں کی بوچھاڑ کر دیں گے۔“

ہے۔ تم کرنل فریدی کو نہیں جانتے۔ وہ ایک عفریت ہے۔ اگر میں تم سب کو اجازت دے دوں کہ تم جا کر اس کو قتل کر دو۔ تو یقین رکھو۔ تم سب کی لاشیں ہی مجھے واپس ملیں گی۔ میں اس کی فطرت کو اچھی طرح

لئے اب ہمیں زیادہ محتاط رہنا چاہیے۔ میں نے وائٹ فاکس کا خاتمہ بھی اس لئے کیا ہے کہ ان بدجختوں نے کیپشن حمید کا خاتمہ کرنے کی بجائے اسے باندھ کر چھوڑ دیا تھا۔ لازماً کیپشن حمید نے ان کے طیبے کرنل فریدی کو بتا دیئے ہوں گے۔ اور اگر میں انہیں لا شوں میں تبدیل نہ کر دیتا تو ان کے وجہ سے ہم چوہے داں میں پھنس جاتے۔ چیف بس نے سر حالاتے ہوئے کہا۔

”یہ تو ٹھیک ہے بس!۔ لیکن کرنل فریدی کا خاتمہ کیا مشکل ہے۔ اس کی کوئی کے گرد ہم گھات لگا کر بینچے جاتے ہیں آخر کسی بھی وقت وہ کوئی سے نکلے گا۔ یا اندر جائے گا تو گولیوں کی بوچھاڑ کر دیں گے۔“ دلبے پتلے سام نے کہا۔

”نہیں۔ اب اس کی کوئی کے گرد یقیناً بلیک فورس کا پھرہ ہو گا۔ اس کا ایک ہی حل ہے کہ ہم پہلے وزارت داخلہ کے سیکریٹری بالم کپور کو

جاناتا ہوں اس لئے میں نے بڑی سوچ بچار کے بعد یہ پلان بنایا ہے اور مجھے یقین ہے کہ میرا پلان کسی صورت بھی فیل نہیں ہو سکتا۔”.... چیف باس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

بعد وہ لازماً بے حد محتاط ہو گیا اور آسانی سے جال میں نہیں آئے

”سوری بس!... میرا یہ مطلب نہ تھا۔... میں نے تو صرف حیرت کا اظہار کیا تھا۔ آپ کی سوچ وہاں تک کام کرتی ہے جہاں تک ہمارا ذہین پہنچ ہی نہیں سکتا۔”.... سمکا نے شرمندہ اور معدربت مجرمے لجھے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

گا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی تم نے ایک اور پلان بنایا ہے۔ بالم

کپور نے تھوڑا عرصہ پہلے شادی کی ہے۔ اس کی بیوی جوان ہے۔ شیری نے اس کی بیوی کی جگہ لینی ہے۔ کال شیری کی طرف سے کی

جائے گی۔ تا کہ کرنل فریدی اگر چیک کرنا چاہے تو لازماً وہ بالم کپور

”میں نے نہ صرف پلان بنایا ہے۔ بلکہ اس پر عمل درآمد بھی شروع

سے بات کریگا اور بالم کپور کی جگہ بارشن اسے مطمئن کر دے گا۔ اس

کر دیا ہے۔ سیکرٹری داخلہ بالم کپور کی مطابقت بارشن سے ہے۔ بارش

طرح کرنل فریدی یقیناً مطمئن ہو کر ہمارے جال میں پھنس جائے

بھی اس سلسلے میں کام کر رہا ہے۔ اس نے بالم کپور کی گفتگو کی شیپ

گا۔”.... چیف باس نے مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ویری گذ باس۔ ویری گذ!... آپ کے ذہن کا جواب نہیں۔ اس

حاصل کیا ہے اور وہ اس کے میک اپ میں اس کے انداز گفتگو کا شیپ

قد رکمل پلانگ کرنا آپ ہی کام ہے۔”.... سام نے بے اختیار

حاصل کیا اور وہ اس کے میک اپ میں اس کے انداز گفتگو اور الفاظ

ہو کر کہا اور چیف بس کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

”میرا کام کب شروع ہوگا؟“...شیری نے پوچھا۔

”ابھی چند روز تھم خاموش رہیں گے۔ کوئی کارروائی نہ ہوگی۔ جب

بارش کی طرف سے پورا اطمینان ہو جائے گا تو پھر بالم کپور کا انفو ہو گا

اور اسے گولی مار کر لاش کو یہاں ہیڈ کوارٹر میں دبادیا جائے گا بارش اس

کی جگہ لے لے گا۔ پھر بارش بالم کپور کے روپ میں اپنی بیوی کو

ساتھ لے کر یہاں ہیڈ کوارٹر اپنے ایک دوست سے ملنے آئے گا۔

اس کی بیوی کو یہاں روک لیا جائے گا۔ بارش اکیلا اپس چلا جائے

گا۔ بالم کپور کی بیوی کو دور روز یہاں رکھا جائے گا۔ شیری اس کے میک

اپ۔ گفتگو۔ اور لمحے کی پریکش کرے گی جب ہم شیری کی طرف

سے مطمئن ہو جائیں گے تو شیری کو بارش کی کوئی بحیثیت دیا جائے گا۔ اور

پھر وہاں جاتے ہی شیری کرٹل فریدی کو فون کر کے کوئی بلا لے گی۔

بہانہ کوئی بھی سوچ لیا جائے گا۔ کرٹل فریدی جیسے ہی وہاں پہنچے گا۔

بارش اور شیری اچانک اس پر فائزگ کر کے اسے ہلاک کر دیں گے

اور خود باہر آ جائیں گے۔ بس یہ ہے ساری پلانگ۔ ”... چیف بس

نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

اسی لمحے جیکھنی اندر داخل ہوا۔

”لاشیں ٹھکانے پر پہنچ گئیں؟“... چیف بس نے اسے دیکھتے ہی

پوچھا۔

”لیں بس!... سب کام اور کے ہو گیا ہے۔“... جیکھنی نے جواب

دیا اور بس نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔

-----

فاسم عطر میں ڈوبا ہوا اپنی بھری جہاز نما کار میں بیٹھا ہو ٹل سلو رمون کی طرف اڑا جا رہا تھا۔ اس کی نظر میں تو وہ سکرین پر جبی ہوئی تھیں لیکن دماغ سلو رمون کی نئی رقصاصہ میڈم باوری میں انکا ہوا تھا۔ جب سے میڈم باوری نے ہو ٹل سلو رمون میں رقص کے شو پیش کرنے شروع کئے تھے۔ قاسم بڑی باقاعدگی سے روزانہ یہ شو دیکھنے جاتا تھا۔ اسے میڈم باوری یا لکھت پسند آگئی تھے۔ اس قدر پسند کہ بس قاسم کا جی چاہتا تھا کہ وہ میڈم باوری کو لے کر کسی تباہ جزیرے میں چلا جائے۔ اور پھر لیلی مجنون۔ شیریں فریاد۔

سکی پنوں کے قصوں کی طرح باوری قاسم کے قصے بھی مشہور ہو جائیں۔ وہ روزانہ یہ فیصلہ کر کے جاتا تھا کہ آج میڈم باوری کے سامنے اپنی داستان عشق بیان کرے گا۔ اسے یقین تھا کہ میڈم باوری فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ میڈم باوری کو رقص کے بعد جانے ہی نہ دیگا۔ وہ بھی اس پر عاشق ہو چکی ہے۔

کیونکہ اس نے دیکھا تھا کہ میڈم باوری رقص کرتے وقت بس اسے ہی دیکھتی رہتی ہے۔ لیکن روزانہ ہی وہ رقص دیکھ کر منہ لٹکائے واپس چلا آتا تھا۔ کیونکہ میڈم باوری رقص کے بعد اس کے پاس داستان عشق سننے کے لئے آنے کی بجائے پردے کے پیچھے غائب ہو جاتی تھی۔ قاسم آخر مرد تھا۔ وہ اب اتنا گیا گذر ابھی نہ تھے کہ عورتوں کے پیچھے بجا گتا۔ جب سے اس کے مبنی خر نے بتایا تھا کہ دنیا میں نہ ہمیشہ مادہ سے خوبصورت ہوتا ہے۔ قاسم کو یہ یقین ہو گیا تھا کہ وہ بہر حال دنیا کا سب سے خوبصورت مرد ہے اور میڈم باوری کو جو لازماً اس سے کم خوبصورت ہے اس کے پاس خود چل کر آنا چاہیے۔ لیکن میڈم باوری ایک دن بھی اس کے پاس نہ آئی تھی۔ اس لئے قاسم نے آج باوری ایک دن بھی اس کے پاس نہ آئی تھی۔ اسے یقین تھا کہ میڈم باوری کے سامنے اپنی داستان عشق بیان کرے گا۔ اسے یقین تھا کہ میڈم باوری اسے اپنے پاس بلالیگا اور اسے یقین تھا کہ باوری اس کی آواز سن کر

دیوانہ ارجمندی ہوئی آئے گی اور اس کے قدموں سے سر رکھ کر کہے گی۔ ”میرے قاسم! مجھے اپنے قدموں میں مر جانے دو۔“

”ہشت۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ سالی مرمر اگئی تو پولیس قتل کا پرچ کر دے گی۔ نہیں، میں اسے مر نے نہیں دونگا۔ بڑے سے بڑے ہسپتال میں اس کا علاج کراؤں گا۔“... قاسم نے دل ہی دل میں فیصلہ کر لیا۔

موجود کاروں کو ہمارت آمیز نظروں سے دیکھتے ہوئے بڑا کر کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا میں گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اس کی سیٹ چونکہ سچ کے ساتھ ہی مستقل طور پر ریز روحی اس لئے اسے اپنی سیٹ کے متعلق کوئی فکر نہ تھی۔

گیٹ پر کھڑے دربان نے قاسم کو دیکھتے ہی رکوع کے بل جھک کر سلام کیا اور قاسم نے ہمہ کر رک گیا۔

”ابے کیا گرا ہے۔ جو یوں جھک کر ڈھونڈ رہا ہے۔ سالے دیکھنا، نہیں میری جیب سے کوئی چونی تو نہیں گر گئی۔“... قاسم نے تیز نظروں سے فرش کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”حضورا۔۔ میں تو آپ کو سلام کر رہا ہوں۔“..... دربان نے فوراً ہی سید ہے ہوتے ہوئے کہا۔

”ابے جھوٹ مارتا ہے۔ فراڈ کرتا ہے۔ سلام اس طرح کیا جاتا ہے۔“

اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کی کارہوٹی سلو موں کے پار نگ میں سچ گئی۔ پار نگ برلنگی کاروں سے پر تھا۔ قاسم نے بڑی مشکل سے اپنی جہاز نما کار کے لئے جگہ ڈھونڈی۔

”سالے ٹیڈی میڈی کاریں لے کر آ جاتے ہیں۔ صابن دانیاں۔ نہیں تو غسل خانوں میں رکھنا چاہیے۔ خواخواہ جگہ روک لیتے ہیں۔“

”ہونہدہ!۔ صابن دانی عاشق۔“... قاسم نے نیچے اتر کر پار نگ میں

نے تو نے السلام علیکم کہا۔ نہ مانتھے پر ہاتھ مارا۔ اور کہتا ہے سلام کر رہا تھا۔ ”... قاسم نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

”صاحب!۔ راستہ تو دیجئے۔ آپ کی وجہ سے راستہ رک گیا ہے۔ ”... اس سے پہلے کہ درب ان کوئی جواب دیتا، کسی نے تنخ لجھ میں قاسم سے مخاطب ہو کر کہا۔

قاسم آواز سنتے ہی تیزی سے مڑا۔ اس کے سامنے ایک دبلا پتلا نوجوان کھڑا تھا جس کے ساتھ نہرے رنگ کی ساڑھی میں مابوس ایک خوبصورت لیکن دبلي پتلي کی کھڑی مسکرا رہی تھی۔

”ابے پھر کی دم۔ چرینخو۔ یہ تم۔ مجھ سے کس لمحے میں بات کر رہے ہو۔ اپنی پسلیاں گئی ہے کھٹی۔ سالے پھونک ماروں تو نکتہ بن کر فرش سے چپک جاؤ گے۔ ”... قاسم نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔ ”منہ سنپھال کر بات کیجئے۔ آپ کو تیز ہے بات کرنے کی؟ میں

پولیس کمشز ہوں“... نوجوان نے غصے سے پھنکارتے ہوئے کہا۔ ”ہی۔ ہی۔ ہی۔ تم اور پولیس کمشز۔ ابے تمہیں تو پلسمیے اپنا ماشی بھی نہ کھیں۔ رب دیتا ہے مجھے۔ یعنی قاسم دی گریٹ کو۔ سالے مانگے کا سوٹ پہن کر اکڑتا ہے۔ ”... قاسم کو غصہ آگیا۔ اس کی ڈھاڑن کر اور راستہ رک جانے کی وجہ سے اندر سے پروانہ زر تیزی سے باہر آگیا۔

”اوہ۔ جناب قاسم صاحب آپ!۔ ارے آپ یہاں دروازے پر کھڑے ہیں۔ کمال ہے۔ میدم باوری کا قص شروع ہونے والا ہے۔ ”... پروانہ زر نے جلدی سے کہا۔ ”شروع ہونے والا ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ قاسم دی گریٹ کے بغیر وہ سالی میدم کیسے ناج سکتی ہے۔ ”... قاسم نے حیرت سے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

”جناب!۔۔۔ بس آپ کا ہی انتظار ہے۔۔۔ تشریف لائیے۔۔۔ وہ آپ کا ہی پوچھ رہی تھیں کہ قاسم صاحب آگئے ہوں تو رقص شروع کروں۔۔۔ پرروائزرنے جلدی سے بات بناتے ہوئے کہا۔۔۔ وہ قاسم کی ناپ کو اچھی طرح جانتا تھا۔

”اوہ اچھا اچھا۔۔۔ ایس یعنی میرا پوچھ رہی تھی۔۔۔ واہ سالے خوش کر دیا۔۔۔ مگر میں اندر چلا گیا تو یہ چڑی مار بھی اندر آجائے گا۔۔۔ اسے باہر رکو۔۔۔

بھگا دوسالے کو۔۔۔ آجاتے ہیں باپ کامال سمجھ کر ہضم کرنے۔۔۔ ندیدے۔۔۔ قاسم کی وہنی روایک بار پھر نوجوان کی طرف پلٹ گئی جواب برے برے منہ بنارہا تھا۔

”بکواس مت کرو۔۔۔ احمد موٹے۔۔۔ ہٹوراستے سے۔۔۔ نوجوان اب ہتھے سے ہی اکھڑ گیا تھا اس کا پھرہ غصہ سے سرخ ہو گیا تھا۔۔۔ ”تیت۔۔۔ تم مجھے احمد کہہ رہے ہو۔۔۔ چڑی مار کی اولاد۔۔۔ میں تمہاری

سات سنلوں کو خرید کر زمین میں دفن کر دوں۔۔۔ بلا وہوںل کے مبتخر کو۔۔۔ ابھی بلا وہ۔۔۔ بلا وہ۔۔۔ قاسم اتنے زور سے دھاڑا کہ برآمدہ تو کیا اندر ہال بھی گونج اٹھا۔۔۔ اور شانکہ مبتخر جو ہال کے راؤٹر پر تھا قاسم کی دھاڑ سن کر خود ہی دوڑتا ہوا گیٹ پر آگیا۔

”کیا بات ہے۔۔۔ کیا شور ہے؟۔۔۔ مبتخر نے باہر آ کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

دروازے میں قاسم ڈنالا ہوا تھا جب کہ اس کے سامنے وہ نوجوان اور اس کی ساتھی لڑکی کے علاوہ دس بارہ اور جوڑے بھی کھڑے ہیرت سے یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔۔۔

”ابے گھاڑ۔۔۔ مبتخر کو بلا وہ۔۔۔ چوتے کی دم۔۔۔ ناہیں تم نے۔۔۔“ قاسم نے پلٹ کر پرروائزر کو جھاڑتے ہوئے کہا۔۔۔

”میں مبتخر ہوں۔۔۔ میں ہوں مبتخر۔۔۔ فرمائیے!۔۔۔ لیکن یہ آپ نے

راستہ کیوں بند کر رکھا ہے؟”... مینجر نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

جناب!۔۔۔ اندر تشریف لا یئے۔۔۔ آپ کے استقبال کے لئے ہم نے ہوٹل کو آج بہترین انداز میں سجا یا ہے۔۔۔ آج تو ہم نے آپ سے انعام لینا ہے۔۔۔ آئیے آئیے۔۔۔ مینجر نے یک لخت انتہائی خوشی دل سے کہا اور قاسم کا ہاتھ پکڑ کے اندر کی طرف کھینچنے لگا۔

”میرے استقبال کے لئے۔۔۔ وہ تم تو واقعی اچھے مینجر ہو۔۔۔ لیکن

سالے یہاں فیڈہ میدیہ تو ہے نہیں۔۔۔ نہ ہی چاندی سونے کی قیچی ہے تمہارے پاس۔۔۔ قاسم نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

”وہ اندر ہے جناب اندر۔۔۔ یہاں دروازے میں تو درب ان کھڑے ہوتے ہیں۔۔۔ آپ جیسے معزز تو اندر آتے ہیں۔۔۔ مینجر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اب یہ راستہ بندر ہے گا۔۔۔ سمجھئے تم ہو مینجر۔۔۔ کون ہے ماں اس ہوٹل کا؟۔۔۔ کس چڑی مارنے یہ ہوٹل بنایا ہے۔۔۔ بولو،“..... قاسم نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”جناب!۔۔۔ سر داؤد ہوٹل کے ماں ہیں۔۔۔ لیکن آپ راستہ تو چھوڑیں۔۔۔ معزز گاہوں کو اندر آنے دیں۔۔۔“..... مینجر نے کہا۔

”ابے۔۔۔ یہ چھر یخوں تجھے معزز نظر آ رہا ہے۔۔۔ ہیں گھاڑی۔۔۔ بول کتنے دوں ہوٹل کے۔۔۔ بول جلدی بول۔۔۔“..... قاسم نے جیب سے چیک بک نکالتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے پر وائز نے مینجر کے کان میں سر گوشی کی تو مینجر چونک پڑا۔

”اوہ درب ان!۔۔۔ ارے ہاں۔۔۔ مگر تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا۔۔۔“..... قاسم صاحب!۔۔۔ ارے کمال ہے۔۔۔ آپ یہاں کھڑے ہیں ارے ہاں واقعی۔۔۔ قاسم نے کہا اور پھر یوں تیزی سے ہاں میں

داخل ہو گیا جیسے ایک لمحہ اور گیٹ میں رکاتواست مینځر در بانوں والی  
باندھے اور منہ کھولے میڈم باوری کو دیکھئے جا رہا تھا میڈم باوری کا بھر  
بھرا جسم آج قاسم کے دل پر بچالی بن کر نوث رہا تھا اور پھر دیکھتے ہی

دیکھتے ایک چھتا کے سے رقص ختم ہوا اور میڈم باوری تیزی سے  
پردے کے پیچے چلی گئی اور پورا ہال تالیوں سے گونج اٹھا۔ یوں لگتا  
باوری کے رقص کا اعلان شروع ہو گیا اور قاسم سب کچھ بھول کر جلدی  
تھا جیسے تالیوں گونج سے ہال کی چھت اڑ جائے گی۔

”سامی آج بھی چلی گئی۔“ مگر آج میں اس سے ضرور بات کروں گا  
نک چڑھی۔ سمجھتی کیا ہے اپنے آپ کو۔“..... قاسم نے بڑی بڑی  
ہوئے کہا اور پھر وہ ایک جھٹکے سے انھ کھڑا ہوا۔ اب سچ پر کوئی اور  
آنکھم پیش کیا جا رہا تھا۔

”بیٹھ جاؤ۔ او موٹے بیٹھ جاؤ۔“..... قاسم کے کھڑے ہوتے ہی

میڈم باوری کا رقص آہستہ آہستہ اپنے عروج پر پہنچا گیا اور قاسم کو یوں  
پیچھے سے شوراٹھا اور قاسم بھنا کر مڑا۔ لیکن اندر ہرے میں اسے کسی  
کی شکل واضح طور پر نظر نہ آ رہی تھی۔ اور وہ پیر پہنچتا ہوا کا دنتر کی

”واقعی جسم کی طرح عقل بھی موٹی ہے اس کی۔“..... قاسم کو پیچھے سے  
آواز سنائی دی اور قاسم ایک بار جھٹکے سے مڑا۔ لیکن اسی لمحے میڈم

باوری سے سچ کے بالکل سامنے اپنی کرسی کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے کرسی پر  
بیٹھتے ہی ہال کی بڑی بیتیاں بجھ گئیں اور دوسرے لمحے چھن کی آواز  
سے میڈم باوری سچ پر پہنچ گئی۔ آج اس نے پہلے سے زیاد و نمایاں  
لباس پہن رکھا تھا اور قاسم کی آنکھیں تو جیسے ٹکلینے بن کر رہ گئیں۔ اس  
کا دل خوانوادہ تیز دھڑ کرنے لگا۔

میڈم باوری کا رقص آہستہ آہستہ اپنے عروج پر پہنچا گیا اور قاسم کو یوں  
کی شکل واضح طور پر نظر نہ آ رہی تھی۔ اور وہ پیر پہنچتا ہوا کا دنتر کی

طرف بڑھ گیا۔

..... قاسم اس پر چڑھ دوڑا۔

کاؤنٹر پر ایک سچے سراخ اور خاصے چوڑے جسم والا آدمی موجود تھا۔  
”کہاں ہے وہ سالی لمحہ چڑھی۔۔۔ مجھ سے بات کیوں نہیں کرتی۔۔۔

اسے تم نے بتایا نہیں کہ قاسم دی گریٹ کون ہے۔۔۔ قاسم نے

کاؤنٹر پر زور سے مکہ مارتے ہوئے کہا۔ اور اس کے مکے نے خاصا  
بڑا دھماکہ کر دیا۔ ہال میں موجود ہر شخص گروان موڑ کر ادھر ہی دیکھنے  
لگا۔

”کس کی بات کر رہے ہیں آپ۔۔۔ کون بات نہیں کرتی؟“.....

کاؤنٹر میں نے حیرت سے قاسم کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کے لمحے میں  
ہلکی سی تغیری تھی۔

”لو۔۔۔ تمہیں معلوم ہی نہیں۔۔۔ اب کس گھاڑ نے تجھے یہاں کھڑا  
کر دیا ہے۔۔۔ سالے ہرام ویژہ۔۔۔ تم تنخواہ خوانخواہ کی لیتے ہو۔“

کرتے ہوئے کہا۔

”جناب!۔۔۔ مجھ سے فرمائیے۔۔۔ کیا بات ہے۔۔۔“ اچانک اسی

سپردا انزرنے قریب آ کر کہا جو اسے گیٹ پر ملا تھا۔

”تم سے کیوں فرماؤں۔۔۔ سالے مشکل دیکھی ہے۔۔۔ ہونہہ ان سے  
فرماو۔۔۔ کیوں فرماؤں؟ فرماؤ مفت ملتی ہے کیا۔۔۔“ قاسم اس پر  
پھٹ پڑا۔

”آپ نے میدم یا اوری کا قصہ دیکھا ہے جناب!۔۔۔ کس قدر  
خوبصورت قصہ تھا۔۔۔“ سپردا انزرنے بات کا رخ پلتے ہوئے کہا۔

”ہاں دیکھا ہے۔۔۔ تم سے مطلب۔۔۔ میں نے اپنی آنکھوں سے  
دیکھا ہے۔۔۔ کرانے کی آنکھوں سے نہیں دیکھا۔۔۔ ارے ہاں۔۔۔ وہ

ہے کہاں؟ اس نے مجھے سے بات نہیں کی۔ ”..... قاسم کو جیسے خیال کہ تم قاسم دی گریٹ سے پہلے میڈم باوری کے پاس پہنچ جاؤ۔“ ... آگئیا۔

قاسم نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

”جناب!... یہ تو میتھر صاحب کا کرہ ہے۔“ ..... پرودازرنے اپنے ضرور۔ تشریف لائیے۔“ ..... پرودازرنے جان چھڑانے کے سے آپ کو چھڑاتے ہوئے کہا۔

”میتھر... تو کیا وہ سالی باوری میتھر بن گئی ہے؟“ ..... قاسم نے حیرت بھرے انداز میں آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

”کیا بات ہے۔ کون ہے باہر؟“ ..... اندر سے اچانک میتھر کی آواز پرودازرنے ہوٹل کے پچھلی طرف لے گیا اور پھر ایک راہداری سے سنائی دی۔

”جناب قاسم صاحب تشریف لائے ہیں۔“ ..... پرودازرنے جلدی سے کہا اور پھر اچھل کر اندر داخل ہو گیا۔ قاسم کو بھی مجبوراً اس کے پیچھے جانا پڑا۔

”اوہ!... آپ پھر آگئے۔“ ..... میتھر نے اس بار قدری تلخ لبھ میں

”اوہ!... تو آپ میڈم سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ ضرور جناب انداز میں کہا اور قاسم یوں خوش ہو کر اس کے پیچھے چل پڑا جیسے اس باقاعدہ ملاقات کی دعوت دی گئی ہو۔

پرودازرنے ہوٹل کے دروازے کے سامنے رک گیا۔ دروازے گذر کر وہ ایک کمرے کے دروازے کے سامنے رک گیا۔ دروازے پر میتھر کے نام کی تختی لگی ہوئی تھی۔ پرودازرنے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہونے لگا ہی تھا کہ قاسم نے اسے گردن سے کپڑا کروائیں کھینچ لیا۔

”سالے عجت مجت بھی کوئی چیز ہے۔ اب تمہاری اتنی بھی عجت نہیں

کہا۔

آجائیں تو لاکھوں بخش دیں۔”....پروانز نے جلدی سے مینجز کو آنکھ

”جناب!... میں نے آپ سے ان کا تھوڑا سا تعارف کرایا تھا۔ یہ مارتے ہوئے کہا۔

کرنل فریدی اور کیپٹن حمید کے دوست ہیں۔”....پروانز نے خدمت کا موقع ڈکھیے۔”....مینجز اب ایک جھٹکے سے انہ کھڑا ہوا تھا۔ جلدی سے مینجز سے مناطق ہو کر کہا۔

”ہاں ہاں!۔ تم نے بتایا تھا۔ تشریف رکھیے۔”....مینجز نے یہ شاند پروانز کے اشارے کا اثر تھایا پھر عاصم گروپ آف انڈسٹریز جیسے وسیع و عریض کار و بار کار عرب تھا کہ مینجز کے چہرے پر عاجزی سی ابھر آئی تھی۔

”بیٹھتے ہیں۔۔۔ بیٹھتے ہیں۔۔۔ مگر وہ میڈم باؤری۔۔۔ ہائے ظالم کہاں سے لے آئے ہوا سے۔۔۔ بڑی تکڑی فل فلوٹی ہے۔”....قاسم نے تھیٹھے عاشتوں جیسے لبجے میں کہا۔

”یہ میڈم باؤری سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔”....پروانز نے جلدی سے کہا۔

”اے گھاڑی!۔۔۔ یہ باؤری ہے۔۔۔ ایسی ہوتی ہیں باؤری۔۔۔ منحوس! چپ گاڑ کی شکل۔۔۔ اور بن جاتے ہیں باؤری۔”....قاسم نے حرمت سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

”جناب قاسم صاحب بہت بڑے صنعت کار ہیں۔ سر عاصم کے اکلوتے صاحزادے ہیں۔۔۔ عاصم گروپ آف انڈسٹریز کے مالک اور جناب!... دل کے بڑے بخنی ہیں قاسم صاحب!...۔۔۔ بخشنے پر

”اوہ جناب!... ویری سوری!... یہ تو ناممکن ہے۔ میڈم تو کسی دروازے کی طرف دیکھنے لگے۔

دروازے پر عمران کھڑا احتمالہ انداز میں آنکھیں پنپار ہاتھا۔

سے نہیں ملتیں۔“... مینجٹر نے فوراً روکھا ساجواب دیتے ہوئے کہا۔

”خالہ جاد۔... ارے تم خالہ جاد۔... تم کہاں سے ملک پڑے؟“

”ابے کیسے نہیں ملتیں۔ خواتیوں کو نہیں ملتیں۔ کہاں چھپا رکھا ہے“

.... قاسم نے یوں اچانک عمران کو اپنے سامنے دیکھ کر حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

اسے... مجھے بتاؤ۔ میں دیکھتا ہوں کیسے نہیں ملتیں۔“... قاسم غصے کی شدت سے اٹھ کھڑا ہوا۔

اور عمران اندر داخل ہو گیا۔

”جناب!... بے شمار لوگوں نے اس سے مانا چاہا۔ لیکن وہ کسی

”معافی چاہتا ہوں مینجٹر صاحب!...“... مجھے آپ کے کاروباری معاملات میں مداخلت تو نہیں کرنی چاہیے تھی۔ لیکن آپ میرے

سے نہیں ملتیں۔ صاف انکار کر دیتی ہیں۔“... مینجٹر نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا اور پروازی رکا پھر بھی لٹک گیا۔ وہ شاند اس ملانے کے چکر میں سگزی رقم بطور بخشش قاسم سے ہونے کا پروگرام بنائے بیٹھا تھا۔

خالہ جاد سے کوئی رقم نہیں ایٹھا سکتے۔ خالہ جاد کے ہوتے ہوئے کس کی جرات ہے کہ وہ قاسم کے ہوئے کی جھلک بھی دیکھ سکے۔

”مجھ سے بات کرو قاسم!... خالہ زاد کے ہوتے ہوئے تمہیں دوسروں کا سہارا نہیں لیدا چاہتے۔“... اچانک دروازے سے آواز

کیوں خالہ جاد۔“... عمران نے آخر میں قاسم سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

ثانی دی اور قاسم کے ساتھ ساتھ مینجٹر اور پروازی بھی چونک کر

”ارے میرا بُوہ۔۔۔ ارے اوہ تو یہ گرہ کٹ ہیں۔۔۔ ارے خالہ جاد اچھا ہوا تم آگئے۔۔۔ تم بہت اچھے خالہ جاد ہو۔۔۔“..... قاسم نے گھبرا کر کوٹ کی اندر ورنی جیب میں رکھے ہوئے بھاری بُوے کو چھوکر اس کی موجودگی کا اطمینان کرتے ہوئے کہا۔

”آپ کون ہیں۔۔۔ آپ تم پر ازرام لگا رہے ہیں۔۔۔“ میمجزہ نے غصے سے پھنسکارتے ہوئے کہا۔

”آرام سے بیٹھے رہو۔۔۔ ورنہ میں اپنے خالہ جاد کو ان تہہ خانوں کے متعلق بتا دوں گا۔۔۔ سمجھے۔۔۔ جانتے ہو میرا خالہ جاد کرنس فریدی کا دوست ہے۔۔۔“ عمران نے ہاتھ اٹھا کر بڑے بے نیاز انہ سے لبھ میں کہا اور تہہ خانوں کی بات سننے ہی میمجزہ کی حالت ایسی ہو گئی جیسے غبارے سے ہوانکل جاتی ہے۔

”اوہ۔۔۔ اوہ جناب۔۔۔“ میمجزہ سے کوئی بات نہ بن سکی۔

”آؤ خالہ جاد!۔۔۔ میں تمہیں ملاتا ہوں میڈم باوری سے۔۔۔“ عمران نے قاسم کا ہاتھ پکڑا اور اسے دروازے کے طرف گھسیتے ہوئے کہا۔

”تم ملاوے گے۔۔۔ مگر تم نے تو اسے دیکھا بھی نہیں۔۔۔ پھر کیسے؟۔۔۔“..... قاسم نے حیرت بھرے لبھے میں کہا۔

”ارے ایسی ایسی کثی باوریاں تمہارے اس خالہ جاد کے قدموں کی خاک چاٹتی رہتی ہیں۔۔۔“ عمران نے فاخرانہ لبھے میں کہا۔

”بچہ رہے۔۔۔ خاک چاٹتی ہیں یعنی منی کھاتی ہیں۔۔۔ ارے تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا۔۔۔ اب وہ میرے کس کام کی۔۔۔ سالی بچے والی۔۔۔ اچھا تو یہ فرما ذرا ذکر نہیں ہیں پلک سے۔۔۔ بچے والی کو نچاتے ہیں یہ لوگ۔۔۔“..... قاسم نے انہی کی گلزارے ہوئے لبھے میں کہا۔ وہ اس وقت فتر سے باہر آچکا تھا۔

”بچے والی۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔ یہ بچہ کہاں سے آگیا؟۔۔۔“..... عمران خود

بھی حیرت زدہ رہ گیا۔

ہیں؟”... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ واقعی قاسم بڑی دور کی  
کوڑی لایا تھا۔

”ارے کیا کہہ رہے ہو۔ سالی مٹی ہی تو نہیں کھاتی۔“... بس میری  
جان کھاتی رہتی ہے۔“... قاسم یکاخت اداں ہو گیا۔ کیونکہ شادی  
کے پندرہ سال ہونے کے باوجود داں کے اولاد نہ ہوئی تھی۔

”تو آؤ میں تمہیں ترکیب بتاؤں۔ ایسی ترکیب کہ تمہاری چھپکلی بیگم  
ساری عمر مٹی ہی کھاتی رہے گی۔“... عمران نے کہا۔

”ساری عمر۔ ارے باپ رے۔ اتنے سارے بچے۔ ارے  
اتنے بیاؤں بیاؤں۔ ارے تم دشمنِ مشمن ہو میرے۔ اتنے بچوں کا  
میں اچار ڈالوں گا۔ بس ایک ہی مٹی کافی ہے۔“... قاسم نے سُجھ کر  
ہوئے کہا۔

”چلو ایک بار کھائے۔ ایمان سے نمبروں ترکیب ہے۔“...

”بچ تو اللہ میاں کے ہاں سے آتا ہے۔ ان کی فیکٹری میکٹری تو  
نہیں ہے کہ وہاں سے بنوالیا۔“... قاسم نے گزرے ہوئے لبھ میں  
کہا۔

”ارے ہاں۔ آتا ہے۔ بنا بنا یا آتا ہے۔ مگر میدم باوری  
کے ساتھ بچے کا کیا سک ہے؟“... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔  
ارے خود ہی تو کہہ رہے ہو کہ مٹی کھاتی ہے۔ خاک چاٹتی ہے۔  
ارے ہی۔ ہی۔ تم تو ابھی سالے کنوارے ناجائز جنازے ہو۔  
تمہیں کیا معلوم۔ جب بچے ہونے والا ہوتا ہے تو یہ سالی عورتیں  
سیب کھانے کی بجائے مٹی کھاتی ہیں۔“... قاسم نے شر میلے انداز  
میں بستے ہوئے کہا۔

”اوہ اچھا اچھا۔ تو کیا تمہاری چھپکلی بیگم بھی مٹی کھاتی

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

بعد اس کی مزاج والی حس ضرور پھر کتی تھی اس لئے وہ اس سے ملے

”ہاں۔۔۔ ایک بارٹھیک ہے۔۔۔ قاسم رضا مند ہو گیا۔۔۔ اس کے ذہن

بغیر رہنہ سکتا تھا اور پھر مینجز کے دفتر کے نیم کھلے دروازے سے لگ کر  
اس نے قاسم اور مینجز کی ساری گفتگوں لی تھی۔

سے میدم باوری کا عشق کے رنگ کی طرح اتر گیا تھا۔ ظاہر ہے کہ  
اب میدم باوری کے ساتھ بچے کا تصور آگیا تھا اور اب تو قاسم اس پر  
نگاہ بھی گناہ سمجھتا تھا۔

رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”لوایے ہی بول دوں۔۔۔ خفیہ ترکیب ہے۔۔۔ پہلے کچھ کھلاو۔۔۔ پلاو  
میری خدمت خاطر کرو۔۔۔ پھر بتاؤں گا۔۔۔“..... عمران نے کرسی پر بیٹھتے  
تھی۔۔۔ وہ ابھی تھوڑی دیر پہلے پاکیشیا سے سید حامیہاں پہنچا تھا۔۔۔ اس

عمران اسے لے کر ہوٹل میں آگیا۔۔۔ ہوٹل میں اب بھی خاصی رونق  
تھی۔۔۔ وہ ابھی تھوڑی دیر پہلے پاکیشیا سے سید حامیہاں پہنچا تھا۔۔۔ اس  
نے اسی ہوٹل میں کمرہ لیا تھا۔۔۔ اس کا پروگرام یہی تھا کہ وہ اپنے طور پر

یہاں کے حالات کا جائزہ لے گا اس کے بعد کوئی کارروائی کریگا۔۔۔ لیکن  
”اب تو نے مجھے ماش والا سمجھ لیا ہے کہ میں تمہاری کھدمت دمت

یہاں پہنچنے کے بعد اس نے قاسم کو کاؤنٹر پر مکہ مارتے دیکھا اس وقت

”تو نہ کرو۔۔۔ میں تمہاری چھپلی بنگم کو بتاؤں گا ترکیب۔۔۔ اور پھر مٹی  
تمہیں لکھانی پڑے گی۔۔۔ سوچ لو۔۔۔“..... عمران نے بڑے سنجیدہ لمحے

عمران اوپر گلری میں تھا۔۔۔ اور پھر بچے آنے تک قاسم پروازر کے  
ساتھ جا پا تھا۔۔۔ عمران بھی اس کے پیچھے چل پڑا۔۔۔ قاسم کو دیکھ لینے کے

میں کہا۔

”اچھا۔۔ تو تم یہاں بھیک مانگنے آئے ہو۔۔ شرم و رم نہیں آتی

تمہیں۔۔ دوسروں کے ملک میں بھیک مانگتے۔۔ سالے بھیک منگے آجائے ہیں اپنا ملک چھوڑ کر۔۔“ قاسم کی رو دوسرے طرف پلت گئی۔

”ارے ارے یہ تو جلم ہے۔۔ ارے اچھے خالہ جاد۔۔ ارے میری تو بہ موبہ۔۔ بولو کیا کھدمت کروں۔۔ جلدی بولو۔۔“ قاسم اس قدر گھبرا یا کہ اس کارنگ زرد پڑ گیا۔

”یار!۔۔ تمہارا خالہ جاد پر دیس میں ہے۔۔ یہاں قم قم کم پڑ گئی تو پھر بھیک مانگنی پڑے گی۔۔ اور لوگ یا کہیں گے کہہ قاسم کا خالہ جاد عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یار!۔۔ تمہارا خالہ جاد پر دیس میں ہے۔۔ یہاں قم قم کم پڑ گئی تو پھر بھیک مانگنی پڑے گی۔۔ اور لوگ یا کہیں گے کہہ قاسم کا خالہ جاد عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں منجور۔۔ بالکل منجور۔۔ ارے کیا کہا۔۔ میں بھیک مانگوں۔۔ یعنی قاسم دے گریٹ بھیک مانگ۔۔ ارے میں بھیک دینے والے کی قاسم دے ٹانگیں نہ چیر دوں کہنے والوں کی۔۔ کہہ کر تو دیخیں تم سالے تانگیں نہ چیر دوں گا۔۔ سالے مجھے بھیک دے گا۔۔ کس ماٹی کے لیے بھیک پیش کرنے والے کی دیخیں کہہ کر تو دیخیں تم سالے تانگیں نہ چیر دوں گا۔۔ میں دیختا ہوں کہ کون کہتا ہے۔۔“ قاسم نے غصیلے لبچے میں کہا اور عمران اس کے بات سن کر کھل کھلا کر نہیں پڑا۔

”تو تمہیں کوئی اعتراض نہیں اگر میں بھیک مانگوں۔۔“ عمران نے بہتے ہوئے کہا۔

”کرع فریدی نے مجھے خود کہا تھا کہ قاسم نے اس سے بھیک مانگی

ہے۔”... عمران نے اسے اور چڑاٹے ہوئے کہا۔

”کرٹل پھر فریدی نے کہا ہے۔ وہ خود بھیک منگا۔ ارے ارے  
بآپ رے کرٹل۔ کرٹل تو بہت گریٹ ہے۔“... قاسم کے لبھ کے  
ساتھ اس کی نظر وں کا تعاقب کیا اور دوسرے لمحے وہ مسکرا دیا۔ ہوٹل  
کے گیٹ پر کرٹل فریدی کھڑا تھا اور شاندنا سے دیکھ کر ہی قاسم کے لبھ  
بدل گیا تھا۔

”چلو اچھا ہوا وہ خود آگئے۔ ابھی سامنے پوچھ لیتا ہوں۔“... عمران  
نے مسکرا کر کہا۔

”مم۔ مم۔ اچھے خالہ جاد۔ کرٹل سے نہ کہنا۔ میں تمہیں دیے  
مانگ کر دے دوں گا۔ وہ ڈیمی سے کہہ دیتے ہیں۔“... قاسم نے  
اچاک منٹ بھرے لبھ میں کہا۔  
اسی لمحے کرٹل فریدی لمبے لمبے بھرتا ان کی میز کے قریب پہنچ گیا۔

”یہ تم اچاک کیسے پک پڑے یہاں؟“... کرٹل فریدی نے مسکرا

کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور بلا تکلف کریں سچ کر پیش گیا۔

قاسم تو یوں خاموش ہو گیا تھا۔ جیسے اسے سانپ سونگھ گیا ہو۔

”آپ کی وہ کالی دیوی شاہد یہی کام کرتی رہتی ہے کہ مجھنا چیز کا  
تعاقب کرتی رہے۔“... عمران نے منہ بنتے ہوئے کہا اور فریدی

ایک بار پھر بُس پڑا۔

”لگ۔ کیا کالی دیوی۔ اودہ آپ کرٹل۔

کالی دیوی۔“... قاسم کالی دیوی کا نام سنتے ہی بری طرح بوكھلا گیا۔

یوں لگتا تھا جیسے اس کا جسم پسینے سے بھیگ گیا ہو۔

”ارے ہاں!... یہ تمہاری میڈم پاوری بھی اس کالی دیوی کی  
چباراں ہے۔ تم جیسے موٹے آدمیوں کو لے جا کر اس کے چزوں  
میں ذبح کرتی ہے۔ اور کال دیوں خون پی کر اسے دعا دیتی ہے اور

وہ اور زیادہ اچھا نہ چلتی ہے۔“..... عمران نے اسے سرگوشی ان لمحے میں کہا۔

آپ بے فکر ہیں۔“..... عمران نے کہا اور فریدی بے اختیار نہیں دیا۔  
”اچھا۔ تم بتاؤ کہ تمہاری آمد یہاں کیسے ہوئی؟“..... کرنل فریدی

”اوہ۔ اوہ ڈیڈی رے۔ اوہ میرے ڈیڈی۔ گرینڈ ڈیڈی۔ اس کے گرینڈ ڈیڈی کی توبہ۔ اوہ میں چلتا ہوں۔“..... قاسم نے بری طرح کا نپتہ ہوئے کہا اور کرنل فریدی اسے حیرت سے دیکھنے لگا۔

قاسم اٹھ کر یوں دروازے کی طرف بجا کا جیسے اس کے پیچھے بلا ٹکی لگ گئی ہوں۔

”پچھلے سال کمپنی ہمید کچھ رقم بطور قرضہ حسنے لے آیا تھا۔ سو دیں نے معاف کر دیا تھا لیکن اصل زربہ حال اصلی اور سچا زربوتا ہے۔ اور آج کل ویسے بھی کڑکی کا دور ہے۔ میں نے سوچا۔“.....  
عمران کی زبان حسب عادت چل پڑی۔

”اسے کیا ہوا۔“..... فریدی نے حیرت سے کہا۔

”یہ تم سوچتے رہنا۔ مجھ سے سیدھی بات کرو۔ تم اس ڈارک کلب کے چکر میں آئے ہو۔ لیکن تمہارا اس سے کیا تعلق۔“..... کرنل فریدی نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

”تم نے اسے ڈرایا ہے۔ کبیں اسے ہارت ایک نہ ہو جائے۔“..... کرنل فریدی نے بنتے ہوئے کہا۔

”ارے آہستہ بولئے۔ دواندھیروں میں روشنی حرام ہو جاتی ہے۔ جیسے دو ملاویں میں مرغی۔“..... عمران نے سرگوشی کرتے ہوئے

”اس بھاری بھر کم کو ایک کے لئے ایتم بم چاہیے۔ فریدی صاحب ہے۔“..... فریدی کے لئے ایتم بم چاہیے۔

کہا۔

تھی۔

”اچھا آؤ میرے ساتھ۔ کوئی میں چل کر بات کریں گے۔“ ...

کرٹل فریدی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”مم۔ مم۔ مگر میں نے ابھی یہمہ نہیں کرایا۔“ ... عمران نے بڑی

طرح خوفزدہ ہونے کی اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

”یہمہ۔۔۔ یہے کا یہاں کیا تعلق؟“ .... کرٹل فریدی نے حیران ہو کر پوچھا۔

”جناب!۔۔۔ بغیر یہے کے مر جانا ایسے ہے جیسے یہ کمپنی کو جائیداد تھیں دے دی جائے۔ آدمی زندہ تو بھوکا مرے اور رجیع

مر جائے تو کم از کم مزار تو خوبصورت بن جائے گا یہمہ کے کلیم کی رقم سے۔“ ... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”اوہ!۔۔۔ اتنی بزرگی بھی اچھی نہیں۔ میں تو یہاں پلیک جگہوں پر

”دو اندر ہیروں میں۔“ ... کرٹل فریدی چونک پڑا۔

”ارے آپ کی بیک فورس عرف کا لی دیوی۔ اور وہ ڈارک کلب یعنی کالا دیوتا۔ ان کے درمیان مجھے جیسا روشن آدمی تو حرام ہوئی جائے گا۔“ .... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”چلوٹکر ہے تم نے روشن کہا ہے۔ ورنہ پہلے مجھے شنک ہو گیا تھا کہ کہیں روشنی کہہ کر تم نے اپنی اصل جنس کا تو تعارف نہیں کر دیا۔“ .... فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران کھل کھلا کر ہنس پڑا۔ فریدی کا جملہ خوبصورت تھا۔

”جناب!۔۔۔ ہم نے تو آج تک آپ کی جنس پر شنک نہیں کیا۔۔۔ ورنہ فریدی کے مقابلے میں فریدی تو واضح ہے۔“ .... عمران نے جوابی چوٹ کرتے ہوئے کہا۔ اور اس پار کھل کھلا کر بننے کی باری فریدی کی

گھوم رہا ہوں اور تم کوئی میں جاتے ہوئے ڈرتے ہو۔”...کرٹل فریدی نے کہا۔

”کرٹل صاحب!... کیا بتاؤں آ جکل فارغ تھا۔“ میں نے سوچا کہ چلو اپنے خالہ جاد سے جا کر رقم اپنھا لاؤں۔ لیکن وہ تو اٹا مجھ سے بھیک منگوانے پر بیتا رہ گیا۔“... عمران نے سنجیدہ لبجھ میں کہا۔

”یعنی آپ کا مطلب ہے کہ اتنی تو نہیں۔ لیکن تھوڑی بہت اچھی ہوتی ہے۔“... بھلا کتھی؟“... عمران نے کہا۔

”تو تم بتانا نہیں چاہتے۔“ بھیک ہے تمہاری مرضی۔ لیکن میرے ”تم آؤ۔“ پھر بتاؤں گا۔“... کرٹل فریدی نے دروازے کی طرف ہوتے ہوئے تم ہوٹل میں نہیں رہ سکتے۔“... فریدی نے انتہائی سنجیدہ لبجھ میں کہا۔

”مم۔ مگر میرا سامان۔“... عمران نے رو دینے والے لبجھ میں کہا۔ ”وہ تم سے پہلے ہی کوئی پہنچ گیا ہے۔ فکر نہ کرو۔“... کرٹل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران نے سر ھلا دیا۔

”ہوں۔ تو یہ بات ہے۔ اب میں سمجھ گیا کہ تم یہاں کیوں فریدی ایکھت مرکرا سے غور سے دیکھنے لگا۔

”تھوڑی دری بعد وہ دونوں کار میں بیٹھے کوئی کی طرف چل پڑے۔“

آئے۔ لیکن تمہاری ہمدردی کا بے حد شکریہ۔ میں خود ہی ان سے سخت ”ہاں!... اب بتاؤ کیسے آنا ہوا۔“... فریدی نے کار چلاتے ہوئے اونگا۔ کرٹل فریدی ان حقیر چوہوں کے ہاتھوں نہیں مر سکتا۔“... فریدی نے خوس لبجھ میں کہا۔

”تو بہ تو بہ!... آپ کے منہ میں خاک... اوه سوری!... کیا کہتے اور نقشہ چوری ہونے تک کی تمام تفصیل بتا دی۔

”اوہ!... بڑی خوبصورت پلانگ کی ہے انہوں نے... اس کا مطلب ہے خاصے ذہین لوگ ہیں۔ فریدی صاحب!... آپ نے خفیہ ہیڈ کواٹر کا نقشہ دیکھ لیا ہے تو جیوش آر گنائزیشن اس وقت تک ہیزیڈ کے سچے محاورہ سوچ رہا ہو۔“... عمران نے آنکھیں بند کر لیں جیسے سچے محاورہ سوچ رہا ہو۔

”سن عمران!... ان لوگوں نے کرٹل فریدی کی چیلنج کر کے اپنی موت کو آواز دی ہے۔ یہ تھیک ہے کہ وقت طور پر مجھے دھوکہ دینے میں وہ کامیاب ہو گئے ہیں۔ اور انہوں نے دائیں فاکس کا بھی خاتمه کر دیا ہے۔ لیکن میں انہیں پاتال سے بھی گھیٹ نکالوں گا۔ اور پھر یہ میرے ہاتھوں کتے کی موت مریں گے۔“... کرٹل فریدی کہ لہجے بے حد سخت تھا اور اس بار عمران چونک کراسے دیکھنے لگا۔

”کیا مطلب!... وقت دھوکے سے کیا مطلب؟“... عمران کے لمحے میں حیرت تھی اور فریدی نے اسے حمید کے انہوں لیکر کوئی میں ڈاکر کلاب پیشہ ور قاتلوں

اور نقشہ چوری ہونے تک کی تمام تفصیل بتا دی۔“... میرے منہ میں بھی شکر۔ ارے یہ محاورے ہمیشہ ہی ناط ہوجاتے ہیں۔ بہر حال سوچ لوں۔“... عمران نے آنکھیں بند کر لیں جیسے سچے محاورہ سوچ رہا ہو۔ آپ کا چیخنا چھوڑے گی۔... جب تک وہ آپ کو ہوت کے لحاظ نہ اتاردے۔ یہ ان کا ایک ایسا اصول ہے جس میں تبدیلی کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ آپ ان کے چاہے سینکڑوں کارکن مار ڈالیں۔ لیکن وہ آپ کونہ چھوڑیں گے۔ میں نے آپ کافون ملنے کے بعد کراس ورلد آر گنائزیشن کے سیکریٹری سے بات کہ تھی۔ یہ تنظیم بھی یہودیوں کی ہے لیکن ان کے سیکریٹری سے میری پرانی دوستی ہے۔ اس نے یہودی ہونے کے باوجود مجھے ڈارک کلب اور جیوش آر گنائزیشن کے متعلق تفصیلات بتائی ہیں ڈارک کلب پیشہ ور قاتلوں

کی تنظیم ہے۔ لیکن یہ جیوش آر گناہزیشن کی ذیلی تنظیم بھی ہے۔۔

اس کا چیف بس ایک سنبھل سرا اور درشت چہرے والا نامی گرامی قاتل

ہے جس کا نام کرافٹ ہے۔ اس گروپ میں دولڑ کیاں اور چار مرد

شامل ہیں۔ کرافٹ مہندسے مزاج کا قاتل ہے اور انہی کی ذہانت

سے جال پھینکنے کا عادی ہے۔ اس گروپ میں شامل دو عورتوں کے نام

سم کا اور شیری ہے۔ دونوں انہی خوبصورت اور نوجوان لڑکیاں

ہیں لیکن انہی کے رحم اور سفاک دل کی مالک ہیں۔ دل کو ہاتھ

میں لے کر یوں مسلتی ہیں جیسے اس کا جوں نکال رہی ہوں۔“.....

عمران اچھی خاصی بات کرتے کرتے اچانک پھری سے اتر گیا۔

”گذ۔۔ تم نے تو اچھی خاصی معلومات حاصل کر لی ہیں۔ ویری

گذ۔۔ میں نے بھی کراس ورلڈ آر گناہزیشن اور شار ورلڈ

آر گناہزیشن سے بات کئی تھی لیکن انہوں نے مجھے ٹرخا دیا

تھا۔ بہر حال بے حد شکر یہ۔“.... کرٹل فریدی نے کار کوٹھی کے گیٹ  
میں موڑتے ہوئے کہا۔

”معلومات حاصل کرنے کے لئے خالہ جاد بننا پڑتا ہے فریدی  
صاحب!۔۔ بڑا مشکل کام ہے۔ کبھی قاسم کا خالہ جاد بن کر  
دیکھیے۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور فریدی بنس پڑا۔

کار پورچ میں رک چکی تھی اور پھر دونوں ہی باہر نکل آئے برآمدے  
میں کیپٹن حمید کھڑا بڑی کیہنہ تو نظروں سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔ اسے  
شانکہ پہلے ہی عمران کے سامان کی آمد کی اطلاع عمل چکی تھی۔

”جل تو جال تو۔۔ آئی بلا کوتاں تو۔“..... عمران نے حمید کو دیکھتے ہی  
زور زور سے وظیفہ پڑھنا شروع کر دیا۔

”بلاؤ کار میں آئی ہے۔“..... حمید نے دانت پیتے ہوئی کہا۔  
”اچھا۔ کمال ہے۔ اب بات یہاں تک پہنچ گئی فریدی صاحب!۔۔

آپ کیپن صاحب کے لئے بلا بن چکے ہیں۔۔۔ ارے معاف بھاری جسم کے ہیں۔۔۔ عمران نے بھی سنجیدگی سے جواب دیتے کر دیجئے۔۔۔ بے چارہ عاشق مزاج بے ضرر سا آدمی ہے۔۔۔ دو چار ہوئے کہا۔

باقیں کر کے دل پشاوری کر لیتا ہے۔۔۔..... عمران نے بات فریدی پر باقی آدمیوں کے لئے کہا۔۔۔ ”ٹھیک ہے۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ نقشہ اڑانے میں گروپ کے اصل آدمیوں نے کام کیا ہے۔ جب کہ حمید کو ان غواہ کرنے کے لئے انہوں نے مقامی غندوں کا سہارا لیا ہے۔ اور یہ غندے بھی وہ گواہ ”جمید!۔۔۔ نمبر الیون سے معلوم کرو کہ کسی نے تعاقب تو نہیں کیا۔“

کریم فریدی نے حمید سے مخاطب ہو کر ختح لجھے میں کہا اور خود عمران کا ہاتھ پکڑے ڈرائینگ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

”ہاں!۔۔۔ اب بتاؤ۔۔۔ ان دعویٰتوں کے علاوہ اور کون کونے لوگ ہیں اس کلب میں؟“ فریدی نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے سنجیدہ لجھے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔۔۔ یقیناً ایسا ہی ہوا ہو گا۔۔۔ میں ایک بار پھر تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں۔۔۔ تم نے ان لوگوں کے متعلق تفصیلات بتا کر بتادی ہو گی۔۔۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”چار مرد ہیں۔۔۔ بارہن۔۔۔ جیکھی۔۔۔ جا کی۔۔۔ اور سام۔۔۔ صرف سام کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ وہ دبلا پتلا اور لمبے قد کا ہے۔۔۔ باقی تینوں

مجھے ان کے زیادہ قریب کر دیا ہے۔” فریدی نے انتہائی سنجیدہ لمحے میں کہا۔

”اس میں شکریہ کی کوئی بات نہیں۔“ تفصیل میں نے اپنے مقصد کے لئے حاصل کی تھی۔ اور آپ بار بار میرے یہاں آنے کا مقصد پوچھ رہے تھے تو اصل بات یہ ہے کہ آپ کافون ملنے کے بعد مجھے خیال آگیا کہ اگر جیوش آر گنائزیشن سا کالینڈ میں اس طرح کام کر سکتی ہے تو پھر یقیناً پاکیشیا میں بھی ان کا کوئی نہ کوئی گروپ کام کر رہا ہوگا۔ میں نے سوچا کہ ڈارک کلب میں سے کسی کو پکڑ کر اس کے ذریعے اس گروپ کا پتہ چلاوں گا۔ لیکن اب آپ کی تباہی ہوئی تفصیل کے بعد معاملہ زیادہ گھم بیہر ہو گیا ہے۔ جیوش آر گنائزیشن بہت بڑی تنظیم ہے۔ ڈارک کلب جیسی بیٹھار تنظیمیں اس کے اندر کام کرتی ہیں۔ مجھے نقشے کے متعلق علم نہ تھا۔ لیکن مجھے احساس ہو

رہا ہے کہ آپ اب ایک یقینی خطرے میں پھنس چکے ہیں۔ آپ زیادہ سے زیادہ ڈارک کلب کا خاتمہ کر دیں گے تو وہ اور تنظیم بھیج دیں گے۔ آپ کس کس کا خاتمہ کریں گے اور پھر اندر ہیرے کو نے سے چلنے والی کوئی نہ کوئی گولی بہر حال آپ کی طرف ضرور آئے گی۔“..... عمران نے انتہائی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”اس کا اب میری نظر میں صرف ایک ہی حل ہے۔ نقشہ یقیناً آپ کے ذہن میں موجود ہو گا۔ اس نقشے کی مدد سے آپ ان کے ہیئت کو اور اُر کو ٹریم کر کے اس پر حملہ کر دیں۔ وہ جڑی کاٹ دیں جس کی شاخیں اور پتے آپ کی طرف لپک رہے ہیں۔“..... عمران نے کہا۔

”ہوں!..... بات تو تمہاری ٹھیک ہے۔ لیکن اس میں کتنی مسئلے سامنے آتے ہیں۔ یہ من بہر حال سر کاری نہیں ہو سکتا۔ میرا پرائیوٹ

علم نہ تھا۔ لیکن اب اس کا علم ہونے کے بعد اس خوفناک عفریت کا خاتمہ فرض ہو گیا ہے۔ یہ ایسی تنقیم ہے جو کسی بھی وقت پوری دنیا کے مسلمانوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کرنے سے بھی باز نہیں رہے گی۔ ”..... عمران کے لبجے میں بے حد سمجھدی گی نمایاں تھی۔ ”..... لیکن بہر حال ایک مذہبی مسئلہ سرکاری مسئلہ نہیں بن سکتا۔ ”..... فریدی نے کہا۔

”آپ کی حکومت کے لئے نہ بن سکتا ہو۔ لیکن میری حکومت کے لئے تو بن سکتا ہے۔ بلکہ یوں سمجھیں کہ بن چکا ہے۔ اگر ہم شاکر سرات کے کہنے پر مخصوص فلسطینیوں کے قتل عام کا انتقام لینے کے لئے اسرائیل میں تباہی پھیلا سکتے ہیں تو کیا پوری دنیا میں پھیلے ہوئے اربوں مسلمانوں کو ان یہودیوں بھیڑ بکریوں سے بچانے کے لئے کام نہیں کر سکتے۔ ”..... عمران کا لبجہ چٹان کی طرح سخت تھا۔

”..... ہو گا اس لئے میں بلیک فورس کو استعمال نہیں کر سکتا۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہو سکتا ہے کہ میں یہاں سے چھٹی لوں اور خود اکیلا یا کیپشن حمید کو ساتھ لے کر ان پر چڑھ دوڑوں۔ ”..... فریدی نے سوچتے ہوئے کہا۔ ”سرکاری نہیں تو سرکاری ہنا یا جا سکتا ہے۔ یا دوسری صورت یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جس طرح آپ اور کیپشن حمید چھٹی لیں گے اس طرح آپ کی بلیک فورس کے بھی دس بارہ بھر چھٹی لے سکتے ہیں۔ میں اور میری ٹیم بہر حال حاضر ہے۔ ”..... عمران نے کہا۔

”اوہ ایسی بات نہیں۔ یہ میرا مسئلہ ہے۔ میں ان سے نہ الوں گا۔ تمہارا بیحد شکریہ۔ ”..... فریدی نے چوتھتے ہوئے جواب دیا۔ ”یہ آپ کا ذاتی مسئلہ ہی نہیں ہے۔ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے سارے مسلمانوں کا مسئلہ ہے۔ فریدی صاحب! جیوش آر گنائزیشن کی اب تک سب سے بڑی کامیابی یہی ہے کہ ان کے حمید کو اڑکا کسی کو

”بہر حال اس بات پر غور کریں گے۔ فل احال تو ڈارک کلب کا مسئلہ ہے۔ اس نے میرا گور کھا چکیدار قتل کیا ہے۔ میں اسے اب رسیور انٹھالیا۔

”لیں۔۔۔ کرنل فریدی نے صرف ”لیں“ کہنے پر ہی اکتفا کیا۔ ”کرنل فریدی صاحب سے بات کرائیں۔۔۔ میں راج شری بول رہی ہوں مزی بالم کپور۔۔۔ پلیز جلدی کریں۔۔۔ دوسرے طرف سے ایک عورت کی انتہائی بھرا تی ہوتی آواز سنائی دی۔

”اوہ بجا بھی آپ ہیں۔۔۔ میں فریدی بول رہا ہوں۔۔۔ خیریت ہے۔۔۔ کرنل فریدی نے چونکتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات تھے۔

”فریدی صاحب!۔۔۔ خدا کے لئے جلدی میرے پاس آئیے۔۔۔ میرے بیٹھے رام شری کواغوا کر لیا گیا ہے۔ وہ پچاس لاکھ روپے چوبیس گھنٹوں کے اندر مانگ رہے ہیں اور ساتھ ہی انہوں

”پھر ایسا کریں کہ آپ اپنے ذہن میں موجود نقشہ کاغذ پر بنالیں اس کی ایک کاپی مجھے دے دیں۔۔۔ آپ یہاں ڈارک کلب سے پہنچئے۔۔۔ جب تک میں ان کے ہیڈ کوارٹر کوڑیں کرنے کا کام آگے بڑھاؤں گا۔۔۔ جب آپ ڈارک کلب کا خاتمہ کر لیں گے تو اگر چاہیں تو میرے ساتھ شامل ہو جائیں۔۔۔ چاہے تو یہاں بیٹھے سن لیا کریں۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ کرنل فریدی عمران کی بات کا کوئی جواب دیتا، پاس پڑے ہوئے شیلیفون کی گھنٹی نجاتی۔

نے دھمکی دی ہے کہ اگر پولیس یا سکرٹ سروس یا کسی دوسرے کو سے بات کرائیں۔ ”... فریدی نے حیرت بھرے لبھے میں کہا۔ اطلاع دی گئی تو رام شری کا گلاکاٹ دیا جائے گا۔ ” پلیز خدا کے لئے ” بیلو کرٹ! ... پلیز جلدی آ جاؤ۔ ہمارے ساتھ بہت ظلم ہوا ہے۔ ” راج شری تو سنبھالی نہیں جا رہی۔ ” پلیز ”... چند لمحوں بعد میرے رام شری کا بچا ہے۔ ” وہ تو تھا سماحلونا ہے۔ ” وہ تو ان ظالموں کے ہاتھوں ٹوٹ جائے گا۔ ” پلیز ”... دوسری طرف سے انتہائی گھبراۓ ہوئے لبھے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رو نے اور ایک مردانہ آواز ابھری۔

اور کرنل فریدی کی پیشانی پر موجود ٹکنیں صاف ہو گئیں۔ ” یہ واقعہ کب ہوا ہے؟ ”... فریدی نے کہا۔

” پلیز۔ یہیں آ جاؤ کوئی۔ ” تفصیل سے بات ہو گی۔ ” پلیز جلدی کرو۔ ” میرا ذہن کام نہیں کر رہا۔ ”... دوسری طرف سے گھبراۓ فریدی نے سنجیدہ لبھے میں کہا۔

” وہ۔ ” وہ موجود ہیں۔ ” انہی کے کہنے پر میں نے آپ کوفون کیا ہے۔ ” وہ ڈر رہے ہیں کہ کہیں شیپ نہ ہو رہا ہو۔ ”... راج شری نے ” اچھا تھیک ہے۔ ” میں آ رہا ہوں۔ ” بھرا نہیں نہیں۔ ” بھا بھی کوئی جواب دیا۔ ” رام شری مل جائے گا زندہ سلامت۔ ” کرنل فریدی نے ” شیپ ہو رہا ہو گا تو آپ کافون بھی تو ہو رہا ہو گا۔ ”... آپ میری ان کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”تب تک مجھے اجازت... میں ذرا خالہ جاد کو مزید نچوڑ کر دیکھوں۔ والے کمرے میں موجود تھا اور شاند عمران کی وجہ سے وہ پہلے اندر نہ اچھا بھلا کام ہو رہا تھا کہ آپ کے آنے کی وجہ سے وہ بدک گیا۔“.... آیا تھا۔

”گیراج سے ڈائنس نکال لاؤ۔ جلدی کرو۔“.... کرنل فریدی نے عمران نے بھی اشتبہ ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے آؤ۔۔۔ جہاں تم کہو گے۔ میں تمہیں ڈر اپ کر دوں گا۔“ حمید سے مخاطب ہو کر کہا۔

”سوری!۔۔۔ میں اس کا ڈرائیور نہیں ہوں۔۔۔ اسے خود بھیج دیں۔“ فریدی نے کہا۔

”کیا کوئی کار ادھار نہیں مل سکتی۔۔۔ دراصل کچھ رقم کی۔۔۔ اور آپ کہا، وہ ان کی گفتگو تو سن یہی رہا تھا اس لئے اسے معلوم تھا کہ کار جانتے ہیں کہ کیسی کامیٹر ورلڈ ریس چیمپیون ہوتا ہے۔“.... عمران نے جھوکتے ہوئے کہا۔

”اوہ ہاں۔۔۔ سوری! مجھے خیال نہیں رہا۔۔۔ حمید“.... کرنل فریدی نے حمید کے اس غیر متوقع جواب پر غصہ آ کیا تھا۔ معدور تھجھے لجھے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اوپنی آواز میں حمید کو بلا یا۔

”رہنے دیں فریدی صاحب!۔۔۔ خواخواہ ڈرائیور گیک سیٹ کو پاک کروانا پڑے گا۔۔۔ آپ مجھے گیراج بتا دیں۔ میں خود ہی لے لوں گا۔“ ”لیں۔۔۔“ دوسرا لمحہ حمید دروازے پر نمودار ہوا۔ وہ یقیناً ساتھ کروانا پڑے گا۔۔۔ آپ مجھے گیراج بتا دیں۔ میں خود ہی لے لوں گا۔“

..... عمران نے کہا۔

گئی۔ ڈارک کلب کا چیف بس کرافٹ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا

ہیڈ پوسٹ آفس میں داخل ہوا۔ اس وقت وہ مقامی لوگوں کے میک

سمجھتے۔ ورنہ۔ اور حمید!۔ تم نے کوئی سے باہر نہیں جانا۔۔

اپ میں تھا اور اس کے سنبھل پر سیاہ رنگ کے گنگھریاں بالوں کی

دگ چڑھی ہوتی تھی۔ اس نے کٹشی رنگ کوٹ پہننا ہوا تھا۔ آنکھوں

پر دھوپ کا چشمہ تھا۔

”مجھے فارن پوسٹ میں ایک لفافہ بھجوانا ہے۔۔۔ اس نے برآمدے

میں داخل ہو کر ایک کاؤنٹر ٹکر سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”یہی شعبہ فارن پوسٹ کا ہے۔۔۔ لائیے لفافہ۔۔۔ ٹکر نے

جواب دیا۔

”اسے رجسٹر ڈپوٹ بھیجننا ہے۔۔۔ انتہائی بیتھتی کا نہادت ہیں۔۔۔

کرافٹ نے جیب سے ایک لمبا سالفافہ نکالتے ہوئے کہا اور لفافہ

ٹکر کی طرف بڑھا دیا۔

”آؤ میرے ساتھ۔۔۔ اور حمید!۔ کرٹل فریدی نے انتہائی کرخت لبھے میں عمران کے

بعد حمید سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور حمید کندھے اپ کا تاہو باہر چلا گیا۔

کرٹل فریدی عمران کو ہمراہ لے کر کوئی کے عقب میں بنے ہوئے

گیرا جوں میں گیا اور پھر چند لمحوں بعد فلیے رنگ کی ایک ڈائسن کار

میں عمران بیٹھا کوئی سے باہر آ گیا۔

کار کی ٹینکی پڑوں سے فل تھی اس نے عمران کے چہرے پر اطمینان

تھا۔

عمران کی کار کے پیچھے ہی کرٹل فریدی کی کار بھی باہر آ گئی اور پھر

چوک تک وہ دونوں آگے پیچھے بھاگتی رہیں۔ چوک سے فریدی کی کار

دانہ میں طرف کو مڑ گئی جب کہ عمران کی کار سیدھی شہر کی طرف بڑھتی چلی

۔

کلرک نے لفافے پر لکھا ہوا تاراک کا پتہ پڑھا اور پھر اس نے اس کا وزن کیا۔

کلرک نے غور سے پتہ پڑھا اور پھر ایک رجسٹر کے ورقوں کے

درمیان رکھی ہوئی مختلف مالیت کی ٹکٹیں نکالیں اور انہیں لفافے پر چپکانا شروع کر دیا۔ اس کے بعد اس نے اس پر رجسٹر ڈنبر کی چھٹ چپاں کی اور رسید کا ثانی شروع کر دی۔

رسید کاٹ کر اور اس پر ڈاکخانے کے مہر لگا کر اس نے رسید کرافٹ کے حوالے کر دی اور لفافے پر لکھے ہوئے پتے کو ایک بار پھر غور سے پڑھ کر اسے ایک طرف رکھے ہوئے لفافوں پر ڈال دیا۔

کرافٹ کھڑا اسے غور سے دیکھتا رہا۔ جب اس نے لفافہ ایک طرف

چھیڑا۔ ضروری ہے۔ رجسٹر ڈپوٹ بھیجنے کے لئے ضروری رکھ دیا تو وہ واپس پلٹا۔ لیکن وہ پوسٹ آفس سے باہر آنے کی بجائے ہے۔ اگر یہ لفافہ کسی وجہ سے وہاں ڈیلور نہ ہو سکے تو پھر آپ کے

ایئر لیس پر واپس بیٹھ جائے گا۔”..... کلرک نے کہا اور کرافٹ نے حرکات و مکنات کو بخوبی دیکھ سکتا تھا۔ اسے دراصل کلرک نے اس

”بیس روپے چالیس پیسے۔“..... کلرک نے حساب لگانے کے بعد کہا

اور کرافٹ نے نوٹوں کا بندل جیب سے نکال کر اس میں ایک نوٹ کھینچا اور کلرک کی طرف بڑھا دیا۔

”اوہ!۔۔۔ اس پر آپ نے اپنا پتا درج نہیں کیا۔۔۔ اسے درج کیجئے۔“..... کلرک نے رقم لینے کے بعد لفافہ واپس کرافٹ کی طرف دھکلتے ہوئے کہا۔

”کیا یہ ضروری ہے؟“..... کرافٹ نے پوچھا۔

”جی ہاں!۔۔۔ ضروری ہے۔۔۔ رجسٹر ڈپوٹ بھیجنے کے لئے ضروری ایک اوپنچھڑیک کی آڑ میں رک گیا۔ یہاں سے وہ اس کلرک کی

حرکات و مکنات کو بخوبی دیکھ سکتا تھا۔ اسے دراصل کلرک نے اس

طرح بار بار پتہ پڑھنے سے شک میں ڈال دیا تھا۔ ورنہ عام ڈاک کا پتہ اس طرح غور سے کوئی نہیں پڑھتا۔

فارن ڈاک کو چیک کیا جائے اور ہو سکتا ہے کہ تمام ڈاک پہلے کرٹل فریدی کے پاس پہنچتی ہو اور وہاں سے چیک ہو کر باہر جاتی ہو۔

گو اسے معلوم تھا کہ اس وقت کرٹل فریدی، بارش اور شیری اور ہے۔ جیوش آر گنائزیشن کے خفیہ ہیڈ کوارٹر کا وہ نقشہ جو فریدی نے کرافٹ کو معلوم تھا کہ اس لفافے میں دنیا کا سب سے قیمتی کاغذ جا رہا دوسرے ساتھیوں کے ہاتھوں موت کے چنگل میں پھنس چکا ہو گا لیکن حاصل کر لیا تھا۔ اس نے پہلے سوچا تھا کہ اسے کسی ائیر کمپنی کے پھر بھی محتاط رہنا اس کی فطرت میں شامل تھا۔

اور دوسرے لمحے دیکھ کر کرافٹ نے ہونٹ بھینچ لئے کہ کلرک نے ادھر اور درد بکھنے کے بعد وہ لفافہ دوبارہ اٹھا لیا اور اس کا پتہ غور سے پڑھنا شروع کر دیا۔ فیصلہ کیا تھا۔ لفافے پر پتہ ڈاک کلب کے ہیڈ کوارٹر کا تھا۔ وہاں سے یہ لفافہ خفیہ طور پر جیوش آر گنائزیشن کے کسی ڈائریکٹر تک پہنچا دیا جانا تھا لیکن کلرک کی حرکات نے اسے منکروک کر دیا تھا۔ اس کے ذہن میں فوراً یہ خیال آگیا تھا کہ کہیں کرٹل فریدی نے سرکاری طور پر ڈاکخانے میں ایسی ہدایات انہیں بھجوادیں کہ منکروک پتے کی حامل

کرافٹ اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔ اسے ایک بار خیال آیا کہ لفافہ واپس اٹھا لے۔ لیکن جہاں لفافے رکھے ہوئے تھے وہاں تک

اس کا ہاتھ نہ پہنچتا تھا۔ اور لفافِ اٹھانے کے لئے اسے کلرکوں اور آفیسروں سے بھرے ہوئے ہال میں جانا پڑتا اور ظاہر ہے وہ لوگ اسے لفاف نہ اٹھانے دیتے۔ اس لئے وہ خاموش کھڑا کلرک کو دیکھتا رہا۔ اب سارا کھیل اس کی سمجھ میں آگیا تھا۔ ساری ڈاک چیک کرنا تو محال تھا اس لئے کریل فریدی نے کلرک کی جگہ بیک فورس کا آدمی بٹھا دیا کہ جس اتفاقے کی طرف سے وہ مٹکوں ہو، وہ اسے کال کر دیتا اور پھر شام کریل فریدی سرکاری طور پر اس اتفاقے کو منگوا

لیتا۔ یہ بڑا آسان ساطر یقہ تھا۔ لیکن اب کرافٹ فیصلہ کر چکا تھا کہ وہ اس کلرک کو کال کرنے سے پہلے ہی ختم کر دے گا اور پھر اس کی لاش کو ایسی جگہ پر پھینک دے گا جہاں سے کم از کم ایک دو روز تک وہ کسی کی نظر نہ آ سکتے کہ اس دو ران لفافِ عام ڈاک کے ساتھ ملک سے باہر نکل جائے۔ اس کی تیز نظر وہ نوٹلش کے پیچھے ویران ہو گیا کہ اس کا شک درست ہے۔ یہ کلرک یقیناً کریل فریدی کی بیک فورس کا رکن ہے اور شام کے نوٹلش میں اس لئے جا رہا ہے تاکہ ٹرانسپر پر کریل فریدی کو اس اتفاقے کے متعلق اطلاع دے سکے۔

لگ ریو اور کے دستے پر ہاتھ رکھتے ہوئے ٹوٹکٹ کے دروازے پر  
پہنچنے والے اسی کلرک کو نیا طب کر کے کہا۔

کلرک اس کی آواز سن کرتیزی سے مڑا اور پھر کرافٹ کو اپنی طرف  
بڑھتے دیکھ کر وہ حیرت سے شکخت گیا۔

”جی فرمائیے!۔۔۔ کیا بات ہے؟“..... کلرک نے پچھنہ سمجھنے والے  
لبجھے میں کہا۔

”میں نے آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔ انتہائی ضروری پایہزہ  
ذر اس طرف ہو کر میری بات سن لجھے۔“..... کرافٹ نے اس کے  
قریب پہنچنے ہوئے کہا۔

”میں ٹوٹکٹ سے ہو کر آ رہا ہوں۔۔۔ آپ کا ڈنٹر پر چلیں۔“.....  
نو جوان نے بر اسامنہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

”میری بات سنو۔۔۔ اچانک کرافٹ نے سرد لبجھے میں کہا اور ساتھ ہی  
نے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے اثبات میں سر خلا دیا۔ کرافٹ

اس نے ریو اور کال کراس کی جھلک نو جوان کو دکھانی اور پھر اسے  
جیب میں ڈال لیا۔

”خبردار!۔۔۔ اگر آواز نکالی تو یہیں ڈھیر کر دوں گا۔۔۔ صرف میری  
ایک بات سن اواهہ ٹوٹکٹ کے پیچھے آ کر۔۔۔“..... کرافٹ نے اسے  
بازو سے پکڑ کر کھخت اور سرد لبجھے میں کہا۔

نو جوان کی آنکھیں ریو اور دیکھ کر اور اس کا کھخت لجھنے سن کر حیرت  
سے چھٹنے کے قریب ہو گئیں۔

”گک۔۔۔ گک۔۔۔ مم۔۔۔ میرا قصور“..... نو جوان نے بری طرح ہکاتے  
ہوئے کہا۔

”گھر اونہیں۔۔۔ اگر تم نے کوئی شور نہ مچایا تو کچھ یہیں کہوں گا ورنہ  
یاد رکھو۔۔۔ گولی سیدھی دل پر پڑے گی۔“..... کرافٹ نے کہا اور نو جوان  
نے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے اثبات میں سر خلا دیا۔ کرافٹ

اسے لے کر تو انہیں کی پشت پر سرکندوں میں پہنچ گیا۔

”اب بولاو۔ ٹرانسمیٹر کہاں ہے۔ جس کی مدد سے تم نے کرنل فریدی کو اطلاع دینی تھی؟“..... کرافٹ نے اکملی جگہ پر جاتے ہی کہا۔

”ٹٹ۔ ٹرانسمیٹر۔ کیساڑا ٹرانسمیٹر۔ مم۔ میں تو تو انک میں جا رہا تھا۔“..... نوجوان نے ٹرانسمیٹر کا سن کر اور زیادہ بھرا کر کہا۔ ”تم اس لفافے کے پتے کو غور سے کیوں پڑھ رہے تھے؟“.....

کرافٹ نے پوچھا۔ ویسے اسے نوجوان کے چہرے پر موجود گھبراہٹ اور خوف سے اندازہ ہو رہا تھا کہ نوجوان بے قصور ہے اس کا اپنا ہی اندازہ غلط تھا۔ کم از کم بلیک فور تنظیم کارکن اس طرح کی فطری اداکاری نہیں کر سکتا اگر اسے اداکاری کہا جائے تو۔

”وہ۔۔۔ وہ اس میں ناراک کے چھے عجیب لکھے ہوئے تھے۔ ہم

اینا۔ اے۔ آر۔ اے۔ کے۔ لکھتے اور پڑھتے ہیں۔۔۔ جب کہ اس لفافے پر این۔ ڈبل اے۔ آر۔ اے۔ سی۔ لکھا ہوا تھا۔“..... نوجوان نے جلدی سے جواب دیا۔

”اوہ اچھا۔ تو یہ بات ہے۔۔۔ لیکن تمہاری اتنی باریک بینی ہمارے لئے نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہے۔۔۔ اس لئے تم چھٹی کرو۔“.....

کرافٹ نے اس بار سرد لبجھ میں کہا اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ بھال کی سی تیزی سے جیب سے باہر آیا اور ٹھنک کی بلکی سی آواز کے ساتھ ہی نوجوان کی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں۔ وہ جھٹکا کھا کر پشت کے بل سرکندوں کے اوپر گر گیا۔ اس کا جسم اٹھنے لگا تھا۔ سیدھی دل میں گھس جانے والی گولی نے اسے چیختے کی بھی مہلت نہ دی تھی۔

کرافٹ نے بڑے مطمئن انداز میں سائلنسر لگی ہال سے نکلنے والے دھونکیں کی لیکر کو پھونک مار کر منتشر کیا اور پھر غور سے اس مرتبے ہوئے

نوجوان کو دیکھنے لگا۔ اس کے چہرے یا آنکھوں میں ہماردی یا رحم کی ذرا برابر بھی رمق موجود نہ تھی۔ اس کی نظریں اسی آدمی پر جبی ہوتی تھیں جو لفافے اٹھا کر لے گیا تھا۔ اور پھر جب اس نے اسے تمام لفافے ایک خالی ٹھیکی میں ڈال کر اسے سل کرتے دیکھا تو اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات اپنے آئے اور وہ تیزی سے مڑا اور تیز تیز قدم اٹھا تا پار کنگ میں موجود اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔

کرٹل فریدی کی کار سیکرٹری داخلہ بالم کپور کی کوئی گیت میں داخل ہوتی، باہر کھڑے مسلح چوکیدار نے فریدی کو بڑے مود بانہ انداز میں سلام کیا۔ چونکہ فریدی وہاں اکثر آتا جاتا رہتا تھا اس لئے وہ فریدی کو اچھی طرح جانتا تھا۔

کرٹل فریدی نے کار آگے بڑھائی۔ لیکن دوسرے لمحے ایک خیال آتے ہی اس نے بریک لگادیئے اور کھڑکی سے سرنکال کر چوکیدار کو اپنے پاس بلا یا۔

جب کرافٹ کی تسلی ہو گئی کہ نوجوان واقعی ختم ہو چکا ہے تو وہ واپس مڑا اور پھر ٹولٹش کی اوٹ سے نکل کر راہداری میں سے ہوتا ہوا واپس اسی اوپنے سٹول کی آڑ میں آ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی نظریں اب بھی اسی خالی کاؤنٹر پر جبی ہوتی تھیں۔ کاؤنٹر کے ساتھ لفافے دیے ہی پڑے ہوئے تھے۔ وہ کافی دیر تک کھڑا رہا۔ پھر اس نے ایک آدمی کو بڑھانے کے سے انداز میں اس خالی کاؤنٹر کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا۔ اس آدمی نے لفافے اور رسید بک اٹھا لی اور واپس چلا گیا۔ کرافٹ اگے بڑھا اور اب کاؤنٹر کی جانی کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا۔

”لیں صاحب“..... چوکیدار نے بھاگ کر قریب آتے ہوئے کہا۔  
”یرام شری کس وقت انغو ہوا ہے؟“.... کرنل فریدی نے اس سے  
پوچھا اس نے سوچا کہ ماں باپ کے توہنوش تھکانے نہیں ہوں گے اس  
لئے چوکیدار زیادہ تفصیل بتا سکتا ہے۔

”کیا بولتا ہے صاحب!۔۔۔ رام شری انغو۔۔۔ صاحب! رام شری  
تو شوشن پڑھنے گیا ہے صاحب۔۔۔ ڈائیور سے خود چھوڑ کر ابھی  
تحوڑی دیر پہلے آیا ہے صاحب۔۔۔ چوکیدار نے حیرت بھرے  
لہجے میں کہا۔

”کب گم ہوا ہے رام شری؟“.... کرنل فریدی نے اندر داخل ہوتے  
ہوئے پوچھا۔ وہ راج شری اور بالم کپور دونوں سے مخاطب تھا کہ  
اچانک بالم کپور نے جواب دینے کی بجائے اپنا ہاتھ اوپنچا کیا۔ اور  
عین اسی لمحے کرنل فریدی یکخت اپنی جگہ سے اچھلا۔ دوسرے لمحے  
چار دھماکے ہوئے۔ لیکن فریدی بجلی کی سی تیزی سے اٹھی قلا بازی لگا

اور فریدی کی آنکھوں میں حیرت کے ساتھ ساتھ بھجن سی بھی تیر گئی۔  
”رام شری کس وقت گیا ہے۔۔۔ فریدی نے پوچھا۔  
”ابھی صاحب!۔۔۔ دس منٹ پہلے صاحب!۔۔۔ یہاں پاس ہی  
تو اس کے ٹیوڑ کا رہائش ہے صاحب!۔۔۔ ڈائیور کو واپس آئے دو

کراپنی پشت پر موجود دروازے سے باہر جا گرا تھا۔ اس نے بالم کپور ”کیا ہوا فریدی صاحب!۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔ یہ کیسی فائزگ تھی؟“...  
 کے ہاتھ اوپر کرتے ہی سب کے ہاتھوں میں ریوا اور دل کی جھلک چوکیدار نے چینتھے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے ڈرائینگ روم کے دیکھ لی تھی اور ظاہر ہے ایسی صورت میں کرٹل فریدی بھلا کیسے رک سکتا تھا۔

”ارے صاحب لاشیں۔۔۔“ چوکیدار کی چینتھی ہوئی آواز سنائی دی اور

کرٹل فریدی تیزی سے اندر کی طرف دوڑا۔ دروازے کے قریب ہی ان دو آدمیوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں جو بالم کپور اور راج شری کے ساتھ ڈرائینگ روم میں موجود تھے۔

ڈرائینگ روم کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ کرٹل فریدی دوڑتا ہوا اس کی طرف بڑھا اور پھر وہ تیزی سے کوئی میں گھوم گیا۔ کوئی خالی پڑی ہوئی تھی۔

پائیں باغ کا عقبی دروازہ بھی کھلا ہوا تھا۔ کرٹل فریدی بھاگ کر اس دروازے سے باہر نکلا۔ لیکن عقبی سڑک خالی پڑی ہوئی تھی، کرٹل فریدی طویل سانس لے کر واپس آگیا۔ اب چوکیدار بھی گھرائے

برآمدے سے باہر گرتے ہی کرٹل فریدی نے بجائی کسی تیزی سے جیب سے ریوا اور نکال کر اس کا رخ دروازے کے اندر کی طرف کیا اور فائزگ کھول دی۔ دوسرے لمحے دو چینیں بلند ہوئیں کرٹل فریدی اچھل کر ایک طرف دیوار کے ساتھ جا لگا۔ چینوں کے ساتھ ہی اندر سے دھماکے ہوئے اور گولیاں عین اس جگہ پریں جہاں ایک لمحے پہلے فریدی موجود تھا۔

اسی لمحے چوکیدار سورچا تھا ہوا اپنی رائفل اہر اتا برآمدے میں پہنچ گیا۔ اس نے شائد فائزگ کی آوازیں سن لی تھیں۔

ہوئے انداز میں ادھر آگیا۔

پوچھا۔

”صاحب اور بیگم کہاں ہیں؟“.... چوکیدار نے پریشان لمحے میں پوچھا۔

”وہ نقلی صاحب اور بیگم تھے۔۔۔ یہ نوکر کہاں گئے؟“.... فریدی نے پوچھا۔

”نقلی صاحب اور بیگم۔۔۔ نہیں صاحب ا۔۔۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔ نوکروں کو تو بڑے صاحب نے چھٹی دے دی تھی۔۔۔ وہ تو مجھے بھی چھٹی دے رہے تھے۔ مگر بیگم صاحب نے کہا کہ نہیں۔۔۔ کرتل فریدی صاحب نے آنا ہے اسے گیٹ پر ہونا چاہیے، تو بڑے صاحب نے اجازت دے دی۔۔۔“.... چوکیدار نے کہا۔

”وہ ڈرائیور کہاں ہے جو رام شری کو چھوڑ کر آیا تھا۔۔۔ تم کہہ رہے تھے کہ میرے آنے سے دو منٹ پہلے آیا تھا۔۔۔“.... کرتل فریدی نے

”صاحب!۔۔۔ اس کی لاش تو اندر پڑی ہے۔۔۔ یہ بیگم صاحب کا نیا ڈرائیور ہے۔۔۔ بیگم صاحب دوروز پہلے کہیں گیا تھا تو صاحب ساتھ گیا تھا۔۔۔ پھر صاحب اکیلا واپس آگیا۔۔۔ بیگم صاحب آج آیا تو یہ نیا ڈرائیور ساتھ تھا۔۔۔ بیگم صاحب کو کوٹھی پر چھوڑ کر رام شری کو لے کر چلا گیا اور چھوڑ کر واپس آگیا۔۔۔“.... چوکیدار نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور کرتل فریدی سر حالاتا ہوا واپس ڈرائیور نگ رومن میں آگیا۔ اس نے غور سے ان دونوں لاشوں کے چہروں کو دیکھا۔ وہ میک اپ میں نہ تھے۔ اور مقامی افراد ہی تھے۔ اب ساری سیکھیم فریدی کی سمجھتے میں آگئی تھی یہ اسے قتل کرنے کا پلان تھا۔ اگر وہ چوکیدار سے بات نہ کرتا تو شانکہ اسے آخری لمحے تک اس پلان کا اندازہ نہ ہو سکتا اور ایسی صورت میں چار ریو الوروں سے نکلنے والی گولیاں اسے یقیناً چاٹ جاتیں۔

لیکن چوکیدار سے بات کرنے کے بعد اس کی چھٹی حس نے اسے نے کہا اور چوکیدار سر ہلاتا ہوا گیٹ کی طرف دوڑ پڑا۔

چوکنا کر دیا تھا اور یہی وجہ تھی کہ وہ یعنی آخری لمحے میں بیک ڈائیو مار کر عمران نے کار یا لخت ہیڈ پوسٹ اینڈ شیلکراف آفس کے گیٹ میں اپنے آپ کو پچالینے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ ویسے بھی ان لوگوں نے موڑ دی۔ اس کا پروگرام تو اور آنے کا نہ تھا لیکن بورڈ دیکھ کر اچاک خیال آگیا کہ یہاں سے وہ آسانی سے پاکیشیا کا ل کر سکتا ہے۔ جلدی کی تھی اگر وہ فریدی کو اطمینان سے سن جائے اور پھر اسے چاروں طرف سے گھیر کر فائر کرتے تو یقیناً فریدی کے بیچ نکلنے کی کوئی راہ نہ ہوتی۔ لیکن چونکہ ان کے اپنے دلوں میں چور تھا اس لئے انہوں نے فوراً ہی کام نہ نہیں کی کوشش کی تھی، بہر حال فریدی ایک خوفناک سازش سے بال بال بچا تھا۔

فریدی نے ٹیلیفون اٹھایا تو ٹیلیفون ڈیڈ تھا۔ اس کی نظر میں ٹیلیفون کی تار کے ساتھ ساتھ دوڑتی ہوئی قائمین تک پہنچیں اور دوسرے لمحہ وہ سے پاکیشیا ڈائریکٹ ڈائل کرنے کی خواہش ظاہر کی تو پھر کفر کرنے کا وہ پر کھا ہو افون اس کی طرف بڑھا دیا۔ اس فون کے ساتھ ہی چونک پڑا۔ قائمین کے ساتھ تاریں باقاعدہ کاٹی گئی تھیں۔

”ساتھ دو ایک کوئی سے جا کر پولیس کو فون کرو۔ جلدی۔“... فریدی

ایک میٹر نصب تھا۔ جب کال مل جاتی تو میٹر خود بخوبی دلچلنے لگ جاتا تھا

طرح تالیاں بجاتے ہوئے کہا اور شیری بے اختیار کھل کھلا کر نہس پڑی۔ اس نے مشرقی شہزادوں کے متعلق بیشمار کہانیاں پڑھ رکھی تھیں۔ لیکن اس کی ملاقات آج تک کسی پرنس سے نہ ہوئی تھی اور اب عمران کو پچوں جیسی حرکتیں کرتے دیکھ کر اسے بے حد لطف آرہا تھا۔

”آپ واقعی پرنس ہیں۔ کس ریاست کے پرنس ہیں؟ اور یہ ریاست کہاں واقع ہے؟“.... شیری نے پوری دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے چوکیدار اندر داخل ہوا اس کے ہاتھ میں پانی کا بھرا ہوا گلاس تھا۔

شیری نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پانی پی کر گلاس اسے واپس کر دیا۔ ”واقعی کا جواب تو ڈینی یا ممی دے سکتے ہیں۔“ میں نے پیدا ہونے سے پہلے اللہ میاں سے سُنْفِیکیٹ نہ بنوایا تھا۔ باقی ہماری ریاست کا

سے بلیک زیر و کی بُنی سے بھر پور آواز سنائی دی۔

”کوئی کیس لئے بیٹھے ہیں۔ کوئی جیوش آر گناہزیشن کا مسئلہ ہے۔“..... بلیک زیر و نے ہستے ہوئے کہا اور عمران جیوش آر گناہزیشن کے الفاظ سن کر بری طرح چونک پڑا۔

”کیا کہا۔ کیا واقعی؟“..... عمران نے جان بوجھ کر جیوش آر گناہزیشن کا نام نہ لیا تھا۔

”ہاں!..... فائل انہوں نے مجھے بھجوادی تھی کہ آپ کو دے دی جائے۔ صدر مملکت نے اس سلسلے میں کوئی پیش میمنگ کاں کی ہے۔ وہ چاہ رہے تھی کہ آپ اس فائل کر پڑھنے کے بعد میمنگ میں شرکت

کریں۔ آج چار بجے میمنگ ہے۔“..... بلیک زیر و نے جواب دیا۔ ”فائل میں کیا ہے؟“..... عمران نے ہونٹ چھاتے ہوئے پوچھا اس

کے تصور میں بھی نہ تھا کہ اچانک جیوش آر گناہزیشن کے سلسلے میں کوئی

چکر پڑے گا۔

”اوہ ٹھیک ہے۔ سنا! میں اس وقت سا گالینڈ میں ہوں اور کریل

”فائل میں اسلامی ممالک کی تنظیم و رلڈ اسلامک آرگانائزیشن کی ایک فریدی کامہمان ہوں۔ تم میری جگہ مینگ ائنڈ کر لیتا وہاں کہہ دینا سربراہی مینگ کی تفصیلات ہیں۔ اس میں یہ کہا گیا ہے کہ جیوش کہ تم کام کے لئے تیار ہیں۔ لیکن اپنے طور پر۔ احقوں کی ٹیم میں شامل ہو کر نہیں۔ کیونکہ تم سے بڑے احمق اور کہیں پیدا نہیں ہو سکتے۔ سمجھ گئے۔ ”... عمران نے کہا اور دوسرے طرف بلیک زیر وہنس کو جس میں پا کیشیا بھی شامل ہے۔ ایک بڑے ملک کا حصہ دکھایا گیا ہے اور اس ملک کو جیوش اسٹیٹ کا نام دیا گیا ہے۔ فائل میں وہ نقشہ بھی موجود ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک اسلامی ملک آرڈن میں اس تنظیم کی طرف سے حکومت کا تختہ الٹنے کی سازش کا بھی ذکر موجود ہے اس مینگ میں یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ جیوش آرگانائزیشن کے خاتمے کے لئے تمام اسلامی ممالک کے چیدہ چیدہ یکرث ایجنٹوں کی ایک خفیہ تنظیم بنائی جائے جو اس تنظیم کا خاتمہ کر سکے۔ ”... بلیک زیر وہنس کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”بُس بُس میں سمجھ گیا۔ لیکن کیا کوئی کیس تھا۔ کم از کم مجھے تو بتا دینا

”سمجھ گیا جناب اے۔ لیکن یہ آپ بیٹھے بٹھائے سا گالینڈ کیسے پہنچ گئے۔ ”... بلیک زیر وہنس نے کہا۔

”بیٹھے بیٹھائے نہیں۔ بلکہ با تاعدہ چل کر ایک پورٹ پہنچا۔ ”

وہاں سے طیارے میں سوارہ والوں وہاں بھی چل کر سیٹ تک پہنچا۔ ”... عمران نے تفصیل شروع کر دی۔

”بس بُس میں سمجھ گیا۔ لیکن کیا کوئی کیس تھا۔ کم از کم مجھے تو بتا دینا

تحا۔۔۔ بلیک زیر و نے سنجیدہ لبجھ میں کہا۔

”کیس ہی سمجھ لو۔۔۔ وہ اپنے کرنل فریدی کے ہاں بغیر شادی کے بچہ ہونے والا تھا۔۔۔ میں نے سوچا کہ چلو مبارکہا دے آؤں۔۔۔ شادی کے بعد تو بچہ ہوتے ہی رہتے ہیں۔۔۔ یہ البتہ قابل مبارک باد اقدام تھا۔۔۔ عمران نے کہا اور بلیک زیر و ایک بار پھر ہنس پڑا۔

”اچھا اوکے!۔۔۔ میں نے فون تو ایک اور مقصد کے لئے کیا تھا لیکن ٹھیک ہے۔۔۔ میں شاہد آج ہی واپس آجائوں۔۔۔ پھر بات کر لیں گے۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔

کلرک جو کسی اور شخص کے ساتھ بات کر رہا تھا عمران کے رسیور رکھتے ہی چونک کر سیدھا ہوا اور اس نے میٹر چیک کر کے ایک رسید پر رقم لکھی عمران نے جیب سے ایک بڑا نوٹ نکال کر اسے دیا اور کلرک نے بتایا رقم گنٹی شروع کر دی۔

”کمال ہے یار۔۔۔ یہ ارجمن داس تجھے نہیں بیٹھے بیٹھے کہاں چلا گیا۔۔۔ کہیں نظر نہیں آ رہا۔۔۔ اب اس کی فارن ڈاک بھی مجھے ہی صحیحی پڑے گی۔۔۔ سب پوسٹ ماسٹر میرے گلے پڑ رہا ہے۔۔۔ ایک اور آدمی نے کلرک سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ارجمن داس۔۔۔ وہ جو فارن ڈاک کا وزن پر تھا۔۔۔ وہ ابھی تھوڑی دیر پہلے تو بیٹھا تھا۔۔۔ وہ تو بڑا افرض شناس لڑکا ہے۔۔۔ کہاں چلا گیا؟؟۔۔۔ کلرک نے عمران کی بقا یار قم گنتے ہوئے اس آدمی کو جواب دیا۔۔۔ ”معلوم نہیں۔۔۔ سارا ڈھونڈ آیا ہوں۔۔۔ اتنا پتہ چلا ہے کہ وہ ٹولٹش کی طرف گیا تھا۔۔۔ پھر نظر نہیں آیا۔۔۔ ٹولٹش میں بھی دیکھ آیا ہوں۔۔۔ وہاں بھی نہیں ہے۔۔۔ اس آدمی نے کہا۔

”کمال ہے۔۔۔ چلو تم اس کی ڈاک تو بند کرو۔۔۔ ہو سکتا ہے اس کو ایک جنسی پڑ گئی ہو۔۔۔ یار آدمی ہے۔۔۔ ڈاک رہ گئی تو معطل ہو جائے

گا۔ ”...کلرک نے بقا یار قم عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

کیونکہ اکثر گنجے یا نیم گنجے سروں پر وگ لگاتے رہتے ہیں۔ لیکن عمران نے رقم اور سید لے کر جیب میں رکھی اور پھر واپس جانے کے لئے مڑا۔ اسی لمحے اس کی نظریں ایک لبے ٹرنگے آدمی پر پڑیں جو ایک اوپنچے سے سٹول کی اوٹ میں خاموش کھڑا تھا۔ البتہ اس کی نظریں سامنے کا اوپنٹر پر جب ہوئی تھیں اور جب اس کی نظرود کے تعاقب میں عمران نے دیکھا تو اس کا ذہن یکافٹ کھٹک گیا اس آدمی کی نظریں فارن ڈاک والے خالی کا اوپنٹر پر ہی جب ہوئی تھیں۔

عمران آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس آدمی کے قریب سے گذرنا اس نے بھی گردن موڑ کر عمران کی طرف دیکھا۔ عمران نے سرسری سے انداز میں اسے دیکھا اور آگے بڑھ گیا۔ لیکن اس سرسری جائزے سے ہی وہ ہٹ کر بے ہوئے نوائلش پر گئیں اور اسے کلرک کی بات یاد آگئی کہ عمران بے خیالی میں نوائلش کی طرف بڑھ گیا۔ نوائلک کے قریب کلرک ادھر گیا تھا۔

عمران نے بقا یار قم عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

پہنچ کروہ یا نکت اچھل پڑا۔ اس نے دو آدمیوں کے قدموں کے  
یہ بات البتہ غور طلب تھا۔

نشانات واضح طور پر ٹو انک کی پچھلی طرف جاتے ہوئے دیکھے۔ عام عمران راہداری میں پہنچتے ہی ایک سائیڈ میں چھپ گیا۔ وہ گواہ  
آدمی بدستور اپنی جگہ پر موجود تھا۔ لیکن اب کاؤنٹر خالی نہ تھا بلکہ  
فارن کال والے کلرک سے بات کرنے والا دوسرا کلرک کاؤنٹر پر  
پڑے ہوئے لفافے سمیٹ رہا تھا۔

عمران خاموش کھڑا رہا۔ لفافے سمیٹ کروہ کلرک والپس چلا گیا۔  
لیکن وہ نگرانی کرنے والا بدستور اپنی جگہ موجود تھا البتہ اس کی نظریں  
اب کاؤنٹر کی بجائے اس آدمی کا تعاقب کر رہی تھیں جو لفافے سمیٹ  
کر اندر والی میز کی طرف بڑھ رہا تھا اس نے لفافے ایک خاکی  
رنگ کے تھیلے میں ڈالے اور انہیں میل کرنا شروع کر دیا۔ اور عمران  
نے اسی لمحہ دیکھا کہ نگرانی کرنے والے کے چہرے پر اطمینان کے  
تاثرات ابھر آئے تھے۔ جیسے اس کا مقصد حل ہو گیا ہو۔ وہ اب تیزی

آدمی تو شائد ان نشانات پر غور نہ کرتا۔ لیکن عمران کے ذہن میں  
چونکہ خلش سی پیدا ہو گئی تھی اس لئے وہ ان نشانات کو دیکھ کر چونکا اور  
تیزی سے عقبی طرف بڑھا اور دوسرے لئے اس کے منہ سے ایک  
طویل سانس لکلا۔ ٹو انک کے عقب میں سرکندوں پر ایک نوجوان کی  
لاش پڑی ہوئی تھی۔ اس کے سینے سے خون نکل نکل کر سرکندوں پر جرم  
گیا تھا۔ لباس سے ہی وہ لاش کسی کلرک کی نظر آ رہی تھی۔

عمران تیزی سے پلتا اور پھر راہداری سے ہوتا ہوا سمنے والے  
برآمدے میں آیا۔ اب صورت حال اس کے ذہن میں کچھ واضح ہو گئی  
تھی کلرک کو کاؤنٹر سے ہٹایا گیا تھا اور کاؤنٹر کی باقاعدہ نگرانی کی  
جاری تھی اس سارے کھیل کا مقصد کیا تھا؟ کیوں ایسا کیا گیا؟

ماسٹر کے دفتر کے باہر ایک چپر اسی موجود تھا۔

”صاحب ہیں اندر۔“... عمران نے بڑے تحکمانہ لمحے میں چپر اسی سے پوچھا۔

”نج۔ جی ہاں۔“..... چپر اسی نے اس کی لمحے سے متاثر ہوتے ہوئے گھبرا کر جواب دیا اور عمران تیزی سے چک اٹھا کر اندر داخل ہو گیا یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا اور بڑے بہترین انداز میں سجا یا گیا تھا۔ سامنے ایک بڑی سی میز کے پیچے ایک ادھیزر آدمی بیٹھا کاغذات پر دستخط کرنے میں مصروف تھا۔ عمران کے اندر آنے کی وجہ سے اس نے چونک کہ عمران کی طرف دیکھا۔ اس کے چہرے پر اجنبیت کے تاثرات ابھر آئے۔

”جی فرمائیئے۔“..... پوسٹ ماٹر نے چونک کر کھا۔ ”جزل عمران۔۔۔ میں کرتل فریدی کا پاس ہوں۔“..... عمران نے قریب

سے برآمدے سے نکل کر پارکنگ کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔ عمران خاموش کھڑا سے جاتے دیکھتا رہا۔ جب وہ ایک کار میں بیٹھ کر گیٹ کی طرف بڑھا تو عمران نے اس کی کار کا نمبر رنگ اور ماڈل چیک کیا۔ ایک لمحے کے لئے اسے خیال آیا تھا کہ اس کا تعاقب کرے لیکن پھر اس نے ارادہ ترک کر دیا۔ اس کے ذہن کے مطابق وہ لفافے زیادہ اہم تھے۔ جنہیں سیل ہوتے دیکھ کر وہ مطمئن ہوا تھا اور نجانے کس وجہ سے اس نے اصل کلرک کو بھی گولی مار کر ہلاک کر دیا تھا۔ شاندوہ کسی وجہ سے اس کی طرف سے مشکوک ہو گیا ہو گا۔ لیکن اب مسئلہ تھا اس تھیلے کو چیک کرنے کا۔ اس نے ایک لمحے کے لئے سوچا کہ وہ فریدی کوفون کرے لیکن پھر اس نے ارادہ ترک کر دیا۔ کیونکہ فریدی اس کے ساتھ ہی کوئی سے نکلا تھا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا اس طرف بڑھنے لگا جدھر پوسٹ ماٹر کا دفتر تھا۔ پوسٹ

جا کر سپاٹ لجھے میں کہا۔

”اوہ۔۔ اوہ تشریف رکھے۔۔ تشریف رکھئے“.... پوسٹ ماسٹر یکنخت بوکھلا کر کھڑا ہو گیا۔ اور عمران دل ہی دل میں کرٹل فریدی کے باس کی دہشت کا اندازہ لگا۔ مسکرا تاہو اب یعنی گیا۔

”جی فرمائیے!۔۔ کیا حکم ہے جناب؟“.... پوسٹ ماسٹر نے بھرائے ہوئے لجھے میں پوچھا۔

”ایک سیکرت مسئلہ ہے۔۔ آپ ذمہ دار افسر ہیں اس کی اہمیت کا اندازہ اس طرح لگالیں کہ مجھے خود آنا پڑا ہے اور وہ بھی بغیر اطلاع دیئے۔ کیونکہ ٹیلیفون بھی شیپ ہو سکتا ہے۔۔“ عمران کا لہجہ اور زیادہ تحکماںہ ہو گیا۔

”جی میں سمجھتا ہوں۔۔ جناب فرمائیے۔۔ آپ کو کوئی شکایت نہ ہوگی جناب“.... پوسٹ ماسٹر بالکل ہی بھیڑ بن گیا۔ اس کا محکمہ ایسا تھا کہ

اے شائد کبھی بھی سیکرت سروس ناٹپ کے افراد سے واسطہ نہ پڑے۔ اے شائد کبھی بھی سیکرت سروس ناٹپ کے افراد سے واسطہ نہ پڑے۔

”آپ خود اٹھ کر جائیں۔۔ اور خاموشی سے آج کافارن ڈاک کا تھیلا لے کر یہاں آجائیں۔۔ کسی کوشک نہیں پڑنا چاہیے۔۔ اور نہ ہی کوئی چوٹ کئے۔۔“..... عمران نے سخت لجھے میں کہا۔

”فارن ڈاک کا تھیلا۔۔ اوہ ہاں۔۔ وہ سیل ہو گیا ہو گا۔۔ میں لے آتا ہوں۔۔“.... پوسٹ ماسٹر نے جلدی سے کہا اور پھر اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتا دفتر سے باہر نکل گیا اور عمران نزدیک مسکرا دیا۔۔ پہلے اس کا خیال تھا کہ کرٹل فریدی کے اسٹنٹ کے طور پر اپنا تعارف کرائے لیکن یہ خیال ہی اس نے جھٹک دیا تھا۔۔ کیونکہ یہ اس کی فطرت کے خلاف

تھا۔

کانگڈ کاٹنے والی چھری سے ایک طرف سے پھاڑ دیا۔ عمران نے اس

چند ہی منٹ بعد پوسٹ ماسٹر اندر داخل ہوا تو اس کے ہاتھ میں وہی کے اندر موجود تمام لفافے باہر میز پر نکال لئے۔ یہ لفافے تعداد میں خاکی تھیا موجود تھا جسے سیل گلی ہوئی تھی۔

”چپڑاہی کو بلا کر کہہ دیں کہ وہ کسی کو اندر نہ آنے دے۔ اور دروازہ بھی تقریباً پچاس تھے۔“ کیا فارمنڈاک قطۇون میں جاتی ہے۔ یا یہ آج کی ساری ڈاک بند کر دیں۔“..... عمران نے پوچھا۔

”نبیں جناب!... چونکہ یہ ڈاک خاصی تعداد میں ہوتی ہے اس لئے ہر دو گھنٹے بعد بھیج دی جاتی ہے۔“..... پوسٹ ماسٹر نے جواب دیا۔ اور عمران نے سر ہلا دیا۔ وہ ایک ایک لفافے کو اٹھا کر غور سے دیکھ رہا تھا۔ مختلف سائزوں کے اور مختلف ممالک کو بھیجے جانے والے لفافے تھے۔ دیکھتے دیکھتے اس کی نظر ایک لفافے پر پڑی اور عمران چونکہ پڑا۔ لفافے کے کونے پر کرافٹ کا نام لکھا ہوا تھا۔ یہ نام دیکھتے ہی وہ چونکہ تھا۔ اسے ڈارک کلب کے چیف بس کرافٹ کا نام یاد

نہیں۔ اسے مخاطب ہو کر کہا اور پوسٹ ماسٹر نے بجائے چپڑاہی کو اندر بلا کر حکم دینے کے گھبراہٹ میں خود ہی دروازے پر جا کر اسے ہدایات دیں اور چھر دروازہ خود ہی بند کر کے چھپنی چڑھا دی۔

”اسے کھولیں۔۔۔ میں نے اس کی ڈاک چیک کرنی ہے۔ ایک اہم سرکاری دستاویز کے متعلق اطلاع ملی ہے کہ وہ کسی لفافے میں بند کر کے بھیجی جا رہی ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”جی بہتر۔“..... پوسٹ ماسٹر نے کہا اور اس نے جلدی سے تھیلے کو

آگیا تھا۔ اس نے جلدی سے لفافہ اٹھایا۔ لفافے پر ناراک کا پتہ درج تھا۔ کسی ڈاکٹر آئین کا پتہ تھا۔ عمران نے کرافٹ کا پتہ دیکھا۔ وہاں چالیس ماڈل کا لوئی لکھا ہوا تھا۔

نیچے کرافٹ اور ڈی۔ اے کے الفاظ درج تھے۔ عمران نے اس کا غذ کو دوبارہ تپہ کر دیا۔

پوسٹ ماسٹر خاموش بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا۔ عمران نے بوٹ کی ٹو میز

کے کنارے پر آہستہ سے ماری تو ایک بلکا ساکھنا ہوا اور پوسٹ کرنے ہے اور اس طرح کی مشکوک نہ ہو۔ ”..... عمران نے پوسٹ ماسٹر چونک کر دروازے کی طرف دیکھنے لگا اور عمران نے اس کی توجہ سے کہا۔

بُتھتے ہی نقشے والا کاغذ تیزی سے کوٹ کی جیب میں کھسکا دیا جو میز کے ساتھ لگی ہوئی تھی۔ اس نے اس قدر پھرتی اور مہارت سے یہ کام کیا

”جی ہاں!۔۔۔ نبی میشین کل ہی آتی ہے۔ ابھی میں نے اسے ڈبلیو اسٹیمیں کیا۔ یہیں دفتر کی الماری میں موجود ہے۔“..... پوسٹ ماسٹر نے

تھا کہ پوسٹ ماسٹر کو حساس تک نہ ہو سکا۔ ”دروازہ تو بند ہے جناب۔“..... پوسٹ ماسٹر نے حیرت پھرے لبھنے میں کہا۔

”کھکھا تو ہو اتحا۔ بہر حال ہو گا کچھ۔“..... عمران نے بے نیازی سے کہا اور پھر پیغام والا خالی کاغذ اس نے واپس لفافہ میں ڈال دیا۔

کافہ کھولاؤ اس میں ایک چھوٹا سا پیغام درج تھا کہ یہ ” ”..... عمران نے وہ کافہ کھولاؤ اس میں ایک چھوٹا سا پیغام درج تھا کہ یہ نقشہ زیر و چیف کو پہنچا دیا جائے کہ وہ اسے بے۔ او تک پہنچا دے والی ایک جدید ترین مشین نکال کر میز پر رکھ دی۔

اب پوسٹ ماسٹر دوبارہ متوجہ ہو گیا تھا۔ لیکن اسے اندازہ نہ ہو سکا تھا اسے حیرت سے دیکھنے لگا۔ لیکن عمران تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھتا کیا۔

کہ عمران نے واپس ایک کاغذ لفافے میں ڈالا ہے یادو۔

عمران نے لفافے کو مشین میں ڈال کر دوبارہ بند کیا۔

”ڈاک خانے میں حالات معمول پر تھے اس لئے عمران سمجھ گیا کہ

ابھی تک اس نوجوان کلرک کی لاش کا کسی کو علم نہیں ہوا۔

چند لمحوں بعد ہی اس کی نیلی ڈائنس ہیڈ پوسٹ آفس کے میں گیث

کراں میں موجود کاغذ نکال کر پڑھنے لگا۔ یہ کوئی کا باری خط تھا

اسے باہر آگئی۔

”تمیک ہے۔۔۔ ان میں ایسا کوئی مشکوک لفافہ نہیں۔۔۔ شاید تمیں

پوسٹ آفس پہنچایا اور اس طرح اہم ترین نقصے کو حاصل کرنے میں

کے بھجوادیں۔۔۔“ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”جناب!۔۔۔ یہ تو ہمارا فرض تھا۔۔۔“ پوسٹ ماسٹر نے بھی اٹھ کر کہا

اب عمران کو یقین ہو گیا تھا کہ وہ وگ والا آدمی جو گرانی کر رہا تھا وہ

اور عمران اس سے مصافحہ کر کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے

اور پھر ایک اور لفاف اٹھا کر اسے مشین میں ڈال دیا اور پھر اسے کھول

کر اس میں موجود کاغذ نکال کر پڑھنے لگا۔ یہ کوئی کا باری خط تھا

اس نے اسے دوبارہ لفافے میں ڈال دیا اور لفافہ بند کر دیا۔

”تمیک ہے۔۔۔ ان میں ایسا کوئی مشکوک لفافہ نہیں۔۔۔ شاید تمیں

مانے والی اطلاع غلط ہو۔۔۔ بہر حال تعاون کا شکر یہ۔۔۔ اسے آپ سیل کر

کامیاب ہو گیا۔

”جنتاب!۔۔۔ یہ تو ہمارا فرض تھا۔۔۔“ پوسٹ ماسٹر نے بھی اٹھ کر کہا

بڑات خود ڈارک کلب کا چیف پاس کرافٹ تھا۔ کیونکہ وگ سے

چھپنی کھوئی اور چک اٹھا کر باہر چلا گیا۔ باہر چپر اسی موجود تھا وہ

اندازہ ہوتا تھا کہ وگ اس نے اپنے گنجے پن کو چھپانے کے لئے ہی

لگائی ہو گی۔

سے شعلے نکل رہے تھے۔ میز کے سامنے کرسیوں پر ڈارک کلب کے  
ابھی اس کی کار ڈریک پر کچھ ہی دور آگے بڑھی ہو گی کہ ایک اور کار  
تقریباً تمام مبہر موجود تھے۔ جن میں بارٹن ابھی تک سیکرٹری کلب  
داخلہ بالم کپور اور شیری راج شری کے میک اپ میں تھی۔ باقی لوگ  
اپنی اصل شکاؤں میں تھے۔

ابھی اس کے پیچھے آئی اور اس کے قریب ہو کر چلنے لگی۔ اسے  
تیزی سے اس کے پیچھے آئی اور اس کے قریب ہو کر چلنے لگی۔ اسے  
ایک نوجوان چلا رہا تھا۔

کرافٹ خط پوسٹ کر کے جب واپس ہیڈ کوارٹر پہنچا تو وہاں پہنچتے ہی  
اسے اطلاع ملی کہ کرٹل فریدی والا مشن ناکام ہو گیا ہے۔ ان کے دو  
مقامی ساتھی بھی ہلاک ہو گئے ہیں۔ لیکن بارٹن اور شیری فتح کرنے کے  
میں کامیاب ہو گئے ہیں۔

”جناب!... میرا علاقہ بلیک فورس سے ہے۔ کرٹل فریدی صاحب  
کی ہدایت ہے کہ آپ جہاں بھی ملیں، آپ کو پیغام دے دیا جائے  
کہ آپ فوراً ان کی کوئی پہنچ جائیں۔ انہیں کوئی ایمیر جسٹی ہے۔“...  
نوجوان نے کھڑکی سے سر نکالتے ہوئے اوپری آواز میں عمران سے  
مخاطب ہو کر کہا۔

کرافٹ نے پہلے ڈرینک روم میں جا کر اپنا میک اپ صاف کیا اور  
پھر وہ اپنے مخصوص کمرے میں پہنچ گیا جہاں اس کے ساتھی  
موجود تھے۔ وہاں دیکھ کر احتراماً کھڑے ہو گئے۔

”ٹھیک ہے۔“..... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور نوجوان کار  
دوڑاتا ہوا آگے نکل گیا۔

”بیٹھ جاؤ۔“ مجھے اطلاع ملی کہ تم ناکام رہے ہو بارٹن۔“..... کرافٹ

چیف بس کا چہرہ غصے کی شدت سے سیاہ پر گیا تھا۔ اس کی آنکھوں

نے غور سے بارٹن کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔ جو بالم کپور کے میک اپ میں تھا۔

اس کی آنکھوں میں اطمینان تھا جیسے وہ اپنی موت کو قبول کر چکا ہو۔  
جب کہ شیری کا خوف کے مارے بر احوال تھا۔ باقی ساتھی بھی خاموش  
بیٹھے ہوئے تھے۔

”ہونہے۔ تم صحیک کہتے ہو۔ کرل فریدی کے مقابلے میں تمہارا قصور  
نہیں ہو سکتا۔۔۔ وہ ہے ہی ایسا آدمی۔۔۔“ کرافٹ نے بگڑے ہوئے  
لبجھ میں کہا اور شیری کی آنکھوں میں اطمینان کی جھلکیاں نہیاں  
ہو گئیں۔

تم دونوں جا کر یہ میک اپ صاف کر کے آؤ۔۔۔ اب مجھے اس میک  
اپ سے وحشت ہو رہی ہے۔۔۔ کرافٹ نے کہا اور بارٹن اور شیری  
دونوں اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ جب کہ کرافٹ نے اپنی  
کرسی سے اٹھ کر نہ لٹانا شروع کر دیا۔ اس کے چہرہ غصے کی شدت سے  
بگڑا ہوا تھا۔ اور آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے ناکامی اور شکست

”یہ درست ہے جتنا ب ا۔۔۔ عین آخری لمحے میں وہ حیرت انگیز  
پھرتی سے بچ نکلا اور اس نے ہمارے دو آدمی بھی ہلاک کر دیئے۔۔۔  
ہم نے فوراً وہاں سے نکلنے کی سوچی۔۔۔ ورنہ شاکنہ ہم بھی بچ کرنا  
آسکتے۔۔۔“ بارٹن نے جواب دیا۔

”تفصیل بتاؤ۔۔۔“ کرافٹ نے بگڑے ہوئے لبجھ میں کہا اور بارٹن  
نے شروع سے لے کر آخر تک تمام تفصیل بتا دی۔

”تو تم دونوں ناکام رہے۔۔۔ اور جانتے ہو کہ ناکامی کی سزا ذارک  
کلب میں کیا مقرر ہے۔۔۔“ کرافٹ نے دانت پیتے ہوئے کہا۔  
”یہی پاس!۔۔۔ موت۔۔۔ میں اس مزا کے لئے تیار ہوں۔ لیکن  
اس ناکامی میں ہمارا کوئی قصور نہیں ہے۔۔۔“ بارٹن نے جواب دیا۔

کے شعلے۔

”باس!... میرے تواریخ ہے کہ تم پلانگ کے چکر میں پڑیں ہی

نہیں۔ نقشہ ہمیں مل گیا ہے۔ اب وہ گیا فریدی کے قتل کا مسئلہ۔

تو میرے خیال میں آپ ہم بیر کو آزاد چھوڑ دیں کہ وہ جس طرح چاہے فریدی کو ہلاک کر دے۔ مجھے یقین ہے کہ تم میں سے کسی نہ کسی کی گولی فریدی کو بہر حال شکار کرہی لے گی۔“... جیکٹی نے کہا۔

”لیکن اگر ہمارا ایک بھی آدمی فریدی کے ہتھے چڑھ گیا تو پھر ذارک کلب کا خدا ہی حافظ ہو سکتا ہے۔“... کرافٹ نے جواب دیا۔

”باس!... آپ فریدی کو مجھ پر چھوڑ دیں۔“ میں اس پر سن کا

ایسا جال پھینکوں گی کہ وہ پکے ہوئے پھل کی طرح ہماری جھوٹی میں کوئی نئی پلانگ کرنی چاہیے۔“... کرافٹ نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے آگرے گا۔“... سماں نے کہا۔

”تمہاری بات دنیا کے ہر شخص کے لئے درست ہو سکتی ہے۔ مگر فریدی جواب دیا۔

”باس!... آپ کا کہنا درست نکلا۔“ یہ فریدی واقعی انتہائی عیار آدمی ہے۔ ورنہ بارٹن اور شیری دنوں ایسے ہیں کہ ان کے پنجے میں آ کر موت بھی باہر نہیں نکل سکتی۔ اس لئے ہمیں اب بخندے دماغ سے کوئی نئی پلانگ کرنی ہو گی۔“... سام نے سکوت کو توڑتے ہوئے کہا۔

کرافٹ مرکر پہلے تھنڈے غور سے سام کو دیکھتا رہا۔ پھر اس کے چہرے کے بگڑے ہوئے عضلات نارمل ہوتے گئے اور وہ ایک طویل سانس لیتا ہوا واپس اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

”تمہاری بات درست ہے سام!...“ ہمیں واقعی بخندے دماغ سے کوئی نئی پلانگ کرنی چاہیے۔“... کرافٹ نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے جواب دیا۔

کے لئے نہیں۔ ارے ہاں!۔۔۔ ایک کام ہو سکتا ہے۔”۔۔۔ کرافٹ نے اچانک چونکتے ہوئے کہا۔ اور وہ سب چونک کر کرافٹ کو دیکھنے لگے۔

ماردی جائے۔۔۔ ٹھیک ہے تم سب اپنے اپنے طور پر ترکیبیں سوچو۔۔۔ میں خود اپنے طور پر کام کروں گا۔”۔۔۔ کرافٹ نے جھنجلائے ہوئے لبجھ میں کہا۔

بارش اور شیری بھی اپنے اصل روپ میں واپس آ کر اپنی اپنی سیٹوں پر ”باس!۔۔۔ میرے ذہن میں ایک ترکیب آئی ہے۔”۔۔۔ اچانک شیری نے کہا۔ اور کرافٹ سمیت سب لوگ چونک کر اسے دیکھنے بینجھ چکے تھے۔

”اگر کیپشن حمید کو کسی طرح انہوں کر لیا جائے۔۔۔ اور پھر جیکہ اس کے میک اپ میں فریدی کی کوئی میں پہنچ جائے تو وہ بڑی آسانی سے کرٹل لگے۔

”بولا۔۔۔ کیا ترکیب ہے؟“۔۔۔ کرافٹ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ ”باس!۔۔۔ میں نے معلوم کیا ہے کہ کرٹل فریدی کا استثنہ کیپشن فریدی کو گولی مار سکتا ہے۔“۔۔۔ کرافٹ نے کہا۔

”لیکن باس ایک بات ہے۔۔۔ کرٹل فریدی اب حد سے زیاد دھناتا ہو چکا ہو گا۔۔۔ اس لئے ایسا نہ ہو کہ الٹا ہم ہی پھنس جائیں۔“۔۔۔ سام میں رہتا ہے۔۔۔ میں سیدھی اس کی کوئی میں چلی جاتی ہوں۔۔۔ میں اسے نہ کہا۔

”ہوں!۔۔۔ تو پھر یہی صورت رہ گئی ہے کہ اسے برہ راست گولی بتاؤں گی کہ میں سیاح ہوں۔۔۔ لیکن میرے پاس رقم ختم ہو گئی ہے۔۔۔ اس

دوران جیسے ہی کرٹل فریدی نظر آئے گا۔ میں پلک جھپکنے میں ریو اور کہا۔

نکال کر اس پر فارٹکھوں دوں گی۔ اور پھر بعد میں سوچا جائے گا کہ کیا ”ٹھیک ہے۔“ جیسی بہر حال رسک لیتا ہی پڑے گا۔ شیری کا ہوتا ہے۔ کم از کم کرٹل فریدی تو ختم ہو جائے گا۔ ورنہ اگر تم اس طریقہ سادہ اور فطری ہے اور شیری کی مہارت قابل اعتماد ہے۔ اس

لئے مجھے یقین ہے کہ وہ کرٹل فریدی کو قتل کرنے میں کامیاب رہے گی۔“ کرافٹ نے کہا اور شیری کے لبؤں پر مسکراہٹ سے پھیل گئی۔

اس کے بعد وہ سب مل کر باقی پلانگ کی تفصیلات طے کرنے میں مصروف ہو گئے۔

کرٹل فریدی صوفے پر بینخا کسی گہری سوچ میں غرق تھا۔

”السلام علیکم یا حضرت“.... عمران نے ڈرائینگ روم میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

”اوہ!۔ آ و عمران۔۔۔ میرا پیغام مل گیا تھا۔“ فریدی نے اسی طرح سنجیدہ لجھے میں کہا۔

طرح اس کے متعلق سوچتے رہے تو وہ ہمارے اعصاب پر سوار ہو جائے گا۔“ شیری نے کہا۔

”ترکیب تو اچھی ہے۔ لیکن اس میں تمہاری جان کو بھی خطرہ ہو سکتا ہے۔ اور اگر فریدی یا حمید تمہاری طرف سے مشکوک ہو گئے تو پھر تمہارا پکڑ لیا جانا یقینی ہو جائے گا۔“ کرافٹ نے کہا۔

”باس!۔۔۔ میں ٹرانسپر لاکٹ گلے میں ڈال لوں گی۔ آپ اوگ کوٹھی کے گرد مختلف گلیوں میں موجود ہیں۔ لاکٹ کی وجہ سے

ہماری تمام بات چیت آپ تک پہنچتی رہے گی۔ اگر کوئی خطرہ محسوس ہو تو آپ سب مل کر بھی کوٹھی پر دھاوا بول سکتے ہیں۔“ شیری نے

”اس لئے تو حاضر ہو گیا ہوں۔۔۔ ورنہ میر ارادہ تو آج لمبی آوارہ گردی کرنے کا تھا۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور صوفے پر لبھ میں کہا۔

”ظاہر ہے۔۔۔ اب وہ ہاتھ جوڑ کر آپ کے سامنے تو کھڑے ہونے

سے رہے۔۔۔ آپ ایک کام کریں کہ ماذل کا لوئی کی کوئی نمبر چالیس کی نگرانی کرائیں۔۔۔ ہو سکتا ہے آپ کا مسئلہ حل ہو جائے۔۔۔

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب؟ یہ پتہ تم نے کیسے ٹریس کیا ہے۔۔۔ فریدی نے بڑی طرح پوچنے لگا۔

”آپ نگرانی تو کرائیں۔۔۔ پھر بتاؤں گا۔۔۔ عمران نے بات ٹالتے ہوئے کہا۔

”نگرانی کی کیا ضرورت ہے۔۔۔ میں وہاں ریڈ کر دیتا ہوں۔۔۔ لمبے چکر میں الجھنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔۔۔ کرنل فریدی نے کہا اور

”تمہیں معلوم ہے کہ بالم کپور کی بیوی راج شری کافون آیا تھا کہ ان کے لڑ کے کو انہوا کر لیا گیا ہے۔۔۔ لیکن یہ سب فراڈ تھا۔۔۔ وہ میرے قتل کی ایک بھی نک سازش تھی۔۔۔ فریدی نے کہا اور پھر اس نے سارے واقعات تفصیل سے بتادیئے۔

”ہونہہ!۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ ڈارک کلب والے خاصے ذہین واقع ہوئے ہیں۔۔۔ تو اب آپ نے کیا سوچا ہے؟۔۔۔

عمران نے سمجھیدہ لبھ میں پوچھا۔

”کوئی بات سمجھنہیں آرہی۔۔۔ بلیک فورس پورے شہر میں گھوم رہے ہیں لیکن اسے کوئی مشکوک آدمی نظر نہیں آیا۔۔۔ وہ لوگ ایک پلان

اس نے فون اپنی طرف کھکھ کر اس کا رسیور انٹھایا اور پھر نمبر گھما کر  
اس نے نمبر الیون کو ماذل کالونی کی کوئی نمبر چالیس پر ریڈ کرنے اور  
مسکراتے ہوئے کہا اور فریدی کھل کھلا کر پس پڑا۔

”تم بے فکر ہو۔ فریدی اتنی آسانی سے مر نے والی شنبیں  
ہے۔“..... کرٹل فریدی نے کہا۔

”آسانی سے نہ سہی۔۔۔ مشکل سے ہی سہی۔۔۔ لیکن وہ نقشہ“....  
عمران نے کہا۔

”ڈارک کلب سے فارغ ہو جاؤ۔۔۔ اس کے بعد نقشے کے متعلق  
بھی سوچوں گا۔۔۔ فی الحال تو میرا اذہن اس طرف متوجہ ہے۔“....  
کرٹل فریدی نے واضح طور پر اسے تاثرتے ہوئے کہا اور عمران بے  
اختیار مسکرا دیا۔

”فریدی صاحب بتا دیں۔۔۔ اس سے بہت کامیاب ہو گا۔“.....  
”مطلب تو کئی بنائے جاسکتے ہیں۔۔۔ بہر حال فل الحال تو ان کا مشن  
عمران نے بڑے عاجز انہ سے لجھے میں کہا۔

اس نے فون اپنی طرف کھکھ کر اس کا رسیور انٹھایا اور پھر نمبر گھما کر  
دہاں موجود ہر شخص کو گرفتار کرنے کے احکامات جاری کر دیئے۔

”ہاں۔۔۔ اب بتاؤ کہ یہ پتہ تم نے کہاں سے حاصل کیا؟“..... کرٹل  
فریدی نے رسیور رکھتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ڈارپورٹ آ لینے دیجئے۔۔۔ پھر تفصیل بھی بتاؤں گا۔۔۔ ویسے آپ  
ایک کام تو کریں کہ وہ نقشہ تو بتاؤ دیں۔۔۔ ایسا نہ ہو کہ مجرم اپنے مشن  
میں کامیاب ہو جائیں اور میں نقشہ ہی ڈھونڈتا رہ جاؤں۔“.... عمران  
نے بات کا رخص پلتتے ہوئے کہا۔

”مشن میں کامیاب ہو جائیں سے تمہارا کیا مطلب ہے؟“....  
فریدی نے چوکتے ہوئے کہا۔

”یار گھراتے کیوں ہو۔ میں مر اتو نبیس جا رہا۔ بتا دوں گا۔ مجھے اس کے لئے ذہن پر زور دینا پڑے گا۔ اور اس وقت میراڑ ہن الجھا دیکھنے لگتا۔ اس کے دیکھنے کا انداز ایسا تھا جیسے وہ عمران کی بجائے کسی ہوا ہے۔“ کرٹل فریدی نے سمجھدہ لجھے میں کہا اور عمران نے منہ ما فوق الفطرت شے کو دیکھ رہا ہو۔

عمران نے پورا نقشہ بنایا اور سر اٹھا کر فریدی کو دیکھنے لگا۔

”میرا خیال ہے کہ ایسا نقشہ ہونا چاہیے۔ کیا خیال ہے؟“... عمران نے مکراتے ہوئے پیدا فریدی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”تم نے اصل نقشہ کہاں دیکھا ہے۔ اوہ! ابھی تم نے پہنچی بتایا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ تم نقشہ واپس حاصل کر چکے ہو۔“....

فریدی نے بری طرح چوتھتے ہوئے کہا۔

”ارے نبیس فریدی صاحب!“... ایک بزرگ نے مجھے خواب میں بشارت دی تھی۔ انہوں نے کہا۔ لے جیٹا پریشان نہ ہو۔ ایسا نقشہ ہے۔ بس وہ مجھے یاد رہ گیا۔“... عمران نے احمقانہ انداز میں

”اچھا آپ کی مرضی۔ اگر آپ مجھ پر اعتماد نبیس کرتے تو نہ سکی۔“... عمران نے روشنخے والے لجھے میں کہا اور ایک طرف میز پر پڑا ہوا خالی پیدا اٹھا لیا۔ جیب سے قلم نکالا اور اس نے اس کا نڈ پر نقشہ بنانا شروع کر دیا۔ حالانکہ اس نے سرسری نظروں سے نقشہ دیکھا تھا لیکن اس کا ذہن ایسا تھا کہ جو شے ایک بار اس کی نظروں کے سامنے سے گذر جاتی تھی وہ اسے یاد رہ جاتی تھی۔

پہلے تو فریدی خاموش بیٹھا اسے دیکھتا رہا۔ لیکن جب نقشہ واضح ہونے لگا تو فریدی کی آنکھیں حیرت سے پھینا شروع ہو گئیں۔ وہ

کہا۔

الیوان نے کہا اور فریدی نے چونک کر عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

”جسچ بتاؤ عمران!... میں بے حد سنجیدہ ہوں“... کرنل فریدی

نے بے حد سنجیدہ لجھے میں کہا۔ وہ واقعی بے حد سنجیدہ ہو رہا تھا۔

”جسچ تو بتا دیا ہے۔ اگر کوئی غلطی ہو تو بتا دیں۔ آپ تو بتا ہی نہیں

رہے تھے۔ میں نے سوچا کہ چلو میں ہی کوشش کروں۔ کرنل فریدی صاحب کو دماغ پر زور نہ ہی دینا پڑے۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

زیرو۔ دون۔ زیرو۔ تحرٹی سکس۔ مزدابارہ سو۔ ڈارک براؤن کلر۔ نیاماڈل ہے اس کے مالک کہ پتہ کرا دیں۔“..... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ پہلے مجھے تفصیل بتاؤ۔ تم مجھے چکر دے رہے ہو۔“...

فریدی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

” وعدہ کریں کہ نقشہ بتا دیں گے۔“..... عمران نے پچوں کے سے

انداز میں ضد کرتے ہوئے کہا۔

”کیا بتا دوں۔ نقشہ تو تم نے درست بنایا ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ

اور پھر اس سے پہلے کہ کرنل فریدی کچھ کہتا، پاس پڑے ہوئے شیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ فریدی نے رسیور اٹھایا۔

”نمبر الیوان بول رہا ہوں جتاب!... ماڈل کالونی کی کوئی نمبر جائیں میں ایک بیوہ رہتی ہے اکیلی۔ بوڑھی عورت ہے۔ ایک نو کرانی اس کے ساتھ رہتی ہے۔ ارجمن داں کی بیوہ ہے۔“..... نمبر

اصل نقشہ بھی تمہارے پاس ہے۔”.....کرٹل فریدی نے کہا۔

”اے ارے کہیں آپ مجھ پرڈا کے کا اڑام تو نہیں لگا رہے۔ آپ کی بلیک فورس عرف کا لی طاقت عرف کا لی دیوی آپ کو بتا سکتی ہے کہ میں تو ڈاکے کے بعد ایئر پورٹ پر پہنچا تھا۔“.....عمران نے خوفزدہ لبجے میں کہا۔

”وہ مجھے معلوم ہے۔ لیکن تم نے نقشہ بیباں سے حاصل کیا؟ یہ بتاؤ۔ سنو عمران!۔ معاملہ بے حد سمجھیدہ ہے۔ میرا چوکیدار گورکھ قتل ہو چکا ہے۔ اور جہاں تک مجھے یقین ہے سیکڑی داخلہ بالم کپور اور ان کی بیگم بھی قتل ہو چکی ہیں۔ اور مجھ پر مسلسل قاتلانہ جملے ہو رہے ہیں۔ ایسے حالات میں تمہارا کچھ چھپانا نہ صرف میرے ساتھ دشمنی ہے، بلکہ میرے ملک کے ساتھ بھی۔“.....فریدی نے سنجیدہ لبجے میں کہا۔

”اے ارے آپ تو بہت دور پہنچ گئے۔ اچھا پہلے یہ بتائیں کہ

آپ مجھے ٹال کیوں رہے تھے؟“.....عمران نے کہا۔

”چچ پوچھتے ہو تو صرف اس لئے کہ یہ نقشہ دیکھنے کے بعد وہ لوگ میرے پیچے لگ گئے ہیں۔ اگر میں نے تمہیں بتا دیا تو کہیں وہ تمہارے پیچے نہ لگ جائیں۔“.....فریدی نے کہا اور عمران پس پڑا۔

اسے معلوم تھا کہ یہ بات نہیں۔ لیکن ظاہر ہے اب وہ مزید کیا کہتا۔

”اگر یہ بات ہے تو یہ مجھے اپنا اصل نقشہ۔“.....عمران نے جیب سے اصل نقشہ رکال کر فریدی کے سامنے رکھ دیا۔ اور فریدی یوں نقشے کو دیکھنے لگا جیسے دنیا کا نواں جگہ سامنے آگیا ہو۔ اور بات بھی ایسی ہی تھی۔ زبردست چکر دے کر ڈارک کلب والے کوٹھی سے نقشہ لے اڑے۔ اور اب عمران نے نقشہ رکال کر اس کے سامنے یوں رکھ دیا تھا۔ جیسے ڈارک کلب والوں نے نقشہ بیباں سے لے جا کر عمران

تھے مار کر پس دیا۔

کے ہاتھ میں دے دیا ہو۔ جب کہ وہ جانتا تھا کہ عمران صرف اس

وقت سے جب کہ فریدی کی کار لے کر کوئی سمجھا دیجئے۔ وہ مجھ سے  
”یہی بات آپ اپنے کیپٹن صاحب کو بھی سمجھا دیجئے۔ وہ مجھ سے  
وارکھاتا ہے۔ اگر مجھے غصہ آگیا تو کسی جن نے اس کی گردان مردوڑ  
داہی ہے۔“... عمران نے کہا۔

وقت سے جب کہ فریدی کی کار لے کر کوئی سمجھا دیجئے۔ وہ مجھ سے  
واپس آنے تک دو یا زیادہ سے زیادہ تین گھنٹے لگائے ہوں گے۔ لیکن  
فورس کی نظروں سے او جھل رہا تھا۔ لیکن اتنے کم وقت میں اس نے  
نقشہ بھی حاصل کر لیا تھا۔

”اچھا۔۔۔ اس خزرے نہ کرو۔۔۔ یہ بتاؤ کہ یہ نقشہ تمہارے ہاتھ کہاں  
سے لگا۔“.... فریدی نے دوبارہ سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”کمال ہے عمران!۔۔۔ آج واقعی تم نے مجھے حیرت زدہ کر دیا  
ہے۔۔۔ گوئیں تمہاری صلاحیت سے اچھی طرح واقع ہوں۔ لیکن  
آج مجھے یقین ہو گیا ہے کہ تم کچھ مافوق الفطرت صلاحیتیں بھی رکھتے  
ہو۔“.... فریدی نے کہا۔

”تو آپ کا مطلب ہے کہ میں نے کوئی جن وغیرہ رکھے ہوئے  
ہیں۔۔۔ جو میری مدد کرتے ہیں۔“... عمران نے ہستے ہوئے کہا۔

اسی اتفاق سے پڑھا تھا۔ البتہ اس نے کہانی میں کچھ تراہیں اس انداز

”اس نقشے سے تو یہی لگتا ہے۔“.... فریدی نے کہا اور پھر خود ہی

میں کر دی تھی جیسے وہ کرافٹ کو مشکوک سمجھ کر اس کے پیچھے لگا ہو۔  
”اوہ کمال ہے۔۔۔ ویسے مجھ سے واقعی اب حماقتوں ہونا شروع ہو گئی  
ہیں۔۔۔ مجھے چاہیے تھا کہ میں ایسی جگہوں کو کور کر اتا۔۔۔ فریدی نے  
جھینپتے ہوئے کہا۔

عمران نے آج اسے ایسے انداز میں مات دی تھی کہ اس کی برتری  
تلیم کرنے کے سوا فریدی کو اور کوئی چارہ بھی نظر نہ آ رہا تھا کیونکہ  
اس کی بلیک فورس دنوروز سے کسی مشکوک آدمی کو حلاش نہ کر سکی تھی اور  
عمران نے یہاں سے نکتے ہی نہ صرف مشکوک آدمی ڈھونڈ نکالا تھا  
بلکہ وہ اصل نقشہ بھی واپس حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اب  
اسے کیا معلوم کہ یہ سب کچھ اتفاق سے ہوا تھا اور عمران نے صرف  
اسے زوج کرنے کے لئے بات بنادی تھی۔

”اس میں آپ کو قصور نہیں فریدی صاحب!۔۔۔ عمران جہاں پہنچ

جائے وہاں حماقتوں واقعی شروع ہو جاتی ہیں۔۔۔“ عمران نے بات

اس انداز سے کہی کہ وہ بھر پور طنز بھی تھا اور اس کے اپنے اوپر بھی  
جا سکتی تھی۔

”اب تو اس کا رکا پڑ لگا نالازمی ہو گیا ہے۔۔۔ صرف ایک خیال ہے  
کہ کہیں نمبر جعلی نہ ہو۔۔۔“ فریدی نے دوبارہ رسیور اٹھاتے ہوئے  
کہا۔

”امید تو نہیں ہے کہ نمبر جعلی ہو۔۔۔ کیونکہ کرافٹ کے ذہن میں بھی  
یہ بات نہ ہو گی کہ کوئی اسے یہاں پہنچانا ہے۔۔۔ اسے کیا معلوم کہ اس  
کا حلیہ اور نام جانے والا یہاں پہنچ چکا ہے۔۔۔“ عمران نے مسکراتے  
ہوئے کہا۔

”ہاں!۔۔۔ یہ بات بھی ہے۔۔۔ بہر حال ابھی پہنچ چل جاتا  
ہے۔۔۔“ کریں فریدی نے نمبر گھمائے اور پھر اب طبقاً ہوتے ہی کسی

کو وہ نمبر لکھوا کر اسے کار کے مالک اور اس کے پتہ بتانے کی بدایت "ہو سکتا ہے اس نے کلرک کو قتل اسی بات پر کیا ہو کہ وہ فرضی پتے پر چونکہ ہو۔"....فریدی نے کہا۔ کر دی۔

"آپ پر واقعی جنات کا اثر ہو گیا ہے۔۔۔ فریدی صاحب! پہلی بات تو یہ کہ کلرک جب قتل ہوا تو لغافہ بک ہو چکا تھا۔ اگر کلرک اعتراض کرتا تو غلط پتہ دیکھ کر وہ اسے کسی صورت بھی بک نہ کرتا۔۔۔ دوسرا بات یہ کہ آپ کو معلوم ہے کہ یہاں ماڈل کا لوئی بہر حال ہے اس لئے ماڈل کا لوئی پر کلرک کو اعتراض ہی نہ ہو سکتا تھا۔"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور فریدی شرم مندہ سے انداز میں بنس دیا۔

"مجھے تایم ہے کہ واقعی میراڑ، ہن کام نہیں کر رہا۔"....فریدی نے اس بار کھلے دل سے اعتراف کرتے ہوئے کہا۔

"یہ بات نہیں۔۔۔ اگر آپ کا ذہن کام نہیں کر رہا ہو تو آپ بالم کپور کی کوئی سے زندہ بیج کرنے آتے۔"..... عمران نے کہا۔

"یہ بات بھی طے ہے کہ ڈارک کلب کا ہیڈ کوارٹر ماڈل کا لوئی میں ہے۔۔۔ کوئی نمبر تو کرافٹ غلط لکھ سکتا ہے۔۔۔ لیکن کا لوئی غلط نہیں ہو سکتی۔۔۔ انسانی نفیات ہے کہ وہ دو جھوٹ بیک وقت نہیں بولتا اور پھر اسے تواب تک یہ علم نہ ہو گا کہ اس کا لغافہ دیکھا جا چکا ہے اور نقشہ دا پس ہمارے پاس پہنچ چکا ہے۔۔۔ تو پھر پتہ لکھتے وقت اسے کسی خیال آسکتا ہے کہ یہ لغافہ ہم چیک کر سکتے ہیں اس کے علاوہ وہ لوگ یہاں نئے ہیں اس کے ذہن میں لازماً وہی کا لوئی ہو گی جہاں وہ رہتے ہیں۔۔۔ اور آخری بات یہ کہ اگر وہ اپنی طرف سے کسی فرضی کا لوئی کا پتہ لکھ دیتا تو وہ کلرک بھی چونک سکتا تھا۔"..... عمران نے باقاعدہ دلائل دینے شروع کر دئے۔

اسی لمحے شیلیفون کی گھنٹی ایک بار پھر نجک انھی اور فریدی نے رسیور انھا تھا۔ دوسری طرف سے وہی آدمی بول رہا تھا جس کے ذمے آرام کرو۔ ”... فریدی نے کہا اور خود تیز تیز قدم انھا تاڑ رائیگ روم سے باہر نکل گیا۔

فریدی نے کار کے مالک کا پتہ چلانا لگایا تھا۔ ”جناب!... یہ کارڈ اکٹرشنکر کے نام رجسٹرڈ ہوئی ہے۔ اور پتہ ایک سو دس ماڈل کا لوٹی لکھا ہوا ہے۔ ”... دوسرے طرف سے بتایا گیا۔ ”ٹھیک ہے۔ تھینک یو۔ ”... فریدی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی تھی۔

”تمہاری بات درست نکلی عمران!... یہ لوگ ماڈل کا لوٹی میں ہی موجود ہیں۔ اب میں دیکھوں گا کہ یہ مجھ سے کیسے بچ کر۔ نکلتے ہیں۔ ”... فریدی نے تیز لمحے میں کہا اور پھر اس نے نمبر الیون کو کال کر کے اسے ہدایات دینا شروع کر دیں۔ ”میں ساتھ چلوں۔ ”... عمران نے آفرگی۔

کیپٹن حمید سخت بے چین تھا کیونکہ اس کی عاشقانہ فطرت کی وجہ سے مجرم کوئی پرڈا کہدا لئے اور نقشہ لے اڑنے میں کامیاب ہوئے تھے۔ گوفریدی نے اس بارے میں اسے کچھ نہ کہا تھا لیکن وہ خود بڑی خارکھائے ہوئے تھا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اب مجرموں کو ٹریس بھی خود ہی کرے گا۔ اس لئے فریدی اور عمران کے باہر جانے کے بعد وہ کچھ دیر تو سوچتا رہا کہ کس طرح مجرموں کا لکیوں کا لے۔ پھر اسے خیال آگیا کہ گوا سے آنے والے وائٹ فاکس کا گروپ لا زما کہیں ٹھہرا ہو گا۔ اور زیرِ زمین دنیا میں ان کے دوست اور جانے والے بھی یقیناً ہوں گے اور اسی لمحے اسے دادا کا لویاد آگیا۔ یہ بوڑھا آدمی

کسی زمانے میں بہت بڑا غنڈہ تھا۔ لیکن جوانی گزرنے کے بعد اب وہ زیریز میں دنیا کا سب سے بڑا مخبر بن گیا تھا۔ زیریز میں دنیا میں وہ دادا کا لوکے نام سے یاد کیا جاتا تھا اور شہر میں ہونے والے تمام اتفاقات کی اسے خبر رہتی تھی۔ کیسے رہتی تھی؟ اس کے متعلق آج تک کوئی معلوم نہ کر سکا تھا۔ چنانچہ اس نے دادا کا لوے ملنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

”ارے دادا!... آجکل تو برائٹی چل رہی ہے۔ کہیں سے لمبی رقم ماری ہے کیا؟.....“ جمید نے کرسی کھینچ کر اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا۔

”اوہ کیپٹن جمید تم!...“ رقم کا کیا پوچھتے ہو۔ ان انگلیوں سے نجانے لئے کھربوں روپے گذر چکے ہیں۔“... دادا کا لوے مسکراتے ہوئے کہا۔ کیپٹن جمید اور وہ دونوں خاصے بے تکلف تھے۔

”جو نکل گئے۔ وہ تو نکل گئے۔ اب کیا خیال ہے؟“... جمید نے جیب سے بٹوہ لکاتے ہوئے کہا۔

”رہنے دو۔ تم ہر بار مجھے آفر کرتے رہتے ہوں۔ میں نے پہلے تم سے کبھی کوئی رقم لی ہے۔“... دادا کا لوے بہتے ہوئے کہا۔

”دادا!... اس بار میری ذاتی عزت کا مسئلہ آن پڑا ہے۔ قطعی ذاتی۔“... جمید نے بٹوہ واپس جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

اس نے اپنی سپورٹس کار زکابی اور کوئی سے نکل کر سیدھا گولڈن بار کی طرف بڑھ گیا۔ گولڈن بار دادا کا لوکا مستقل اڈہ تھا۔

جمید نے کار بار کی سائینڈ میں روکی اور خود اتر کر وہ بار کی طرف بڑھ گیا۔ ہال میں داخل ہوتے ہی موقع کے مطابق دادا کا لوے اپنی مخصوص میز پر بیٹھا نظر آگیا۔ اس کے سامنے برائٹی کی بوتل رکھی ہوئی تھی جو آدمی سے زیادہ خالی ہو چکی تھی۔

”کیوں۔۔ تمہاری کوئی نبی محبو بے انخوا کر لی گئی ہے۔۔“.... دادا کا لونے

برانڈی کی بوتل سے ایک لمبا گھونٹ لیتے ہوئے مسکرا کر کہا۔  
یہاں صرف وہی عورت قتل ہوئی ہے۔۔ لیکن وہ تو انتہائی بدنام عورت

”انخوا نہیں ہوئی۔۔ بلکل قتل کردی گئی ہے۔۔“.... جمید نے سرگوشی کرتے تھی۔۔ تم اسے کیوں پوچھتے پھر رہے ہو۔۔“.... دادا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”قتل۔۔ کب کی بات کر رہے ہو؟“.... دادا نے سفید ہنوس اچکاتے ہوئے کہا۔

”ایک دن بھر کی بات ہے۔۔“.... جمید نے جواب دیا۔

”اوہ!۔۔ تو اب تمہارا میر عمار اتنا گھٹھیا ہو گیا ہے کہ بدنام عورتیں تمہاری محبو بے بننا شروع ہو گئی ہیں؟“.... دادا نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”بدنام۔۔ کیا مطلب؟“.... کیپشن جمید نے جان بوجھ کر انجحان بنتے ہوئے کہا۔

”لیکن وہ تو پورا گروپ ہی ختم ہو گیا۔۔“.... دادا نے کہا۔

”تمہاری وجہ سے۔۔ اوہ!۔۔ کیا مطلب؟۔۔ میں سمجھا نہیں۔۔“....  
داد کے پھرے پر حیرت تھی۔۔

”اس کے گروپ وائٹ فاکس نے مجھے پکڑ کر باندھ لیا تھا۔۔ لیکن  
شیلانے مجھ سے ہمدردی کی اور میں فرار ہونے میں کامیاب

ہو گیا۔۔ بس اسی وجہ سے۔۔“.... جمید نے کہا۔

”لیکن وہ تو پورا گروپ ہی ختم ہو گیا۔۔“.... دادا نے کہا۔

سرگوشی کی۔

”ظاہر ہے دادا۔۔۔“..... حمید نے سر حالاتے ہوئے کہا۔

”رنگوچمار درمیانی درمیانی آدمی ہے۔۔۔ وہ گوا گیا تھا اور واٹ فاکس کو لے آیا تھا۔۔۔“..... دادا نے آہستہ سے کہا۔

”اوہ سمجھ گیا۔۔۔ بالکل ٹھیک۔۔۔ اچھا دادا شکر یہ۔۔۔“..... حمید نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”محظا رہنا۔۔۔ یہ چمار کا بچا انتہائی خطرناک آدمی ہے۔۔۔“..... دادا نے حمید کو نصیحت کرتے ہوئے کہا۔

”میرا نام کیپن حمید ہے کیپن حمید۔۔۔“..... حمید نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا بارست باہر لکھتا چلا گیا۔۔۔ اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی تھی۔۔۔ اس نے ایک اتم کلیو حاصل کر لیا تھا۔۔۔ اسے معلوم تھا کی رنگوچمار شماں علاقے کا مطہور مگر، قاتل اور نامی گرامی غنڈہ ہے۔۔۔

”اسی وجہ سے کہ میں فرار ہو گیا تھا۔۔۔ لیکن کس نے ختم کیا ہے بس یہی

پوچھنا تھا۔۔۔ میں ان سے شیلا کا انتقام لینا چاہتا ہوں۔۔۔“..... حمید نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا اس کی آنکھوں میں چمک تھی۔

”یہ تو مجھے معلوم نہیں ہوا۔۔۔ کوئی خفیہ لوگ ہیں۔۔۔ کم از کم سا گالینڈ کے نہیں ہیں۔۔۔ ورنہ مجھے علم ہو جاتا۔۔۔“..... دادا نے جواب دیا اور حمید جانتا تھا کہ دادا اس سے جھوٹ نہ ہو گا۔

”دادا!۔۔۔ یہ بتاؤ کہ ان لوگوں کا لہذا بیٹھنا کون کے ساتھ ہے؟؟؟ کوئی آدمی بتا دو۔۔۔ میں اس کے حق سے سب کچھ خود ہی اگلوں گا۔۔۔“..... حمید نے کہا۔

دادا نے چند لمحے غور سے حمید کو دیکھتا رہا۔۔۔ جیسے سوچ رہا ہو کہ اسے بتائے یا نہیں۔۔۔

”میرا نام درمیان میں نہیں آنا چاہیے۔۔۔“..... دادا نے آہستہ سے

ایسا غنڈہ جس کے تعلقات پوری دنیا کے بڑے بڑے مجرم تنظیموں

سے ہیں۔ وہ اس کا نام کافی عرصے سے سنتا چلا آ رہا تھا۔ لیکن آج

تک کبھی توجہ نہ دی تھی البتہ اسے یہ معلوم تھا کہ رنگوچمار کا اڈہ سن سیٹ

بار میں ہے۔ وہ اس بار کا مالک تھا اور اس نے خاصا بڑا گینگ بنار کھا

ہے۔ سنا تھا کہ سانڈ سے زیادہ طاقتور اور لو مری سے زیادہ عیار آدمی

ہے۔ بہر حال اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ آج رنگوچمار کو چمار بنانا کریں

داپس لوئے گا۔

تحوڑی دیر بعد حمید کی کار سن سیٹ بار کے سامنے جا کر رک گئی وہ کار

سے نیچے اترنا اور بار میں داخل ہو گیا۔

بار کا ہال خاصا وسیع و عریض تھا اور بھانست بھانست کے لوگوں سے مجرما

ہوا تھا۔ یہ سارے لوگ زیر زمین دنیا کے باشندے تھے جوئے

موئے جو وارداتیں کر کے ساری رقم انہی باروں اور جوئے خانوں

میں خرچ کر دینا خفر سمجھتے تھے۔

حید اندر داخل ہوتے ہی کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا جہاں ایک پہلوان نما آدمی کھڑا تھا۔ حید اسے جانتا تھا۔ یہ اسلام تھا جسے سب ماسٹر اسلام کہتے تھے۔ انہائی ہتھ چھپت اور لڑا کا قسم کا آدمی تھا۔

”اوہ کپتان صاحب!... آپ اور بہاں۔“.... ماسٹر اسلام نے کاؤنٹر کے قریب کیپشن حید کو دیکھتے ہی مسکرا کر کہا۔

”یار تمہارے بارے میں سے ایک کام آن پڑا ہے۔“ رنگوچمار سے بہاں  
ہے وہ؟“... حید نے کاؤنٹر پر کہیاں لپکتے ہوئے کہا۔

”اوہ رنگو باس سے۔ ارے خیریت ہے؟“.... ماسٹر اسلام نے

آنکھیں بچاڑتے ہوئے کہا۔

”ہاں!... اسے ایک پیش کا کٹ ٹیل کا نہذ آتا ہے۔“ اور میں نے اس سے وہ نہذ لیتا ہے۔“... حید نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اوہ کپتان صاحب!... اس سے نسخہ لینے کی بجائے آپ خود ہی کوشش کر لجھئے تو زیادہ بہتر ہے۔“... ماشر اسلام نے سنجیدہ لجھے میں کہا۔

”تم بتاؤ تو سکی۔ کہاں ہے وہ؟“... حمید نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”نیچے جوئے خانے میں میٹھا ہے۔ یہ کارڈ لے اور دائیں طرف گلری میں چلے جاؤ۔ کوڈ ماشر اسلام ہے۔ یہ خیال رکھنا کہ کوئی اوپنی تیجی بات نہ کریں ہتنا۔ ورنہ دوسرے لمحے کھی بنے فرش سے چپکے ہوئے ہو گے۔ وہ ایسا ہی آدمی ہے۔“... ماشر اسلام نے کاؤنٹر کے اندر سے ایک سرخ رنگ کا کارڈ نکال کر حمید کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”فکر نہ کرو۔ میں نے تو صرف اس سے نسخہ کی بات کرنی

ہے۔“... کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا اور کارڈ اٹھائے دائیں طرف واپسی گلری کی طرف بڑھ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ اس کے کاؤنٹر سے بہتے ہی ماشر اسلام نے لازماً ٹکوٹون کر کے اس کی آمد کی اطلاع دے دیتی ہے۔ اس لئے اس نے جان بو جھ کر کوئی اشتعمال آمیز بات نہ کی تھی۔

گلری کے اختتام پر ایک دروازہ تھا جس کے باہر ایک مسلح آدمی کھڑا تھا۔ حمید نے کارڈ اس کی طرف بڑھا دیا۔

”کوڈ؟“... دربان نے غور سے کارڈ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”ماشر اسلام“... حمید نے کہا اور دربان نے سر ہلاتے ہوئے کارڈ واپس حمید کے ہاتھ میں پکڑا دیا اور خود ایک بیٹن دبا کر دروازہ کھول دیا یہ ایک طویل راہداری تھی۔ حمید آگے بڑھتا گیا۔ راہداری کے آخر میں ایک اور دروازہ تھا جس کے درمیان کارڈ ڈالنے کے لئے باقاعدہ

ایک جھری بنی ہوئی تھی اور اوپر لکھا ہوا تھا، کارڈ اس میں ڈالیے۔۔۔  
جعید نے کارڈ اس جھری میں ڈال دیا۔

دوسرے لمحے دروازے کے سفرت سے ایک چھوٹا سا خانہ کھلا اور دو  
آنکھیں اسے گھورنے لگیں۔

”مسڑ اسلام“... جعید نے کوڈ دوہرایا اور اس کے ساتھ ہی دروازہ کھلتا  
چلا گیا اور جعید نے جوئے خانے کے ہال میں قدم رکھ دیا۔

یہ خاصا بڑا ہال تھا۔ جس میں جوئے کی آٹھ میزیں لگی ہوئی تھیں اور  
سو سائی کے بڑے معزز لوگ جو کھیلنے میں مصروف تھے۔ لاکھوں  
کے داؤ لگ رہے تھے۔ ایک طرف لکڑی کا ایک کیبن بنایا ہوا تھا۔ جعید  
اس کیبن کی طرف بڑھ گیا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ کیبن کے باہر  
کھڑے ہوئے غندے اسے روکتے، جعید دروازے کو دھکیلتا ہوا  
اندر داخل ہو گیا۔

کمرے میں ایک میز کے پیچے دفعی ایک سانڈنما کا لاسیاہ آدمی بیٹھا  
ہوا تھا۔ سرخ شعلے نکالتی ہوئی آنکھیں اور چہرے پر زخموں کے بیٹھار  
نشانات نے اس کے چہرے کو خاصا خوفناک بنایا تھا۔ جعید اسے  
دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ یہی رنگو چمار ہو سکتا ہے۔ وہ کوئی رسالہ دیکھ رہا  
تھا۔ جو شاند عریاں تصویریوں سے بھرا ہوا تھا۔ اس نے چونک کر  
جعید کی طرف دیکھا اور پھر اس کے چہرے پر ناگواری کے اثرات  
ابھر آئے۔

”کون ہوتم؟۔۔۔ تمہیں معلوم ہے کہ بغیر اجازت اندر نہیں آنا  
چاہیے۔۔۔ باہر کھڑے کتوں نے تمہیں نہیں روکا۔۔۔“ رنگو چمار نے  
کاش کھانے والے لمحے میں کہا۔

”تو تم ہو رنگو چمار۔۔۔“ کیپٹن جعید نے میز کے سامنے رک کر اسے  
غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں!... مگر تم کون ہو؟“... رنگوچمار نے غور سے حمید کو دیکھتے

ہے۔ ”... رنگوچمار نے طنزیہ انداز میں کہا۔

ہوئے کہا اور حمید بڑے اطمینان سے ایک کرسی گھیث کر اس پر بیٹھے  
”میں پوچھ رہا ہوں وہ کون لوگ ہیں۔ ان کا اتنے پتہ بتاؤ؟“... حمید  
نے اپنی بات پر زور دالتے ہوئے کہا۔

”ماسٹر اسلام نے تمہیں فون پر نیس بتایا کہ میرا نام کیپشن حمید ہے۔ اور  
میں کرٹل فریدی کا استنٹ ہوں۔“... حمید نے کہا۔

”خاصے دلیر واقع ہوئے ہو کہ رنگوچمار کے اڑے میں آ کر اس سے  
پوچھ رہے ہو۔ دیکھو!... میں آخری بار کہہ رہا ہوں کہ واپس چلے  
جاؤ۔ اور یہ بھی میں صرف کرٹل فریدی کی وجہ سے کہہ رہا ہوں۔ ورنہ  
میرے ساتھ اونچے لبھ میں بات کرنے والا دوسرا لفظ یوں نے سے  
ہمیشہ محروم ہو جاتا ہے۔“... رنگوچمار کے لبھ میں تختی عود کر آئی۔

”دیکھو!... میں بھی آخری بار کہہ رہا ہوں کہ ان کا اتنے پتہ بتاؤ۔“  
درنہ میں تمہاری رگوں میں ابلٹے والے لندے خون سے بھی پوچھ

کر ہی جاؤں گا۔ اور سنو!... اپنے آدمیوں پر نہ چھولنا۔ تمہارا  
یہ اڈہ اس وقت بلیک فورس کے گھیرے میں ہے۔ یہاں کے ایک

”اوہ!... تو تم ہو کیپشن حمید۔ کرٹل صاحب تو بڑے گریٹ آدمی  
ہیں۔ خیر، ان کی وجہ سے میری تمہاری گستاخی معاف کر دیتا  
ہوں۔ بولوکس لئے آئے ہو۔“... رنگوچمار نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”واٹ فاکس کو تم نے کن لوگوں کے لئے بک کیا تھا؟“... حمید نے  
اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔

”اوہ تو یہ بات ہے۔ لیکن تم غلط آدمی کے پاس آئے ہو۔ رنگوچمار  
جو جانتا ہے۔ وہ کسی کو نیس بتاتا۔ اور جو نیس جانتا، وہ پوچھ لیا کرتا

ایک آدمی کو بھون دیا جائے گا۔”.. جمید نے انتہائی سخت لبجے میں کہا۔ ساتھی غندوں نے اپنی شین گنیں سیدھی کر لی تھیں۔ لیکن رنگو چمار نے ”اچھا تو یہ بات ہے۔ پھر آؤ۔“ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہ کون لوگ ہاتھ اٹھا کر انہیں روک دیا۔

”یہ میزیں ہٹاؤ۔ کیپٹن صاحب کے بڑپنے کے لئے کھلی چکے ہوئے ہیں۔“ رنگو چمار نے ایک جھٹکے سے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور حمید بھی اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

”آؤ آؤ۔ ڈرونیں۔“ رنگو چمار نے مسکراتے ہوئے کہا اور حمید لوگ تیزی سے ہٹ کر دیواروں سے لگتے گئے۔ بہت سے لوگ دروازے کی طرف کھکر رہے تھے۔ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کی چال میں بے نیازی تھی۔ جیسے اسے حمید کی ذرا برابر بھی پرواہ نہ ہو۔

”سنو!۔ نئی بات سنو!۔“ یہ چوہے کا بچہ رنگو چمار کو حصکی دے رہا ہے۔ ”دروازہ کھولتے ہی رنگو چمار نے چھینتے ہوئے کہا اور خود

اچھل کر باہر نکل گیا۔ اب ظاہر ہے حمید کو بھی اس کے پیچھے باہر جانا پڑا۔

ہال میں موجود ہر شخص حیرت سے کیپٹن حمید کو دیکھ رہا تھا۔ رنگو کے

ہال میں موجود ہر شخص حیرت سے کیپٹن حمید کو دیکھ رہا تھا۔ رنگو کے

قریب ہی بڑے مطمئن انداز میں کھڑا تھا۔

”سنورنگو!... مجھے بتایا گیا تھا کہ تم بڑے غنڈے ہو۔ اور بڑے غنڈے وہ ہوتے ہیں جو اصول کے پابند ہوتے ہیں۔ تمہیں اپنی طاقت اور لڑائی بھڑائی کی فن پر بڑا فخر ہے۔ اگر میں تمہارا یہ گھمنڈ نکال دوں تو بولو مجھے اس پارٹی کے بارے میں سچ سچ بتادو گے؟“... حمید نے سخیدہ لبجے میں کہا۔

”بالکل بتادوں گا۔ حالانکہ میں جانتا ہوں کہ لاشیں پچھنپتیں سن سکتیں لیکن پھر بھی میں تمہاری لاش کے کان میں تمہارے سوال کا جواب ضرور بتادوں گا۔“... رنگو نے غصے اور وحشت سے چینتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے وہ یوں اچھل کر حمید کی طرف لپکا جیسے اسے پکڑ کر کچا چپا جائے گا۔ اس کا انداز بڑا وحشیانہ تھا۔ لیکن حمید بڑے مطمئن انداز میں اپنی جگہ کھڑا رہا۔

پھر جیسے ہی رنگو چمار اس کے قریب آیا۔ وہ پلک جھپکنے میں اپنی جگہ

”اور تمہارے یہ آدمی مداخلت نہیں کریں گے۔“... حمید نے کہا۔

”بالکل نہیں کریں گے۔ انہیں مداخلت کی ضرورت ہی نہ پڑے۔

سے اچھلا اور دوسرے لمحے اس کی لات بھلی کی سی تیزی سے نہم

بل تکرایا۔

دائرے میں گھومتی ہوئی پوری قوت سے رنگو چمار کی پسلیوں پر

پڑی۔ یہ ضرب اس قدر پر قوت تھی کہ رنگو چمار کھڑا تھا جو ادونیں قدم

سائینڈ میں ہٹا چلا گیا۔

کیپشن حمید نے لات مارتے ہی اچھل کر دنوں پیروں کی اٹی ضرب

اس کے چہرے پر جمانی چاہی۔ لیکن رغم ضرب کھاتے ہی بھلی کی سے

تیزی سے گھوما اور اس سے پہلے کہ حمید کی دنوں جزے ہوئی لاتیں

اس کے چہرے پر پڑتیں، رنگونے کلائی کے مدد سے اس کی ران پر

ضرب لگادی اور حمید کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کی ران کی حدی ثوٹ

گئی ہو۔

کیپشن حمید قلبازیاں کھا کر سیدھا ہوا ہی تھا کہ رنگو کی فلاںگ گک

اس کے سینے پر پڑی اور کیپشن حمید اچھل کر پچھلی دیوار سے پشت کے

رنگو چمار بھاری جسم رکھنے کے باوجود پارے کی طرح پھر تیلا تھا جب

تک کیپشن حمید دیوار سے تکرا کر نیچے گرتا، رنگو چمار قلبازیاں کھا کر

تیر کی اس کی طرف آیا۔ اس بار اس کا داؤ انتہائی خطرناک تھا۔ اس کا

پلان یہ تھا کہ دیوار سے گھٹ کر نیچے گرتے ہی کیپشن حمید کے سینے پر

دوبارہ پوری قوت سے فلاںگ گک لگائی جائے۔ تاکہ پیچھے دیوار

ہونے کی وجہ سے حمید کا سینہ دیوار کے ساتھ پچک کر رہ جائے گا۔

کیپشن حمید نے دوار سے تکراتے ہی۔۔۔ رنگو کو ایک با پھر اپنے اوپر

آتے دیکھ لیا تھا۔ اس نے وہ بھلی کی سی تیزی سے ٹرپا اور عین ایک لمحہ

پلے اس کا جسم اس جگہ سے ہٹ گیا اور رنگو کی دنوں لاتیں پوری قوت

سے دیوار سے تکرا نہیں۔ یہ ضرب اس قدر رشد یہ تھی کہ رنگو چمار تیزی

سے مرنے سکا۔ اور پشت کے بل فرش پر جا گرا۔ اسی لمحے کیپشن حمید نے

اس پر چھلانگ لگائی اور وہ سیدھا اس کے جسم پر آیا۔ مگر رنگو چمار کے دونوں گھٹنے تیزی سے اٹھے اور کیپین حمید جھکا کھا کر اس کے سر کے اوپر سے ہوتا ہوا پچھے فرش پا جا گرا۔ اور پھر وہ دونوں بیک وقت ہی اٹھے۔ اب وہ دوبارہ ایک دوسرے کے آمنے سامنے کھڑے تھے۔ لیکن اب دونوں کی صورت حال بدل چکی تھی۔

رنگو چمار پہلے کی نسبت زیاد محتاط اور چونا نظر آرہا تھا البتہ غصے اور خجالت کی وجہ سے اس کی آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے تھے۔ ادھر کیپین حمید کو اپنی آنکھوں کے سامنے سرخی سے چھیلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ یہ اس کی دماغ کی خاص کیفیت تھی۔ ایسی کیفیت میں حمید جنون میں بستا ہو جایا کرتا تھا۔

رنگو چمار کے ساتھی حیرت بھرے انداز میں کیپین حمید کو دیکھ رہے تھے کیونکہ ان کا تو آج تک یہی خیال تھا کہ رنگو چمار کے مقابلے میں دنیا

کا کوئی شخص ایک لمحے سے زیادہ نہیں کھڑا ہو سکتا۔ لیکن کیپین حمید نہ صرف زندہ کھڑا تھا بلکہ اس نے رنگو چمار کو اچھے خاصے جھکتے بھی دے دیئے تھے۔

وہ دونوں صرف ایک لمحے کے لئے آنکھوں ہی آنکھوں میں ایک دوسرے کو تو لتے رہے اور کیپین حمید نے حرکت کی۔ وہ پوری قوت سے اپنی جگہ سے اچھلا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ رنگو چمار کے سر پر نکل رہا تھا۔ وہ رنگو لاشوری طور پر جھک گیا اور حمید شاندیہی چاہتا تھا۔ وہ اس کے سر کے اوپر ہوتا ہوا دوسری طرف کو گرا۔ لیکن اس کے نچلے جسم نے اس کے سر کے اوپر سے گذرتے ہوئے یک لخت جھکا کھایا اور اس کی دونوں نانگیں رنگو چمار کی گردن میں قیچی کے سے انداز میں

پڑیں اور کیپین حمید کے ہاتھ جیسے ہی فرش کو لگکر وہ لٹوکی طرح گھوم گیا۔ اور رنگو چمار نہ صرف پشت کے بل فرش پر گرا۔ بلکہ وہ اس

کے ساتھ ہی کروٹ بدل گیا۔

گردن چھڑاتا، حمید نے تیزی سے اس کی دونوں ٹانگیں ہاتھوں سے پکڑ کر پوری قوت سے گھسیٹیں اور ساتھ ہی اپنی ٹانگوں کو بھی اپنی طرف جھکا دیا اور اس کا داؤ کامیاب رہا۔ رنگو کے پیرا لکھر گئے۔ اور اس کا جسم پشت کے بل کمان کی صورت میں فرش پر سیدھے پڑے ہوئے حمید کے اوپر چھتری کی طرح تن گیا۔ حمید نے اپنے جسم کو تیزی اور جھکے سے مزید سکیڑا۔ اس کا مقصد رنگو کی کھوپڑی کو اس کی ٹانگوں کے نزدیک لے جانا تھا جب کہ رنگو کا جسم کمان کی طرح مڑا ہوا تھا۔ رنگو چمار نے کروٹ بدل کر اس داؤ سے نکلنے کی کوشش کی لیکن کیپٹن حمید نے اپنے جسم کی پوری طاقت لگادی اور پھر ایک زور دار جھکٹے کے ساتھ ہی رنگو چمار کے حلق سے نکلنے والی چین سے ہال گونج اٹھا اس کے ساتھ ہی کھٹاک کی آواز سے اس کی ریڑھ کی ہڈی کا مہرہ کھک گیا اور کیپٹن حمید نے یہ آواز سنتے ہی تیزی سے اپنے جسم کو کروٹ دی

رنگو چمار نے دونوں کلا یاں اٹھا کر کیپٹن حمید کی پنڈلیوں پر ضرب لگانی چاہی لیکن حمید تو فرش پر بھلی کی سی تیزی سے کروٹیں بدلتا جا رہا تھا۔ اس طرح رنگو چمار ضرب نہ لگا سکتا تھا۔ وہ اس کے ساتھ ہی الٹا ہوا مژا جاتا اور پھر رنگو نے ضرب لگانے کا ارادہ بدل� اور اس نے اپنی طاقت کے زور پر اوپر کو اٹھنے کی کوشش کی۔ اس کا مقصد حمید کو اس طرح بے بس کر کے قابو کرنے کا تھا۔ چنانچہ پوری قوت لگا کر وہ اوپر کو اٹھا اور دوسری لمحے وہ سیدھا کھڑا ہو گیا۔ مگر اس کے ذہن میں بھی یہ تھا کہ حمید خود یہی چاہتا تھا اور اس نے داؤ بھی اسی مقصد کے لئے لگایا تھا۔

جیسے ہی رنگو چمار سیدھا ہوا کیپٹن حمید کا جسم اس کی ٹانگوں کے طرف گھستا ہوا نزدیک آگیا اور اس سے پہلے کہ رنگو سیدھا ہو کر اپنی

اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس کی نگیں اور گردن دونوں

چھوڑ دیں۔ اور رنگو چمار کے پہلو کے بل گرتے ہی کیپشن حمید اچھل کر سیدھا ہوا اور دوسرے لمحے اس نے قریب ہی موجود ایک غندے کے ہاتھوں سے شین گن جھپٹ کر اسے دوسرے غندے کی طرف دھکیل دیا۔

اس نے ان کا خاتمه بھی ضروری سمجھا تھا۔

اب وہ ہال میں رنگو چمار کے ساتھ اکیا تھا اور اسے معلوم تھا کہ ہال میں ہونے والی فائر گی کی آوازیں باہر سنائی نہ دے سکتی تھیں لیکن پھر بھی کسی اچانک مداخلت سے بچنے کے لئے اس نے دروازہ اندر سے بند کر دیا تھا۔

رنگو چمار پشت کے بل فرش پر پڑا تھا۔ تنکیف کی شدت اور شکست کی شرمندگی سے اس کا چہرہ بگڑا ہوا تھا۔ اس نے ہونوں پر دانت اس

سب غندوں کی توجہ رنگو چمار کی طرف تھی اس لئے وہ بروقت سنبھل نہ سکے اور شین گن چھینتے ہی کیپشن حمید نے فائر کھول دیا اور ہال میں موجود غندے آٹے سے بھرے ٹھیلوں کی طرح ڈھیر ہوتے چلے گئے۔ انہیں سنبھل کر شین گن سیدھی کرنے کا بھی موقع نہ ملا تھا۔ اس کے نیچے گرتے ہی کیپشن حمید اپنی جگہ سے اچھلا اور سیدھا دروازے کے طرف بڑھا۔ اس نے دروازے کو اندر سے بند کر دیا اور پھر ایک طویل سانس لے کر وہ پلتا۔ سارے ہال میں غندوں کا خون پھیلا ہوا

بری طرح جمائے ہوئے تھے کہ اس کے ہونٹوں سے خون بہہ لکھا تھا۔

کیپٹن حمید ہے کیپٹن حمید۔”... حمید نے غصیلے انداز میں کہا اور ”ہاں!۔۔۔ اب بولاو چمار صاحب!۔۔۔ اب اپنے وعدے کے مطابق دوسرا لمحے اس نے شین گن کا بٹ ایک بار پھر اس کی پسلیوں پر اس پارٹی کا پتہ بتا رہے ہو۔”.... حمید نے شین گن سنجا لے اس کے

قریب جا کر پوچھا۔

”تم نے مجھے دھوکے سے مار لیا ہے۔ اور دوسرا بات یہ کہ تم نے میرے ساتھیوں کو مار کر خود ہی وعدہ خلافی کی ہے۔ اب چاہے تم مجھے قتل کر دو۔۔۔ میں کچھ نہیں بتاؤں گا۔”... رنگو چمار نے دانت پیشہ

ہوئے کہا۔ مگر دوسرا لمحے اس کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ کیونکہ حمید نے پوری قوت سے شین گن کا بٹ اس کے چہرے پر مارا۔ یہ

ضرب اس قدر پر قوت تھی کہ کھڑاک کی آواز سے رنگو چمار کا جبڑا ٹوٹ گیا اور اس کا منہ میزرا ہو گیا۔

”میں تمہاری رگوں سے روچ کھینچ لوں گا چمار کے بچے۔۔۔ میرا نام

رنگو چمار کے حلق سے ایک بار پھر چیخ نکل گئی۔ کیپٹن حمید کے ہاتھ اپر رنگو چمار کا برآحال ہو گیا۔ شین گن کے بٹ کی ضربوں سے اس کی ہڈیاں توٹنا شروع ہو گئیں۔

”بب۔۔۔ بب۔۔۔ بتاتا ہوں۔۔۔ بتاتا ہوں۔۔۔۔۔۔ رنگو نے اچانک چیختے ہوئے کہا۔

”بتاؤ۔۔۔ سچ بتاؤ گے تو نہ صرف تمہیں چھوڑ دوں گا۔۔۔ بلکہ تمہاری کمر بھی ٹھیک کر دوں گا۔۔۔ ورنہ تمہاری ایک ایک ہڈی توڑ دوں گا۔۔۔۔۔۔ کیپٹن حمید نے سرد لبجھ میں کہا۔

”ناراک کی پیشہ و رقاتوں کی تنظیم ڈارک کلب کے لئے میں نے  
انہیں سبک کیا تھا۔“....رُنگوچمار نے کراہتے ہوئے کہا۔

”یہ مجھے بھی علم ہے۔ اس تنظیم کا پتہ اور آدمی بتاؤ۔“.....کیپشن حمید  
نے ایک بار پھر شین گن اہراتے ہوئے کہا۔

”کرافٹ اس تنظیم کے چیف کا نام ہے۔ پتہ مجھے معلوم نہیں صرف  
فون نمبر ہے۔ دو چار ایک زیر و تین۔“....رُنگوچمار نے جواب دیا۔  
”جس کہہ رہے ہو۔“.....کیپشن حمید نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں  
ڈالتے ہوئے کہا۔

”بالکل حق کہہ رہا ہوں۔“....رُنگو نے جواب دیا اور کیپشن حمید اس کی  
آنکھوں کے تاثرات سے ہی سمجھ گیا کہ وہ درست کہہ رہا ہے۔

”او۔ کے۔ پھر تم چھٹی کرو۔ تم کینہ پرور اور گھٹیا آدمی ہو۔ اس  
لئے تم بعد میں بھی ہمارے لئے عذاب بن سکتے ہو۔“.....کیپشن حمید

اٹلنے پھینک دی تھی وہ انہیں چوڑکانا شے چاہتا تھا۔

نے سرد لبجھ میں کہا اور شین گن کی نال رُنگوچمار کی پیشانی پر جمادی۔

”مم۔ مم۔ مجھے چھوڑ دو۔ معاف کر دو۔“.....رُنگوچمار نے  
گڑگڑاتے ہوئے کہا۔ لیکن کیپشن حمید نے ٹریگر دبادیا اور دوسرا سے  
لمحے رُنگوچمار کی کھوپڑی سینکڑوں نکڑوں میں تبدیل ہو چکی تھی۔

حمید نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ہاتھ میں پکڑی ہوئی شین گن  
ایک طرف پھینکی اور خود تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ ابھی  
تک باہر سے کوئی مداخلت نہ ہوئی تھی اس لئے اس نے یہی سوچا کہ  
باہر والوں کو اندر کے حالات کا علم نہیں ہے اور شین گن بھی اس نے

دروازہ کھول کر وہ گیلری میں آگیا۔ پہاں وہ آدمی موجود نہ تھا جس  
نے اس کا کارڈ دیکھا تھا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہاں میں پہنچ گیا۔  
”کیا ہوا کیپشن؟“.....اچانک ماسٹر اسلام اس کے سامنے آگیا۔

”لاشیں اخوالو۔“ کیپٹن حید نے تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ وہ جلد از جلد یہاں سے نکل جانا چاہتا تھا۔ لیکن جیسے ہی وہ دروازے سے باہر نکلا۔ ماشر اسلام اس کے پیچے آگیا۔

”کپتان صاحب!۔۔۔ میں نے باہر والوں کو روک لیا تھا۔۔۔ ورنہ آپ اس طرح زندہ بچ کر نہ جاسکتے۔۔۔ رنگوچمار ختم ہو گیا۔۔۔ یا زندہ ہے۔۔۔“ ماشر اسلام نے قریب ہو کر پوچھا۔

”ختم ہو گیا۔۔۔ اور تمہارا شکر یہ۔۔۔“ حید نے جان چھڑانے کے سے انداز میں کہا اور پھر تقریباً بجا گتا ہوا اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ ماشر اسلام اب حید کے پیچھے آنے کی بجائے تیزی سے واپس پلٹ گیا۔

چنانچہ اس نے ایک کینے کے سامنے کار روکی اور اتر کر تیزی سے برآمدے میں لگے ہوئے پلک بوتحکی طرف انکواڑی کے نمبر گھما دیئے۔

”لیں پلیز انکواڑی۔۔۔“ دوسری طرف سے انکواڑی آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

”کرٹل فریدی سپیکنگ۔۔۔ ایک نمبر نوٹ کرو۔۔۔“ کیپٹن حید نے انتہائی تحکمانہ لمحے میں کہا۔

”لیں سر۔۔۔ لیں سر۔۔۔ نوٹ کرو ایئے۔۔۔“ کرٹل فریدی کا نام سنتے ہی دوسری طرف سے آپریٹر نے انتہائی مودبانہ لمحے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”نوٹ کرو۔۔۔ دو چار ایک ذیر و تین۔۔۔“ کیپٹن حید نے رنگوچمار کا بتایا ہوا نمبر دو ہرا دیا۔

حید کار چلاتا ہوا تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ اس نے فون نمبر معلوم کر لیا تھا اور اب وہ آسانی سے اس نمبر کے ذریعے لوکیشن معلوم کر سکتا تھا۔

”لیں مر!۔ نوٹ کر لیا۔ دو چار ایک زیر و تین۔“... آپ پیرنے مود بانہ لجھے میں جواب دیا۔

”اب مجھے بتاؤ کہ یہ فون نمبر کس کا ہے۔ پورا پتہ اور نام چاہیے۔“

”درست دیکھا ہے؟“.... کیپٹن حمید نے پوچھا۔ الجھ تھکمانہ ہی تھا۔ اور سنو!۔ پتہ اور نام بالکل درست ہونا چاہیے۔ ورنہ،“.... کیپٹن حمید نے دھمکی آمیز لجھے میں کہا۔

”لیں مر۔ لیں مر۔ بالکل درست ہو گا۔ ہولڈ آن سمجھے مر!۔“ بھی ایک منٹ میں بتا تا ہوں۔“... آپ پیرنے گھبرائے ہوئے لجھے میں جواب دیا۔

اور کیپٹن حمید مسکرا کر خاموش ہو گیا۔

”مر!۔ نوٹ سمجھے۔“... چند لمحوں بعد ہی آپ پیر کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

”ہاں بتاؤ۔“.... کیپٹن حمید نے کہا۔

کوئی نمبر ایک سو دس۔۔ ماؤں کا لوٹی۔۔ نام ڈاکٹر شنکر اروان۔“... آپ پیرنے جواب دیا۔

”او۔ کے؟“.... کیپٹن حمید نے کہا اور رسیور کھل دیا۔ چونکہ کسی پرائیوٹ نمبر پر فون نہ ہوا تھا۔ اس نے رسیور کھٹتے ہی نچلے خانے میں سکے باہر آگئے۔ کیپٹن حمید نے سکے اٹھا کر جیب میں ڈالے اور پھر فون بوتھ سے باہر آگیا۔

اس نے کار کا رخاب داپس کوئی کی طرف موڑ دیا۔ اب وہ پوری طرح مطمئن تھا کہ اس نے ایک ایسا کلیو ڈھونڈ لیا ہے جس کا کریل فریبی کا بھی علم نہیں۔ اس طرح کم از کم اس نے کفارہ ادا کر دیا تھا۔ شیری نے سیاحوں جیسا لباس پہنا ہوا تھا اس کے کامنے پر

بیگ لکا ہوا تھا۔ اور وہ بڑے تھکے تھکے انداز میں سڑک کے ساتھ بنے ”ہاں!... مل جائے گا۔ کیا بات ہے میم صاحب۔ آپ بہت گھبرائی ہوئی ہیں؟“.... چوکیدار نے ہمدردی کرتے ہوئے ہوئے فٹ پاتھ پر چل رہی تھی۔ اس کے چہرے پر پریشانی، بے چینی اور افطراب نمایاں تھا۔ وہ یوں ادھر ادھر دیکھ رہی تھی جیسے اکیلی پوچھا۔ یہ فریدی کا نیا چوکیدار تھا۔ پہلے چوکیدار گور کھے کے قتل کے بعد فریدی نے اسے رکھا تھا۔ اور چونکہ وہ نیا آدمی تھا اس لئے مجرموں ہرنی شیروں کے زندگی میں آگئی ہو۔ اس کے کان کے نیچے اور گردن پر خراشیں تھیں۔ اس وقت وہ اسی سڑک پر چلی جا رہی تھی جس پر کرنل فریدی کی کوئی تھی۔

اور پھر جیسے ہی فریدی کی کوئی کاپھا انک آیا۔ وہ یوں کاپھا انک کے ساتھ لگ کر کھڑی ہو گئی جیسے اب اس کے لئے ووقدم آگے چلانا بھی ممکن نہ رہا ہو۔ وہ لمبے لمبے سانس لے رہی تھی۔ دروازے پر کھڑا ”غندے۔ غندے میرے پیچھے لگ گئے۔ میں سیاحد ہوں۔۔۔“ انہوں نے مجھ سے رقم چھین لی۔ وہ مجھے بے عزت کرنا چاہتے تھے۔ میں اکیلی ہوں۔۔۔ شیری نے اٹک اٹک کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ غندے۔۔۔ میم صاحب!۔۔۔ آپ اندر چلیں۔ یہ کرنل فریدی صاحب کی کوئی تھی ہے۔۔۔ اس کوئی کو دیکھ کر غندے بھاگ جائیں

چوکیدار سے حیرت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

”پانی۔۔۔ پانی مل جائے گا۔“.... شیری نے یوں اٹک اٹک کر چوکیدار سے کہا جیسے بڑی مشکل سے یہ زبان بولتی ہو۔

گے۔

بہانہ بنانا پڑتا۔

وہ آپ کا بندوبست بھی کر دیں گے۔ وہ بہت بڑے آدمی ہیں اور بڑے ہمدرد بھی۔ ..... چوکیدار نے پوری پوری ہمدردی کا ثبوت دیتے ہوئے کہا۔

”کریل فریدی۔ کیا وہ فوج میں ہیں؟“ ..... شیری نے پوچھا۔

”نہیں میم صاحب!۔۔۔ وہ فوج میں نہیں۔ کوئی خفیہ پولیس کے بڑے آفریز!۔۔۔ میں ابھی یہاں نیا آیا ہوں مجھے زیادہ تفصیل کا علم نہیں ہے۔ آؤ اندر آؤ۔“ ..... چوکیدار نے چانکھ کھولتے کوئی جو بہ نظر آگیا ہوں۔

ہوئے کہا اور شیری سر ہلاتی ہوئی اندر داخل ہو گئی۔ چوکیدار نے خود ہی اس کی مشکل حل کر دی تھی ورنہ اسے اندر جانے کے لئے کوئی نہ کوئی النار کھدیا گیا ہو۔

”کریل صاحب موجود ہیں۔“ ..... شیری نے چوکیدار کی رہنمائی میں ڈرامینگ روم کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

یہ عمران تھا جو اکیلا ہونے کی وجہ سے عادتاً النار کھڑا ہو گیا تھا۔ وہ جب کوئی بات سوچتا تو اسی طرح کرتا تھا۔

”نہیں۔۔۔ وہ کہیں گئے ہوئے ہیں۔۔۔ ان کے اسٹنٹ کیپٹن صاحب بھی موجود نہیں ہیں۔ البتہ ان کے ایک مہمان ڈرامینگ روم میں موجود ہیں۔۔۔ آپ وہاں بنتھیں۔ کریل صاحب جلدی آ جائیں گے۔۔۔“ ..... چوکیدار نے اسے مفصل رپورٹ دیتے ہوئے کہا اور شیری سر ہلاتی ہوئی ڈرامینگ روم میں داخل ہوئی۔ چوکیدار اس کے ساتھ تھا مگر دوسرے لمحے وہ دونوں یوں تھنھک کر کھڑے ہو گئے جیسے انہیں علم نہیں ہے۔ آؤ اندر آؤ۔“ ..... چوکیدار نے چانکھ کھولتے کوئی جو بہ نظر آگیا ہو۔

”یہ۔۔۔ یہ کون ہے؟“.... شیری نے حیرت بھرے انداز میں کہا اور  
ہو گئی۔۔۔ اور کمائی کی کمائی بھی۔۔۔ ”نوجوان نے آنکھیں گھماتے  
ہوئے کہا۔

”یہ۔۔۔ یہ کون ہے؟“.... شیری نے حیرت بھرے انداز میں کہا اور  
اس کی آواز سنتے ہی نوجوان کی آنکھیں ایک جھلکے سے کھلیں اور  
دوسرے لمحے وہ قلب اپنے کھار کر سیدھا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر  
انہاتانی شرمندگی اور احتمانہ پن کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔

”معاف کیجئے۔۔۔ سیاحت پیشہ نہیں ہوتا۔۔۔ مشغله ہوتا ہے۔۔۔ سیاح  
تو خرچ کرتا ہے۔۔۔ کماٹا کیسے ہے؟“.... شیری نے قدرے ناراض  
سے لجھے میں کہا۔

”اوہ اچھا اچھا۔۔۔ دراصل اللائکھرے ہونے کی وجہ سے میرا  
تشریف لانے والی ہیں۔۔۔ میں تو عبادت کر رہا تھا۔۔۔ نوجوان نے  
دماغ ذرا اللہ ہو گیا تھا۔۔۔ میں نے سمجھا کہ شاندہ آپ محکمہ سیاحت میں  
ہیں۔۔۔ تشریف رکھیے!۔۔۔ مجھے پرانس آف ڈھمپ کہتے ہیں اور میں  
کرٹل صاحب کا بن بلا یا مہمان ہوں۔۔۔“ عمران نے شرمندہ سے  
لجھے میں کہا اور ساتھ ہی اپنا تعارف بھی کر دیا۔

”مجھے شیری کہتے ہیں۔۔۔ میرا تعلق ناراک سے ہے۔۔۔“ شیری نے اپنا  
تعارف کرایا اور عمران چونک پڑا۔۔۔ مگر دوسرے لمحے اس کا چہرہ ایک بار  
”اچھا اچھا سیاح۔۔۔ واہ! کیا خوبصورت پیشہ ہے۔۔۔ سیر کی سیر بھی

”اوہ اچھا اچھا۔۔۔ دراصل اللائکھرے ہونے کی وجہ سے میرا  
دماغ ذرا اللہ ہو گیا تھا۔۔۔ میں نے سمجھا کہ شاندہ آپ محکمہ سیاحت میں  
ہیں۔۔۔ تشریف رکھیے!۔۔۔ مجھے پرانس آف ڈھمپ کہتے ہیں اور میں  
کرٹل صاحب کے مہمان ہیں۔۔۔ اور جناب!۔۔۔ یہ سیاح ہیں۔  
غمندے اس کے پیچھے لگ گئے تھے اس لئے میں انہیں یہاں لے آیا  
ہوں۔۔۔“ چوکیدار نے اپنی طرف سے ان دونوں کا ایک دوسرے  
سے تعارف کرتے ہوئے کہا۔

پھر نارمل ہو گیا۔ اسے فوراً ڈارک کلب کی ایک نوجوان لڑکی کا نام یاد آگیا۔ اس کا نام بھی شیری بتایا گیا تھا۔

مُسکراتے ہوئے کہا۔ اسے یہ وجبہ اور احتمالہ شکل والا نوجوان پسند آگیا تھا اور وہ اسے بڑی دلچسپ نظر وہ سے دیکھ رہی تھی۔

”narak میں آپ کا غریب خانہ کس جگہ ہے۔۔۔ میں بھی narak میں بڑا عرصہ رہا ہوں۔۔۔“ عمران نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”اوہ!۔۔۔ آپ narak میں رہے ہیں۔ کب؟“۔۔۔ شیری نے چونکتے ہوئے کہا۔ اسے خیال بھی نہ تھا کہ یہ حق سا آدمی بھی narak جا سکتا ہے۔ وہ اب غور سے اسے دیکھ رہی تھی۔

”ہمارے ذیلی جناب کنگ آف ڈھمپ کو بڑا شوق تھا کہ ان کا ولی عہد پر اس آف ڈھمپ مہذب بن جائے۔۔۔ اس لئے انہوں نے زبردستی مجھے narak بھجوادیا۔۔۔ اور کسی کو نہ بتائیے گا۔۔۔ ہم اپنے باڑی نے اب دوسری طرف بات لے جاتے ہوئے کہا۔

”اوہ!۔۔۔ آپ واقعی ضرورت سے زیادہ ذہین ہیں۔۔۔“۔۔۔ شیری نے پھر رہے ہوں گے۔۔۔ کیا مزہ آرہا ہو گا۔۔۔“۔۔۔ عمران نے پھوٹتے

”اچھا اچھا۔۔۔ آپ کے والد صاحب کا نام شیر ہے۔۔۔ یعنی لائن۔۔۔ وہ شیری۔۔۔ یعنی بے بی لائن۔۔۔ وہ خوبصورت نام ہے۔۔۔“۔۔۔ عمران نے شیری کو شیری نبی بناتے ہوئے کہا اور شیری اس کے جواب پر بے اختیار پس پڑی۔

”شیری نہیں۔۔۔ شیری۔۔۔“۔۔۔ شیری نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

چوکیدار شامداں کے لئے پانی لینے کے لئے باہر چلا گیا تھا۔

”اوہ اچھا اچھا!۔۔۔ وہ! یہ بھی خوبصورت نام ہے۔۔۔ شیر یعنی ملک سے بنی ہوتی۔۔۔ یعنی انگریزی میں اسے ملکی کہہ سکتے ہیں۔۔۔“۔۔۔ عمران زبردستی مجھے narak بھجوادیا۔۔۔ اور کسی کو نہ بتائیے گا۔۔۔ ہم اپنے باڑی ”اوہ!۔۔۔ آپ واقعی ضرورت سے زیادہ ذہین ہیں۔۔۔“۔۔۔ شیری نے پھوٹتے

طرح تالیاں بجاتے ہوئے کہا اور شیری بے اختیار کھل کھلا کر نہس پڑی۔ اس نے مشرقی شہزادوں کے متعلق بیشمار کہانیاں پڑھ رکھی تھیں۔ لیکن اس کی ملاقات آج تک کسی پرنس سے نہ ہوئی تھی اور اب عمران کو پچوں جیسی حرکتیں کرتے دیکھ کر اسے بے حد لطف آرہا تھا۔

”آپ واقعی پرنس ہیں۔ کس ریاست کے پرنس ہیں؟ اور یہ ریاست کہاں واقع ہے؟“..... شیری نے پوری دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے چوکیدار اندر داخل ہوا اس کے ہاتھ میں پانی کا بھرا ہوا گلاس تھا۔

شیری نے اس کا شکر یہ ادا کیا اور پانی پی کر گلاس اسے واپس کر دیا۔ ”واقعی کا جواب تو ڈیمی یامی دے سکتے ہیں۔“ میں نے پیدا ہونے سے پہلے اللہ میاں سے سُنْفِیکیث نہ بنوایا تھا۔ باقی ہماری ریاست کا

نام ڈھمپ ہے۔ اور یہ ہمایہ کی تراہی میں ایک چھوٹی سی مگر خوبصورت ریاست ہے۔۔۔ آزاد ریاست۔“..... عمران نے بڑے مخصوص سے لبھی میں جواب دیا۔

”اوہ اچھا اچھا۔ میں سمجھ گئی۔ آپ نے بتایا نہیں کہ ناراک میں آپ کی رہائش کہاں تھی۔“..... شیری نے کہا۔

وہ ہمارے ڈیمی کے ایک دوست ہیں ڈاکٹر آسٹن۔ فتحتو یونیورسٹی میں رہچے ہیں۔ وہ ایک کلب کے مالک ہیں جس کا نام ڈارک کلب ہے۔ ازرا و شفقت انہوں نے ہماری سر پرستی قبول کی ہوئی تھی۔“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ گواں کا انداز بڑا مخصوصاً تھا لیکن اس نے وہی پتہ دو ہر ایسا تھا جو کرافٹ نے نقشے والے لفافے پر لکھا تھا اور اس کے ساتھ اس نے جان بوجھ کر ڈارک کلب کا حوالہ دے دیا تھا اس کے ساتھ ہی وہ غور سے شیری کو دیکھ رہا تھا۔

ڈاکٹر آمن، فتحی ایونیو اور ڈارک کلب کے الفاظ نے شیری کے سانپ کی طرح دبلا پتلا سام۔ اسی طرح جیکھی، جا کی اور بارش کو اعصاب پر بڑا خوفناک اثر ڈالا۔ اس کی آنکھیں حیرت اور خوف سے بھی آپ جانتی ہوں گی۔ اور کرافٹ کی محبوک کو بھی آپ جانتی ہوں گی۔ سما کا اس کا نام ہے بڑی خوبصورت سی لڑکی ہے۔ ارے پہلی چلی گئیں۔ ڈاکٹر آمن ان کے ہیڈ کوارٹر کا کوڈ نام تھا اور پھر پہنچ بھی ہیڈ کوارٹر کا تھا اور اس کے ساتھ ہی ڈارک کلب۔ اس کے شامک یہ تصور میں بھی نہ تھا کہ اس کے ساتھ ایسا واقعہ پیش آسکتا ہے۔ لیکن اس نے جلد ہی اپنے آپ پر قابو پالیا۔ اس کے باوجود اس کی آنکھوں میں الجھن کے تاثرات نہ مت سکے۔

”اچھا اچھا۔ میں سمجھ گئی۔“... شیری نے یوں سرہانا شروع کر دیا جیسے اسے مزید گفتگو کے لئے الفاظ ہی نہ مل رہتے ہوں۔

”اچھا۔ آپ سمجھ گئی ہیں۔ وہ بہت خوب!۔۔۔ پھر تو آپ کرافٹ کو بھی جانتی ہوں گی۔۔۔ گنجسر اور لمبے چوڑے قد و قامت کا آدمی ہے۔ ڈارک کلب کا مالک ہے۔ اس کا ایک ساتھی ہے سام۔۔۔ نچھوڑی تھی۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

جیکھی، جا کی اور بارش کو سانپ کی طرح دبلا پتلا سام۔ اسی طرح جیکھی، جا کی اور بارش کو اعصاب پر بڑا خوفناک اثر ڈالا۔ اس کی آنکھیں حیرت اور خوف سے بھی آپ جانتی ہوں گی۔ اور کرافٹ کی محبوک کو بھی آپ جانتی ہوں گی۔ سما کا اس کا نام ہے بڑی خوبصورت سی لڑکی ہے۔ ارے پہلی چلی گئیں۔ ڈاکٹر آمن ان کے ہیڈ کوارٹر کا کوڈ نام تھا اور پھر پہنچ بھی ہیڈ کوارٹر کا تھا اور اس کے ساتھ ہی ڈارک کلب۔ اس کے شامک یہ تصور میں بھی نہ تھا کہ اس کے ساتھ ایسا واقعہ پیش آسکتا ہے۔ لیکن اس نے جلد ہی اپنے آپ پر قابو پالیا۔ اس کے باوجود اس کی آنکھوں میں الجھن کے تاثرات نہ مت سکے۔

”اچھا اچھا۔ میں سمجھ گئی۔“... شیری نے یوں سرہانا شروع کر دیا جیسے اسے مزید گفتگو کے لئے الفاظ ہی نہ مل رہتے ہوں۔

”اچھا۔ آپ سمجھ گئی ہیں۔ وہ بہت خوب!۔۔۔ پھر تو آپ کرافٹ کو بھی جانتی ہوں گی۔۔۔ گنجسر اور لمبے چوڑے قد و قامت کا آدمی ہے۔ ڈارک کلب کا مالک ہے۔ اس کا ایک ساتھی ہے سام۔۔۔ نچھوڑی تھی۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

”اچھا شکر یہ!۔۔۔ اب میں جا رہی ہوں۔۔۔“..... شیری نے دروازے کی ”ارے ارے“..... عمران نے حیرت سے آنکھیں پھاڑ دیں۔

”اب موت تمہارا مقدر بن چکی ہے۔۔۔“..... شیری نے انتہائی سرد لمحے میں کہا۔ وہ اب ایکٹنگ و سکٹنگ بھول گئی تھی۔

”ارے وہ تو کرٹل فریدی پر دورہ ہے۔۔۔ مجھ پر نہیں۔۔۔“..... عمران نے خوفزدہ لمحے میں کہا۔ مگر دوسرے لمحے اس کا ہاتھ بچالی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور شیری کے ہاتھ سے ریو اور نکل کر دور صوفے کے پیچے جا گرا۔

”اچھی لڑکیاں ان حalonوں سے نہیں کھیلتیں۔۔۔ ورنہ غنڈے ان کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔۔۔“..... عمران نے بڑے معصومانہ سے لمحے میں کہا۔

اسی لمحے شیری نے اچانک اچھل کر عمران پر حملہ کر دیا۔ لیکن عمران شامکہ اس حملے کے لئے پہلے سے تیار تھا اس لئے دوسرے لمحے شیری

طرف مڑتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے اب یہاں اس کے رکنے کا کوئی جواز نہ تھا۔ اسے احساس ہو رہا تھا کہ وہ کسی چوہے دان میں پھنس گئی ہے وہ تو شکار کرنے آئی تھی لیکن اسے محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے وہ خود کسی مضبوط جاں میں پھنس گئی ہو۔

”ارے ارے۔۔۔ بیٹھیں بیٹھیں۔۔۔ کرٹل صاحب ابھی آ جاتے ہیں۔۔۔ ان پر دراصل آ جکل خود کشی کرنے کا دورہ پڑا ہوا ہے۔ وہ کہہ رہے تھے کہ کوئی خوبصورت سی غیر ملکی لڑکی مل جائے تو اس کے ریو اور کی گولی وہ اطمینان سے دل پر کھا کر انللہ۔ ہو جائیں۔ تاکہ لوگ انہیں شہید محبت تو کر سکیں۔۔۔“..... عمران نے بچالی کی سے تیزی سے آگے بڑھ کر دروازے کے سامنے ہوتے ہوئے کہا اور دوسرے ہی لمحے شیری نے بچالی کی سی تیزی سے ریو اور نکال لیا۔

بری طرح چینچ ہوئی پشت کے بل قالین پر جا گری۔

”ارے ارے آپ گر گئیں۔۔۔ ارے کمال ہے۔۔۔ سیاحت تو شروع کردی، پہلے کھڑا ہونا تو سیکھ لیتیں۔۔۔ عمران نے تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

وہ کسی پرندے کی طرح اڑتا ہوا اسی صوفے کے عقب میں جا گرا

جہاں چند لمحے پہلے شیری کا ریو اور جا گرا تھا۔ ریو اور صوفے کے پیچھے موجود تھا۔

”ارے کہاں گیا وہ؟۔۔۔ یہاں تو شیری بیہوش پڑی ہوئی ہے۔۔۔

دروازے سے ایک چینچ ہوئی آواز سنائی دی اور عمران مسکرا دیا۔ شیری کے ریو اور پر اس کی گرفت سخت ہو گئی تھی۔

”اے ڈھونڈ نا پڑے گا باس۔۔۔ ایک اور آواز سنائی دی۔

”پھیل جاؤ۔۔۔ پوری کوئی میں پھیل جاؤ۔۔۔ جہاں وہ نظر آئے گوئی مار دو۔۔۔ اب ہم کوئی کے اندر ہی کرٹن فریدی کا انتظار کریں گے۔۔۔

پہلے آواز نے کہا اور عمران کو بھاگتے ہوئے قدموں کی آوازیں دروازے سے باہر جاتی سنائی دیں۔

عمران نے صوفے کی اوٹ سے دیکھا تو اس نے گنجے کر افٹ کوشیری

اور پھر اس سے پہلے کہ شیری اٹھتی، عمران کی لات تیزی سے حرکت میں آئی اور اس کے بوٹ کی ٹوکی ضرب اس کی کٹی پر پوری قوت سے پڑی۔ ضرب عمران نے مخصوص پوائنٹ پر ماری تھی اس لئے ایک ہی ضرب اس کے لئے کافی ثابت ہوئی اور اس کے ہاتھ پیر سید ہے ہوتے چلے گئے۔ وہ بیہوش ہو چکی تھی۔

اس کے بیہوش ہوتے ہی عمران اس پر جھکا اور اسکی تلاشی لیا چاہتا تھا کہ اسے باہر دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور عمران یہ آوازیں سنتے ہی بچلی کی سی تیزی سے اچھلا اور دوسرے لمحے

پر بچکے ہوئے پایا۔ اس کامنہ اسی صوفے کی طرف تھا جس کے پیچے عمران چھپا ہوا تھا۔ لیکن وہ چونکہ جھکا ہوا تھا اس لئے اس کی گنجی ثابت نہیں عمران کے سامنے تھی۔

عمران صوفے کے پیچے سے اٹھا اور پھر اس نے پوری قوت سے کرافٹ کی گنجی ثابت پر چپ ماری اور بچکا کی سے تیزی سے دوبارہ صوفے کے پیچے چھپ گیا۔

چپت کھا کر کرافٹ ڈکراتا ہوا بڑی طرح اچھلا۔ وہ لنوکی طرح گھوم کر کمرے میں اوہر دیکھ رہا تھا۔ لیکن ظاہر ہے اسے دہاں کوئی نظر آتا تو وہ اسے دیکھتا۔ البتہ اس کی نظریں اب اس صوفے پر جھی ہوئی تھیں

جس کے پیچے عمران تھا۔ اب ظاہر ہے اتنا حمق تو وہ بھی نہ تھا کہ پوزیشن کون سمجھ سکتا۔ کیونکہ اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ اس کا سر اسی صوفے کے سامنے جھکا ہوا تھا۔ اس نے بڑی پھرتی سے ریو اور

نکالا، ریو اور پر سائلنسر فٹ تھا۔ وہ شاند کوئی میں سائلنسر لگے ریو اور ہی استعمال کرنا چاہتے تھے تاکہ شور نہ ہو اور باہر موجود بلیک فورس کے رکن نہ آ جائیں۔

کرافٹ، شیری کے جسم کو اچھلا گا کر آگے بڑھا اور پھر ایک ہاتھ میں ریو اور پکڑے اس نے دوسرا ہاتھ صوفے کی طرف بڑھایا اور اسی لمحے صوفے خود بخود ہوا میں اچھلا اور کرافٹ کو لیتا ہوا دوسرے صوفے کے اوپر جا گرا۔ کرافٹ کا اوپر والا جسم دوسرے صوفے پر گرا اور عمران کے سامنے والا صوف اس کے دھر کے اوپر، ریو اور اس کے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔

عمران صوفے کو پھینکتے ہی بچکا کی سے تیزی سے آگے بڑھا۔ لیکن پھر اچھل کر ایک طرف ہٹا۔ وہ صوفہ دوبارہ اڑتا ہوا اپنی پہلی جگہ پر آیا اور اسی لمحے عمران کا ہاتھ حرکت میں آیا اور اس کے ہاتھ میں پکڑے

طرح تالیاں بجاتے ہوئے کہا اور شیری بے اختیار کھل کھلا کر نہیں پڑی۔ اس نے مشرقی شہزادوں کے متعلق بیشمار کہانیاں پڑھ رکھی تھیں۔ لیکن اس کی ملاقات آج تک کسی پرنس سے نہ ہوئی تھی اور اب عمران کو پچوں جیسی حرکتیں کرتے دیکھ کر اسے بے حد لطف آرہا تھا۔

”آپ واقعی پرنس ہیں۔ کس ریاست کے پرنس ہیں؟ اور یہ ریاست کہاں واقع ہے؟“..... شیری نے پوری دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے چوکیدار اندر داخل ہوا اس کے ہاتھ میں پانی کا بھرا ہوا گلاس تھا۔

شیری نے اس کا شکر یہ ادا کیا اور پانی پی کر گلاس اسے واپس کر دیا۔ ”واقعی کا جواب تو ڈیمی یامی دے سکتے ہیں۔“ میں نے پیدا ہونے تھے صرف شیری کی جسم ہی نظر آرہا تھا۔ اب عمران کے خیال کے مطابق تمیں مرد اور ایک عورت باقی رہ گئی سے پہلے اللہ میاں سے شفیقیکیت نہ بنا یا تھا۔ باقی ہماری ریاست کا

”سام۔ سام۔ ادھر آؤ۔“..... عمران نے دروازے کی اوٹ سے ہو کر کرافٹ کے لجھے میں چیخ کر کہا اور دوسرے لمحے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز دروازے کی طرف بڑھی۔

عمران دروازے کی سائینڈ میں کھڑا ہوا تھا۔ آنے والا دوڑتا ہوا

کمرے میں داخل ہوا ہی تھا کہ عمران کا ہاتھ حرکت میں آیا اور سام کی گردان کی پشت پر عمران کی ہتھیاری پوری قوت سے لگی اور سام کر اچتا ہوا کرافٹ اور شیری کے جسموں پر منہ کے بل اوندھا گرا۔ وہ ایک بار پلانا، لیکن پھر بے حس و حرکت ہو گیا۔ اس کا اعصابی نظام مغلوب ہو چکا تھا۔ عمران نے اسے بھی سمجھیت کر ایک طرف ڈال دیا۔ اس نے ان دونوں کو ایسی جگہوں پر ڈالا کہ دروازے کی سیدھے وہ نظر نہ آسکتے

تھے صرف شیری کی جسم ہی نظر آرہا تھا۔

اب عمران کے خیال کے مطابق تمیں مرد اور ایک عورت باقی رہ گئی

تھی۔ عمران نے دروازے کی طرف قدم بڑھایا اور اسے اندر سے ہی ڈرائیور کافٹ کے لباس میں چین کر کہا۔

گا۔ ان کے پچھلے کمرے میں جاتے ہی عمران تیزی سے ڈرائیور کو روم کے دروازے سے نکلا اور اوٹ لیتا ہوا پچھلے کمرے کی طرف دبے پاؤں بڑھتا گیا۔ وہ سائیڈ سے ہو کر آگے بڑھ رہا تھا تاکہ ان کی نظرؤں میں نہ آ سکے۔ سائلنر لگا ریو اور اس کے ہاتھوں میں تھا، پچھلے کمرے کی سائیڈ میں پہنچ کر وہ آہستہ سے دیوار کے ساتھ لگ کر دروازے کی طرف بڑھا۔ دروازے کا ایک پٹ بند تھا جب کہ دوسرا پٹ کھلا ہوا تھا۔ عمران نے آگے بڑھ کر ہاتھ بڑھایا اور جھکتے سے دروازہ بند کر کے ہینڈل دبادیا۔

”اچھا بس“۔۔۔ باہر سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔ اور پھر مختلف سمتوں سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ اور پچھلے کمرے کی طرف بڑھ گئیں۔

عمران نے جان بوجھ کر پچھلے کمرے کا کہا تھا۔ کیونکہ اس کمرے کا ایک ہی دروازہ تھا اور وہ دروازہ ہی ورنہ پچائیک کی سیدھی میں تھا وہاں بھری آواز سنائی دی۔

”جگہ راؤ نہیں۔۔۔ اندر کھڑے رہو۔۔۔ میں نے ایک پلان بنایا ہے اگر فریدی ہم سے بچ گیا تو وہ اس کمرے میں آئے گا اور اس وقت تم میں چھپنے سے وہ گھبرا نہیں گئے نہیں۔ اور نہ ہی انہیں کوئی شک پڑے۔

کرافٹ کے چاروں ساتھی موجود تھے۔

”ہوشیار رہنا۔ فریدی اب پہنچنے ہی والا ہے۔ سام اور میں اس کا استقبال ڈرامینگ روم میں کریں گے۔“ عمران نے دروازے کے

پاس پہنچ کر ایک بار پھر کرافٹ کے لجھے میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے پپ کی نگلی کامنہ تالے کے سوراخ میں پھنسا دیا اور دوسرا شیشی کا ڈھلن کھول کر اس میں سے چند قطرے کیف کا ڈھلن کھول کر اس میں موجود محلول میں ڈالا اور جلدی ہی سے

ڈھلن دوبارہ تائستہ کر دیا۔ دوسرا میں محلول کے پہلے محلول سے ملتے ہی کیف کے اندر سے ہلکے نیلے رنگ کی گیس بننا شروع ہو گئی۔ جب

پوری کیف گیس کے اندر سے ہلکے نیلے رنگ کی گیس بننا شروع ہو گئی۔ جب پوری کیف گیس سے مجرگئی تو عمران نے جلدی سے پپ دبانا شروع کر دیا اور کیف میں موجود گیس نگلی سے ہو کر کمرے

اسے ختم کر سکتے ہو۔“ عمران نے کرافٹ کے لجھے میں سرگوشی

کرتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے باہر سے چھپنی چڑھادی اور پھر تیزی سے بھاگتا ہوا اپس ڈرامینگ روم کی طرف گیا۔

ڈرامینگ روم پر ایک نظر ڈالتا ہوا وہ ایک گیلری میں دوڑتا ہوا عقبی کمرے میں پہنچا، جہاں کریل فریدی کی لیبارٹری تھی۔ فریدی بھی عمران کی طرح مختلف قسم کے تجربات کرنے کا شوقیں تھے اس نے اس نے کوئی کے اندر ہی ایک مکمل لیبارٹری قائم کر کھی تھی۔ اور عمران

سیکڑوں بار فریدی کے ساتھ اس لیبارٹری میں آتا رہا تھا۔ اس نے لیبارٹری کا دروازہ کھولا اور چند ہی لمحوں بعد اسے الماری میں اپنے

مطلوب کی چیزیں مل گئیں۔ اس نے ایک پپ نکالا۔ اس کے ساتھ بنی ہوئی کیف میں ایک شیشی کا محلول ڈالا اور ایک اور شیشی اور وہ پپ انٹھا کروہ بھاگتا ہوا واپس اسی کمرے کی طرف بڑھا جس میں

بری طرح چینچ ہوئی پشت کے بل قالین پر جا گری۔

”ارے ارے آپ گر گئیں۔۔۔ ارے کمال ہے۔۔۔ سیاحت تو شروع طرف کھڑا رہا۔ جب کچھ لمحے گذر گئے تو اس نے آہستہ سے سانس کر دی، پہلے کھڑا ہونا تو سیکھ لیتیں۔“ عمران نے تیزی سے آگے لیا۔ اب گیس کا دباو ختم ہو گیا تھا۔ اس نے ایک لمبا سانس لیا اور پھر دہ کمرے میں داخل ہو گیا۔ اس نے بٹن دبا کر بھی جلا دی۔ کمرے کی بڑھتے ہوئے کہما۔

دیواروں کے ساتھ کرافٹ کے چاروں ساتھی فرش پر ڈھیر ہوئے پڑے تھے۔ ان کے رویا اور ابھی تک ان کے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے تھے۔ اندر گیس ابھی تک موجود تھی۔ عمران نے ایگزاست کا بٹن دبادیا۔ طاقت ور ایگزاست کے چلنے سے چند ہی لمحوں میں گیس باہر نکل گئی اور کمرے کی فضاناً رمل ہو گئی۔ عمران باہر آگیا۔

اس نے پمپ انٹھایا اور دوبارہ لیبارٹری کی طرف بڑھ گیا۔

لیبارٹری میں شیشی اور پمپ کو واپس ان کی جگہوں پر رکھ کر وہ باہر آیا اور اس نے لیبارٹری کے دروازے کو پہلے کی طرح بند کر دیا۔ وہاں

اور پھر اس سے پہلے کہ شیری اٹھتی، عمران کی لات تیزی سے حرکت میں آئی اور اس کے بوٹ کی ٹوکی ضرب اس کی کٹپی پر پوری قوت سے پڑی۔ ضرب عمران نے مخصوص پوائنٹ پر ماری تھی اس لئے ایک ہی ضرب اس کے لئے کافی ثابت ہوئی اور اس کے ہاتھ پر سیدھے ہوتے چلے گئے۔ وہ بیہوش ہو چکی تھی۔

اس کے بیہوش ہوتے ہی عمران اس پر جھکا اور اسکی تلاشی لیا چاہتا تھا کہ اسے باہر دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز یہی سنائی دیں اور عمران یہ آواز یہی بچلی کی سی تیزی سے اچھلا اور دوسرے لمحے

سے نکل کر وہ تیزی سے کوئی میں گھوما۔ اسے اب چوکیدار کی فکر تھی۔ کیونکہ فریدی کا ملازم جو پہلے جملے میں ذمی ہو گیا تھا۔ اب تک ہپتال میں تھا اور فریدی نے اس کی صحت یا بیکی تک اور کوئی ملازم نہ رکھا تھا۔ کیونکہ وہ کوئی کے اندر کسی اور آدمی کو لانا مناسب نہ سمجھتا تھا۔ اور پھر جلد ہی عمران کو پھاتک کے پاس ہی چوکیدار کی لاش پڑی ہوئی نظر آگئی۔ اسے ایک جھاڑی کے پیچے چھپا دیا گیا تھا اس کے سینے میں عین دل کے مقام پر دو گولیاں ماری گئی تھیں اور وہ بیچارہ تھنڈا ہو چکا تھا۔ کرافٹ وغیرہ نے اس طرح چھپایا تھے کہ جب تک اسے خاص طور پر تلاش نہ کیا جاتا اس کی تلاش ممکن نہ تھی۔ عمران سمجھ گیا کہ اسے سائلر ٹکرے گئے رہی اور سے ہلاک کیا گیا ہے۔ تب ہی فائزگ کی آواز اسے سنائی نہ دی تھی۔ عمران تیزی سے پڑا۔ اب اس کے ذہن میں ایک اور کچھ زی کپکڑی پکڑی تھی۔ اس نے ڈرائیگ روم پر ایک جگہ

میں موجود شیری، کرافٹ اور سام کے بے ہوش جسموں کو باری باری اٹھایا اور اسی پچھلے کمرے میں لا کر ایک طرف لٹا دیا۔ جہاں پہلے ان کے ساتھی بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ اور پھر وہ سورسے ایک بڑی سی رسی نکال کر لایا اور اس نے ان سب کے ہاتھ اور پیرا چھپی طرح باندھ دیئے۔ اسے نہیں معلوم تھا کہ کرٹل فریدی اور حمید کس وقت لوٹیں گے۔ اس لئے وہ کوئی رسک نہ لیتا چاہتا تھا۔ نہیں باندھنے کے بعد اس نے ان کی جیبوں سے رومال نکال کر شیری، کرافٹ اور سام کے حلقوں میں ٹھوٹس دیئے۔ اسے زیادہ انہی کی طرف سے خطرہ تھا کیونکہ گیس سے بیہوش ہونے والوں کے متعلق تو وہ جانتا تھا کہ انہیں تین چار گھنٹوں سے پہلے ہوش نہیں آ سکتا۔ اور پھر وہ باہر نکلا اور دروازے کو باہر سے بند کر کے وہ واپس ڈرائیگ روم میں آیا اس نے ائسے پڑے ہوئے صوفوں کو دوبارہ سیٹ کیا۔ قائمیں پر ایک جگہ

کرافٹ کی گنجی کھوپڑی سے نکلنے والے خون کے دھبے موجود تھے۔ بلیک فورس نے عمران نے سترال نیبل کو ذرا سا کھسکایا اور دھبوں کے اوپر رکھ دیا۔ اب نیبل ہٹائے بغیر وہ دھبے نظر نہ آ سکتے تھے۔ اور پھر وہ بڑے اطمینان سے صوفے پر بیٹھ گیا۔

فریدی نے وہیں چھپ کر ان کا کافی انتظار کیا تھے۔ بلیک فورس نے بھی پوری کوئی اور اس کے ارد گرد علاقتے کو گھیرا ہوا تھا۔ پوری بلیک

فورس ہی وہاں موجود تھی۔ لیکن مجرم باوجود طویل انتظار کے کوئی نہیں آیا۔ اور جیسے جیسے وقت گز رتا جا رہا تھا فریدی کی چھنجلا ہٹ بڑھتی ہی

جاری تھی۔

کافی دیر انتظار کرنے کے بعد آخر کار اس نے کوئی واپس جانے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے نمبر الیون کو بلا کر اس سے ہدایات دیں اور پھر خود کار میں بیٹھ کر واپس کوئی کی طرف چل پڑا۔ وہ چونکہ عمران کو اپنے پیچھے چھوڑ آیا تھا اور حمید بھی موجود تھا اس لئے اس نے سوچا کہ بلیک فورس کی موجودگی میں اس خود انتظار کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ مجرم اس کی کوئی کوئی کے گرد اس کا انتظار نہ کر رہے ہوں۔ جس طرح وہ سنچال لیں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ اسے خیال آگیا تھا کہ کہیں سے ڈارک کلب کے متعلق کاغذات بھی مل گئے تھے۔ ڈائسیز اور اس قسم کی مشینزی بھی ہاتھ لگی تھی۔ لیکن اصل مجرم موجود نہیں تھے۔

جاتے تو کم از کم عمران جیسا شخص اس طرح اطمینان سے نہ کھڑا ہوتا۔ فریدی نے کار کا دروازہ کھولا اور کار سے باہر نکل آیا۔

”یہ چوکیدار کہاں گیا۔ پھاٹک کھلا ہوا تھا۔“ فریدی نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

”چوکیدار کی طبیعت خراب ہو گئی تھی۔ وہ مجھ سے چھٹی لے کر چلا گیا ہے۔ اور پھاٹک میں نے خود کھول رکھا تھا تاکہ مجھے چوکیدار نہ بننا پڑے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور فریدی سر حالاتا ہوا ذرا رانیگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

”آپ تو لمبے ہی گم ہو گئے تھے۔ کیا ہوار یڈ کا۔“ ..... عمران نے اس کے ساتھ ذرا رانیگ روم میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ اس نے جان بوجھ کر فریدی کو باتوں میں لگالیا تھا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ فریدی کوئی جواب دیتا، ایک اور کار کے ناٹر

ان کے ہیڈ کوارٹر میں ان کا انتظار کر رہا تھے۔ چنانچہ بیلی کو تھیلے سے نکالنے کے لئے ہی اس نے واپس کوئی جانے کا فیصلہ کیا۔ اس نے بلٹ پروف کار کے شیشے چڑھائے ہوئے تھے تاکہ اچاٹک کسی طرف سے ہونے والے حملے سے فوری بچاؤ ہو سکے۔ اور اس کی تیز نظر میں ارگر دکا جائزہ بھی لے رہی تھیں۔ لیکن وہ کوئی کے پھاٹک پر بھی پہنچ گیا مگر کسی طرف سے نہ ہی اس پر کوئی حملہ ہوا اور نہ ہی کوئی مشکوک آدمی نظر آیا۔ پھاٹک البتہ کھلا ہوا تھا اور چوکیدار موجود نہیں تھا۔ یہ بات اس کے لئے حیران کرن تھی۔ لیکن وہ کار اندر لے گیا۔

ایک لمحے کے لئے اسے خیال آیا کہ کہیں مجرم کوئی کے اندر نہ چھپے ہوئے ہوں لیکن دوسرے لمحے عمران کوڈ رانیگ روم کے دروازے سے نکل کر باہر کھڑے دیکھ کر اس نے یہ خیال جھٹک دیا۔ ایک تو یہ کہ عمران کی موجودگی میں مجرم اندر چھپ نہ سکتے تھے اور اگر جھپ پ بھی

چڑچڑائے اور فریدی اور عمران دروازے سے ہی پلٹ پڑے۔ یہ حمید مسکراتے ہوئے کہا۔  
کی سپورٹس کا تھی۔ کار رکتے ہی حمید اچھل کر باہر آگیا۔ اس کا چہرہ  
سرکاری مسٹر سے گنار ہو رہا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے اس نے کوئی بڑا میدان  
مار لیا ہو۔ ویسے بھی اس کا لباس ملا ہوا تھا۔

”اچھا!... اسی لئے شائد کسی جیل میں مشقت کر کے آرہے ہو۔  
کپڑوں کا حال دیکھا ہے۔“.... عمران بھلا کہاں بازرہنے والا  
تھے۔ سرکاری معاٹے کا تعلق اس نے جیل سے جوڑ دیا تھا۔

”جان پر کھیل کر کام کرتے ہیں۔ سمجھے۔ تمہاری طرح کپڑے پہن کر  
صوفوں پر بیٹھے انشتختے نہیں رہتا۔“ حمید نے براسامنہ بناتے ہوئے  
جواب دیا۔

”اچھا۔ تم بتاؤ تو سبی۔ کونسا ہے ہیڈ کوارٹر ڈارک کلب کا؟“... فریدی  
نے مسکراتے ہوئے کہا اور فریدی کی مسکراہٹ نے حمید کے ذہن میں

”فریدی صاحب!... سمجھے داد دیجئے۔ آپ اور آپ کی بیک  
فورس جس راز کا پتہ نہ چلا سکی۔ وہ میں نے معلوم کر لیا ہے۔“... حمید  
نے چکتے ہوئے لجھے میں کہا اور تیزی سے ڈرائینگ روم کی طرف  
بڑھ آیا۔

”کیا پتہ کر لیا ہے؟“... فریدی نے خشک لجھے میں کہا۔  
”میں نے ڈارک کلب کے ہیڈ کوارٹر کا پتہ چالا لیا ہے۔“... حمید نے  
اوٹچی اور فاخرانہ آواز میں کہا۔  
”اچھا!۔ کس نجومی کی شاگردی اختیار کی ہے؟“... عمران نے

پنگے لگا دیئے۔

”تو آپ کو یقین نہیں آ رہا۔۔۔ آپ کیا سمجھتے ہیں کیپن جمید کو۔۔۔ جمید یوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کو دیکھنے لگا۔ جیسے اس کے سر پر اچانک نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

”ارے اب بتاؤ بھی سہی۔۔۔ خوانواہ چیخ رہے ہو۔۔۔ جمید نے جھلانے ہوئے لجھے میں کہا اور فریدی کی جھنجھلاہٹ دیکھ کر جمید کا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔

”میں بتا دیتا ہوں۔۔۔ اگر جمید نہیں بتانا چاہتا۔ جس نجومی کا یہ شاگرد بنائے وہ نجومی خود میر اشاغر دے ہے۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم۔ تمہیں کیسے پتہ چلا۔۔۔ جمید نے ہکاٹے ہوئے کہا۔ اس کے

منہ سے حیرت کی شدت سے الفاظ صح طور پر نہ نکل رہے تھے۔

”بس کر۔۔۔ تم عمران کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اس نے تو اس بار مجھے بھی مات دے دی ہے۔۔۔ وہ تم سے پہلے ہی ہیڈ کوارٹر کا نہ صرف پتہ چلا چکا ہے۔ بلکہ اس نے وہ نقش بھی حاصل کر لیا ہے جو ڈارک کلب

”کیوں فریدی صاحب!۔۔۔ بتا دوں۔۔۔ ایک سو دس کافی ہے۔۔۔ یا

واملے ہماری کوئی سے اڑا کر لے گئے تھے۔” فریدی نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا اور حمید کی حالت فریدی کی کی بات سن کر ایسی ہو گئی جیسے اس پر گھڑوں پانی پڑ گیا ہو۔

”گھر کا پیر چھوڑ کر باہر مارے مارے پھر نے کاہی نتیجہ ہوتا ہے کپتان صاحب!... میری شاگردی اختیار کر لینی تھی۔ چلو کچھ مٹھائی وٹھائی ہی کھایتے تم سے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”عمران!... میں نے ایک سو دس ماڈل کالونی پر ریڈ کیا ہے۔ وہاں صرف چاری افراد موجود تھے۔ وہ چاروں ہی مقابلے میں مارے گئے۔ لیکن اصل مجرم نہیں تھے۔ بڑا انتظار کیا۔ پھر میں نے سوچا کہ

شانکدوہ میری کوئی کگر دموجوہوں اس لئے میں واپس چلا آیا۔“ فریدی نے عمران سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا اور حمید کی آنکھیں مزید پھٹ گئیں۔ وہ جس ہیڈ کوارٹر کا صرف پتہ کر کے آیا

تھا۔ کرنل فریدی نہ صرف اس پر ریڈ کر چکا تھا بلکہ اب عمران کو یوں روپورٹ دے رہا تھا جیسے وہ اس کا ماتحت ہو۔

”یہ آپ کو کیا ہو گیا ہے۔ کیا آپ عمران کے ماتحت ہیں جو اس طرح اسے روپورٹ دے رہے ہیں؟“ حمید سے رہانگیا تو وہ بول ہی پڑا۔

”فریدی صاحب تم سے زیادہ عقائد ہیں۔ اس لئے گھر کے پیر کی عزت کرتے ہیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آخر یہ لوگ کہاں چلے گئے ہیں۔“ فریدی نے سوچنے والے انداز میں کہا۔

” بتا دوں۔ مٹھائی کھلانیں گے۔“... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران کی بات سن کر فریدی اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

”کیا مطلب؟... کیا کہہ رہے ہو؟... اب تم نے مجھے کیپن حمید

سمجھ لیا ہے۔“ فریدی کے لبھ میں جھنجھلاہٹ کے ساتھ ساتھ غصہ بھی شامل تھا۔

سنجیدہ لبھ میں کہا۔

”نبیں!... انہوں نے فون کیا تھا کہ فریدی صاحب کو بتا دیں کہ تم

کہاں میں گے۔ خواخواہ شہر بھر میں چکراتے نہ پھریں۔“... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور فریدی دانتوں سے ہونٹ کاٹنے لگا۔ وہ چند لمحے عمران کو دیکھتا رہا۔ پھر اس کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

”تم واقعی شیطان ہو۔ مجھے بھی غصہ دلادیتے ہو۔۔۔ بہر حال بھی نہ کبھی تو وہ وہ اپس اپنے ہیڈ کو اڑ لوئیں گے۔۔۔ بلیک فورس خود ہی انہیں سنبھال لے گی۔“ فریدی نے دوبارہ نارمل ہوتے ہوئے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”اچھا پھر مجھے اجازت دیجئے۔۔۔ آپ تو مٹھائی نہیں کھلواتے۔ چلو

”عمران!...۔۔۔ سچ سچ بتاؤ۔ تم یہاں سے کہیں گئے تھے۔ یا مجرم یہاں میں جا کر اپنے خالہ جاد کو ہی گھروں۔۔۔ وہ میرا مرید بن گیا تو سمجھو ساری عمر کی روٹیاں کھری ہو گئیں۔“... عمران نے صوفے سے آئے تھے؟“ فریدی جو بڑے غور سے اسے دیکھ رہا تھا نے انتہائی

”ارے ارے آپ تو ناراض ہو گئے۔ چلنے نہ کھایے مٹھائی۔۔۔ بس اتنی سی بات تھی۔ میں حمید کی مٹھائی پر ہی گذارہ کراؤں گا۔“... عمران نے معصومانہ سے لبھ میں کہا۔

”منہ دھور کھو!۔۔۔ تمہارے جیسے کئی میری بیجوں میں پڑے رہے ہیں۔“... حمید نے بر اسلامہ بناتے ہوئے کہا۔

”اپنی تو قسمت ہی خراب ہے شائد۔۔۔ زندگی میں پہلی بار دو مرید گھیرنے کی کوشش کی تھی۔۔۔ دونوں ہی رسیاں تزویانے لگے۔“...

عمران نے بڑے مایوس سے لبھ میں کہا۔

”عمران!...۔۔۔ سچ سچ بتاؤ۔ تم یہاں سے کہیں گئے تھے۔ یا مجرم یہاں سمجھو ساری عمر کی روٹیاں کھری ہو گئیں۔“... عمران نے صوفے سے آئے تھے؟“ فریدی جو بڑے غور سے اسے دیکھ رہا تھا نے انتہائی

انہتے ہوئے کہا۔

”ارے ارے پھر مٹھائی گول۔۔۔ یہ مٹھائی نہ ہوئی آب حیات ہو گیا۔

حایی ہی نہیں بھر رہے آپ۔۔۔ عمران نے منہ بنا کر کہا۔

”اچھا کھالیں مٹھائی بھی۔۔۔ اب بولو۔۔۔ فریدی نے ہستے ہوئے کہا۔

”خوانخواہ کھالیں۔۔۔ اسے مٹھائی کھلانا مٹھائی کی تو ہیں کرنا ہے۔۔۔“  
جمید نے چڑتے ہوئے کہا۔

”یہ مٹھائی کسی لاکی کا نام نہیں ہے کپتان صاحب!۔۔۔ بس تھوڑی سی  
اس کی تعریف کی اور وہ آپ کے ڈبے میں بند ہو گئی۔۔۔ اصلی مٹھائی  
کھانے کے لئے جالی جمالی پروفسر کے ساتھ ساتھ بڑے بڑے  
کھنڈ چلے کاٹنے پڑتے ہیں۔۔۔ عمران نے کہا۔

”جمید!۔۔۔ تم خاموش رہو۔۔۔ آجکل اس کاستارہ عروج پر ہے۔۔۔ اس  
سے کوئی بعد نہیں کہا بھی ہمیں لے کر مجرموں کے سامنے کھڑا

”بیخوبی ہو!۔۔۔ اب زیادہ نہ ہنو۔۔۔ خوانخواہ اس بے چارے کو تگ  
کرو گے۔۔۔“ فریدی نے ہستے ہوئے اسے بیخنے کا اشارہ کرتے  
ہوئے کہا۔

”لیکن وہ مٹھائی۔۔۔ وہ تو آپ نے پھر گول کر دی۔۔۔“ عمران نے کہا  
”یہ آخر تم نے کیا مٹھائی مٹھائی کی رث لکارکھی ہے۔۔۔“ فریدی نے  
چونکتے ہوئے کہا۔

”اگر میں اپنے عمل کے زور پر مجرموں کو آپ کے سامنے پیش کر  
دؤں۔۔۔ پھر تو مٹھائی کھلانیں گے۔۔۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا  
اور فریدی ایک بار پھر اچھل پڑا۔

”اوہ!۔۔۔ تو تم نے ان کا پتہ چلا لیا۔۔۔ کہاں ہیں وہ؟ جلدی  
 بتاؤ۔۔۔“ فریدی نے کہا۔

کر دے۔”.... فریدی نے حمید سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اللہ آپ کو خوش رکھے۔ آپ کی شادی کوئی آبادی کی کوئی سبیل نکالے۔ تاکہ پتان صاحب شیلا جیسی عورتوں کی بجائے آپ کے نائیں نائیں کرتے ہوئے بچے کھلاتا رہے۔“ عمران نے باقاعدہ دعا کے سے انداز میں ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔

”بس بس۔ اب بکواس بند۔ سیدھی طرح بات کرو۔“ فریدی نے چل پڑا۔ لیکن اس کی ذہن بری طرح کھول رہا تھا۔ وہ سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ فریدی جیسا آدمی اس احمق کے پیچھے اس طرح چل پڑے گا۔

”سنا ہے پتان صاحب!۔۔۔ آپ کے لئے ہدایت ہے یہ۔“

عمران نے فوراً ہی حمید سے مخاطب ہو کر کہا اور حمید ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔ اس کا بس نچل رہا تھا کہ اس باتوں کے چہ نئے کی زبان بھینچ لے۔

”عمران!۔۔۔ میں کیا کہہ رہا ہوں۔“ فریدی نے اس بارا نہتائی

سبجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”ارے ارے آپ پھر سبجیدہ ہو رہے ہیں۔ میری مٹھائی پھرنہ ادھر ادھر ہو جائے۔ ایے!۔۔۔ میرے ساتھ تشریف لائیے۔ آپ کپتان صاحب!“ عمران نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور فریدی اس کے پیچھے چل پڑا۔ مجبوراً حمید بھی فریدی کی پیروی میں چل پڑا۔ لیکن اس کی ذہن بری طرح کھول رہا تھا۔ وہ سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ فریدی جیسا آدمی اس احمق کے پیچھے اس طرح چل پڑے گا۔

عمران انہیں لئے ہوئے پچھلے کرے کے دروازے پر آیا اور اس نے بڑے اطمینان سے دروازہ کھولا اور اندر جا کر سوچ دبا کر روشنی کر دی۔

”یہ لجئے۔ زیارت فرمائیجئے۔“ عمران نے کہا اور فریدی اور حمید

لنجھ میں کہا۔

”میں اکیلا کب تھا۔ آپ خود تو کہتے ہیں کہ میرے پاس جن ہیں۔

مل جل کر کام کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔“ عمران نے کہا اور

فریدی ہنس پڑا۔

”بہت خوب!۔ عمران تم نے واقعی مجھے حیرت زدہ کر دیا ہے۔

تمہاری عزت میرے دل میں پہلے سے زیادہ بڑھ گئی ہے۔“ ...

فریدی نے کھلے دل سے اعتراض کرتے ہوئے کہا۔ حمید گم کھڑا

تھا۔ ظاہر ہے اس پچوشن میں اس کے پاس کہنے کے لئے کچھ روہی

نہ گیا تھا۔

”ارے صرف عزت سے پیٹ نہیں بھرے گا۔“ مٹھائی تو آپ

کو منگوانی ہی پڑے گی۔ کیوں کپتان صاحب۔“ عمران نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

دونوں کمرے میں داخل ہوتے ہی بڑی طرح چونک پڑے اور وہ

حیرت سے کمرے میں پڑے ہوئے سات افرا کوڈ کیکھ رہے تھے جن

میں سے تین افراد سیلوں سے بندھے ہوئے تھے۔ ان کے منہ میں

رومال ٹھونٹے ہوئے تھے۔ میں وہ بڑی طرح کلب ارہے تھے۔ وہ

ہوش میں تھے جبکہ چار افراد جن میں ایک عورت تھی اور ادھر بے ہوش

پڑے ہوئے تھے۔

”یہ گنجاؤ ارک کلب کا چیف بیاس کرافٹ ہے۔ اور یہ باقی اس کے

سامانی ہیں۔ بیچارے آپ کا پتہ پوچھتے ہوئے آئے تھے۔ میں نے

سوچا کہیں کوئی قرضہ دینے والے نہ ہوں۔ واپس چلے گئے تو قرضہ

پھر ڈوب جائے گا۔ اس لئے میں نے انہیں روک لیا۔“ ... عمران

نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم اکیلے نے اس سب کو قابو کیا ہے؟“ فریدی نے حیرت بھرے

ہنس پڑا۔

”مگر تم نے چوکیدار کو مر جوم کہا ہے۔ کیا مطلب ہے؟ کیا وہ مر چکا دکھایا ہے۔ جو میں اور میری پوری بلیک فورس مل کر بھی نہیں کر سکی۔ یہ کیس واقعی تھا را ہی رہا ہے۔“ فریدی نے کہا اور پھر اس نے حمید کو کہا کہ وہ چار کر بلیک فورس کوڑا نسیمیر پر کال کر کے یہاں بلوا لے۔

”ہاں!... عشق کسی نہ کسی کی قربانی تو مانتا ہی ہے۔ عمران نے کہا اور پھر اس تفصیل سے بتانے لگا کہ یہ سب کچھ کیسے ہوا۔ اس نے انہیں کیسے بے بس کیا۔

”ویسے ایک بات ہے فریدی صاحب!... جو مزہ کرافٹ کے سنبھال سر پر چوتھے جمانے سے آیا ہے۔ وہ شاندُنوں مٹھائی کھانے سے بھی نہ آئے۔ میرے تو بھی تک ہاتھ میں کھلبی ہو رہی ہے۔ کاش!

اپنے کپتان صاحب ہی گنج کرایتے تو کم از کم کھلبی تو مٹ جاتی۔“... عمران نے آخری فقرہ حمید کے اندر داخل ہونے پر بڑھادیا۔

”شش اپ!... میں فریدی صاحب کی وجہ سے خاموش ہوں

”ہاں!... واقعی اب تمہارا حق بن گیا ہے۔ تم نے اسکیلے ہو کچھ کر کیس واقعی تھا را ہی رہا ہے۔“ فریدی نے کہا اور پھر اس نے حمید کو کہا کہ وہ چار کر بلیک فورس کوڑا نسیمیر پر کال کر کے یہاں بلوا لے۔ ”یہ سب ہوا کیسے؟۔ کیا انہوں نے کوئی پر حملہ کیا تھا؟ مگر تم نے آخر ان سب کو قابو کیسے کیا؟“... فریدی نے حمید کے جانے کے بعد عمران سے پوچھا۔

”یہ آپ کے بیچارے مر جوم چوکیدار کی مہربانی ہے۔ وہ مس شیری کو میرے پاس لے آیا تھا کہ بے چاری سیاحد ہے۔ غندے اس کے پیچھے لگ گئے ہیں۔ بس پھر یہ مجھ پر عاشق ہو گئی۔ اور آپ جانتے ہیں کہ عشق کیا کیا جلوے دکھاتا ہے۔ کاش!... یہی بات جو لیا کی بھی سمجھ میں بھی بھی آجائے۔“... عمران نے کہا اور فریدی قہقہہ مار کر

ورنہ۔”... حمید نے دانت پیتے ہوئے کہا۔

”ورنہ سچ مجھ میرے ہاتھ کی کھجڑی مٹانے کا بندوبست کرہی لیتے۔“ ... عمران نے اس کا فقرہ مکمل کرتے ہوئے کہا اور حمید پیر پختا ہوا واپس مڑ گیا۔ اور کرنل فریدی کے قبیلے سے کمرہ گونج اٹھا۔

اردو فینڈ ڈاٹ کام